~~سید احمد علی~~
حافظ روشن علی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۳۰۲

آؤ لوگو کہ یہین نور خدا پاؤ گے ❊ لو تمہین طور تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

Digitized by Khilafat Library

یعنے

دنیا کے مذاہب پر نظر

بابت مارچ و اپریل ۱۹۰۳ء

جلد ۲ — نمبر ۳ و ۴

فہرست مضامین

تبدیل مذہب کی فلاسفی اور آریہ سماج - اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ

(۱) تمہیدی نوٹ ۸۱
(۲) ایک اعتراض اور اسکا جواب - ۸۷
(۳) تبدیل مذہب کیلئے جسقدر علم درکار ہے اسکی سچی فلاسفی - ۹۰
(۴) خداتعالے کے متعلق عیسائیوں - آریوں اور اسلام کی تعلیم - ۹۵
(۵) وید کی شرتیوں کی تاویل - ۱۲۵
(۶) ہر نفس اور نوع انسان کے متعلق عیسائی - آریوں اور اسلام کی تعلیم کا مقابلہ - ۱۴۷
(۷) عیسائی آریہ اور اسلام میں سے کونسا مذہب حقیقی خدا کو پیش کرتا ہے - ۱۶۰
(۸) آریوں کے بعض اعتراضوں کے جواب - ۱۶۵
(۹) نسیم دعوت - ۱۷۶

انجمن اشاعت اسلام قادیان نے انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان مین باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک مطبع چھپوا کر ۲۰ مارچ ۱۹۰۳ء کو شایع کیا

اطلاع اور ہدائتیں

۱- چندہ میگزین کا ہر حالت میں پیشگی آنا ضروری ہے۔ خریداران کو چاہیئے کہ میگزین کو بار بار کی خط و کتابت کی زیر باری سے بچانے کے لئے خود ہی سال رواں کا چندہ پیشگی ارسال فرمادیں۔

۲- جو صاحب پیشگی چندہ ارسال میں کرنے میں چند دن کی مہلت چاہتے ہوں اُن کو چاہیئے کہ ابھی اس امر کی اطلاع دیدیں کہ کس مہینہ کا پرچہ اُنکے نام وی پی کر کے روانہ کیا جاوے۔

۳- جن خریداروں پیشگی چندہ وصول نہیں ہوچکا مینجر کو اختیار ہوگا کہ کسی وقت انکے پرچے وی پی کر کے قیمت وصول کرلے۔ جو صاحب رعایت چاہتے ہوں اُن کو ضروری ہے کہ خود دفتر میں اطلاع دیں۔

۴- منی آرڈر کے ذریعہ روپیہ بھیجتے وقت ضروری ہے کہ کوپن پر فرستندہ اپنا پورا نام خوشخط معہ پتہ و تفصیل روپیہ لکھے۔

۵- خط و کتابت میں اور روپیہ بھیجتے وقت خریداروں کو اپنا نمبر ساتھ لکھنا چاہیئے ورنہ وقت پر تعمیل نہونیکی شکایت بیجا ہوگی۔

۶- حصص سرمایہ میگزین کا روپیہ بنام مفتی محمد صادق صاحب فنانشل سکرٹری آنا چاہیئے اور اس کے متعلق خط و کتابت مولوی شیر علی صاحب بی۔اے سکرٹری بورڈ آف ڈائرکٹرز یا خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے سکرٹری انجمن کے نام سے ہونی چاہیئے۔

۷- خریداری میگزین کا روپیہ اور خط و کتابت متعلقہ مینجر رسالہ سے ہونی چاہیئے۔

محمد علی

مینجر رسالہ ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

چونکہ اس دفعہ ایک نہایت ضروری مضمون کا لکھنا ضروری تھا اس لئے اپریل کا نمبر بھی مارچ کے ساتھ ہی شائع کر دیا گیا ہے آئندہ پرچہ انگریزی میگزین ۲۰ تاریخ کو بھیجا جائیگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبدیل مذہب کی فلاسفی

آریہ سماج - اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ

اُس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری روح اور ہمارا ذرہ ذرہ وجود کا سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ سے ہر ایک روح اور ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قایم ہے اور کوئی چیز نہ اوسکے علم سے باہر ہے اور نہ اسکے تصرّف سے نہ اسکی خَلق سے - اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اُس پاک نبی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں جسکے ذریعہ سے ہمنے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کرکے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے اور آپ فوق العادت نشان دکہلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہمکو چمکنے والا چہرہ دکہاتا ہے سو ہمنے ایسے رسول کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکہلایا اور ایسے خدا کو پایا جسنے اپنے کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا اُسکی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکہتی ہے جس کے بغیر کسی چیز نے نقش وجود نہیں پکڑا اور جسکے سہارے کے بغیر کوئی چیز قایم نہیں رہ سکتی - وہ ہمارا سچا خدا بیشمار برکتوں والا ہے اور بیشمار قدرتوں والا اور بیشمار حسن والا - اور بیشمار احسان والا اوس کے سوا کوئی اور خدا نہیں -

بعد ہٰذا واضح ہو کہ آج آریہ سماج قادیان کی طرف سے میری نظر سے ایک اشتہار گزرا[۱] جس پر ۲۲ فروری ۱۹۰۳ء تاریخ لکھی ہے اور مطبع چشمہ نور پریس امرتسر میں چھپا ہے جسکا عنوان اشتہار پر یہہ لکہا ہے "کادیانی پوپ کے چیلوں کے ایک ڈہینگ کا جواب" اس اشتہار میں ہمارے سید و مولےٰ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور میری نسبت اور میری معزز احباب جماعت کی نسبت اس قدر سخت الفاظ اور گالیاں استعمال کی ہیں کہ بظاہر یہی دل چاہتا

[۱] اسکے بعد ایک اور تحریر ایک انگریزی اخبار میں جو آریہ سماج لاہور کیطرف سے نکلتی ہے اور ایک اور اشتہار طوطی رام نام ایک شخص کیطرف سے دیکھا گیا - منہ

تہا کہ ایسے لوگون کو مخاطب نکیا جاوے مگر خدا تعالیٰ نے اپنی وحی خاص سے مجہی مخاطب
کر کے فرمایا کہ اس تحریر کا جواب لکھ اور مین جواب دینے مین تیرے ساتہہ ہون۔ تب مجھے
اس مبشر وحی سے بہت خوشی پہنچی کہ جواب دینے مین مین اکیلا نہین۔ سو مین اپنے خدا سے
قوت پاکر اٹہا اور اُسکی روح کی تائید سے مینے اس رسالہ کو لکھا اور جیسا کہ خدا نے مجہی تائید
دی مینے یہی چاہا کہ ان تمام گالیون کو جو میرے نبی مطاع کو اور مجھے دی گئین نظر انداز کر کے
نرمی سے جواب لکھون اور پہر یہ کاروبار خدا تعالیٰ کے سپرد کر دون۔

مگر قبل اسکے کہ مین اس اشتہار کا جواب لکھون اپنی جماعت کے لوگون کو نصیحتاً کہتا
ہون کہ جو کچہہ اس اشتہار کے لکہنے والون اور ان کی جماعت نے محض حرام کہانے اور توہین کی نیت
سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اعتراضات کے پیرایہ مین سخت الفاظ لکھے
ہین یا میرے نسبت مال خور اور ٹہگ اور کاذب اور نمکحرام کے لفظ کو استعمال مین لائے ہین
اور مجھے لوگون کا دغا بازی سے مال کہانے والا قرار دیا ہے اور یا جو خود میری جماعت کی نسبت
سور اور کتے اور مردار خوار اور گدہے اور بندر وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے ہین اور ملیچھ انکا
نام رکہا ہے ان تمام دکھ دینے والے الفاظ پر وہ صبر کرین اور مین اس جوش اور اشتعال طبع
کو خوب جانتا ہون کہ جو انسان کو اس حالت مین پیدا ہوتا ہے کہ جبکہ نہ صرف اسکو گالیان دی
جاتی ہین بلکہ اسکے رسول اور پیشوا اور امام کو توہین اور تحقیر کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے اور
سخت اور غضب پیدا کرنے والے الفاظ سنائے جاتے ہین لیکن مین کہتا ہون کہ اگر تم ان
گالیون اور بدزبانیون پر صبر نہ کرو تو پہر تم مین اور دوسرے لوگون میں کیا فرق ہوگا اور یہہ کوئی
ایسی بات نہین کہ تمہارے ساتہہ ہوئی اور پہلے کسی سے نہین ہوئی ہر ایک سچا سلسلہ جو دنیا
مین قائم ہوا ضرور دنیا نے اُس سے دشمنی کی ہے سو چونکہ تم سچائی کے وارث ہو ضرور ہے کہ
تم سے بہی دشمنی کرین سو خبردار رہو نفسانیت تم پر غالب نہ آوے ہر ایک سختی کی برداشت کرو
ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو تا آسمان پر تمہارے لئے اجر لکہا جاوے۔ تمہین چاہئے کہ
آریون کے رشیون اور بزرگون کی نسبت ہرگز سختی کے الفاظ استعمال نہ کرو تا وہ بہی خدا کے

قدّوس اور اسکے رسول پاک کو گالیان نہ دین کیونکہ ان کو معرفت نہین دیگئی اسلیئے وہ نہین جانتے کہ کسکو گالیان دیتے ہین - یاد رکھو کہ ہر ایک جو نفسانی جوشون کا تابع ہے ممکن نہین کہ اسکے لبون سے حکمت اور معرفت کی بات نکل سکے بلکہ ہر ایک قول اُسکا فساد کے کیڑون کا ایک انڈہ ہوتا ہے بجز اسکے اور کچھہ نہین - پس اگر تم روح القدس کی تعلیم سے بولنا چاہتے ہو تو تمام نفسانی جوش اور نفسانی غضب اپنے اندر سے باہر نکال دو تب پاک معرفت کے بھید تمہارے ہونٹون پر جاری ہونگے اور آسمان پر تم دُنیا کے لئے ایک مفید چیز سمجھے جاؤ گے اور تمہاری عمرین بڑہائی جائینگی - تمسخر سے بات نہ کرو اور ٹھٹھے سے کام نہ لو - اور چاہیئے کہ سفلہ پن اور اوباش پن کا تمہاری کلام پر کچھہ رنگ نہ ہو تا حکمت کا چشمہ تم پر کھلے حکمت کی باتین دلون کو فتح کرتی ہین لیکن تمسخر اور سفاہت کی باتین فساد پھیلاتی ہین جہان تک ممکن ہو سکے سچی باتون کو نرمی کے لباس مین تباؤ تا سامعین کیلئے موجب ملال نہ ہون جو شخص حقیقت کو نہین سوچتا اور نفس سرکش کا بندہ ہو کر بدزبانی کرتا ہے اور شرارت کے منصوبے جوڑتا ہے وہ ناپاک ہے اوسکو کبھی خدا کی طرف راہ نہین ملتی - اور نہ کبھی حکمت اور حق کی بات اُسکے مونہہ پر جاری ہوتی ہے پس اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی راہین تم پر کھلین تو نفسانی جوشون سے دور رہو اور کھیل بازی کے طور پر بحثین مت کرو کہ یہ کچھہ چیز نہین اور وقت ضائع کرنا ہے بدی کا جواب بدی کے ساتھہ مت دو نہ قول سے نہ فعل سے تا خدا تمہاری حمایت کرے - اور چاہیئے کہ دردمند دل کے ساتھہ سچائی کو لوگون کے سامنے پیش کرو نہ ٹھٹھے اور ہنسی سے کیونکہ مُردہ ہے وہ دل جو ٹھٹھا ہنسی اپنا طریق رکھتا ہے اور ناپاک ہے وہ نفس جو حکمت اور سچائی کے طریق کو نہ آپ اختیار کرتا ہے اور نہ دوسرے کو اختیار کرنے دیتا ہے سو تم اگر پاک علم کے وارث بننا چاہتے ہو تو نفسانی جوش سے کوئی بات مونہہ سے مت نکالو کہ ایسی بات حکمت اور معرفت سے خالی ہوگی اور سفلہ اور کمینہ لوگون اور اوباشون کی طرح نہ چاہو کہ دشمن کو خواہ نخواہ ہتک آمیز اور تمسخر کا جواب دیا جاوے بلکہ دل کی راستی سے سچا اور پر حکمت جواب دو تا تم آسمانی اسرار کے وارث ٹھہرو -

اِس جگہ یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ قادیان کے آریون کا یہ حملہ جو میرے پر کیا گیا ہے یہ ایک ناگہانی ہے اِن دنون مین کوئی تحریر میری طرف سے شائع نہین ہوئی اور نہ میرے قلم سے اور نہ میری تعلیم سے اور نہ میری تحریک سے کسی نے کوئی اشتہار شائع کیا۔ پس خواہ نخواہ مجھے نشانہ بنانا اور مجھے گالیان دینا اور میرے سید و مولےٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت توہین تحقیر کے الفاظ لکھنا اور اِس طرح پر مجھے دوہری طور پر دکھہ دینا مین نہین سمجھہ سکتا کہ اِس قدر نفسانی جوش کیون دکھلایا گیا۔ بعض قادیان کے آریہ جو میرے پاس آتے تھے بارہا مینے انکو نصیحت دی کہ زبان کی چالاکیون کا نام مذہب نہین ہے مذہب ایک پاک کیفیت ہے جو اُن لوگون کے دلون مین پیدا ہوتی ہے جو خدا تعالی کو پہچان لیتے ہین اور مینے ان کو بارہا یہ بھی کہا کہ یہ طاعون کا زمانہ ہے اور دنیا کی تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ جب یہ کسی ملک مین بڑے زور سے پھیلتی رہی ہے تو اسکا یہی موجب ہوتا رہا ہے کہ زمین پاپ اور گناہ سے بھر جاتی تھی اور خدا کی طرف سے جو آتا تھا اُس سے انکار کیا جاتا تھا اور جبکہ آسمان کے نیچے اس قسم کا کوئی بڑا گناہ ظہور مین آیا اور دنیا کی حد سے بڑھ گئی تھی یہ بلا ظہور مین آئی۔ اب بھی یہ گناہ انتہا تک پہنچ گیا ہے دنیا مین ایک عظیم الشان نبی انسانون کی اصلاح کے لئے آیا یعنی سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس نے اس سچے خدا کی طرف لوگون کو بلایا جسکو دنیا بھول گئی تھی لیکن اس زمانہ مین ایسی کامل نبی کی ایسی توہین اور تحقیر کیجاتی ہے جسکی نظیر کسی زمانہ مین نہین مل سکتی پھر خدا نے چودھوین صدی کے سر پر اپنے ایک بندہ کو جو یہی لکھنے والا ہے بھیجا تا ہم نبی کی سچائی اور عظمت کی گواہی دے اور خدا کی توحید اور تقدیس کو دنیا مین پھیلا دے اُسکو بھی گالیون کا نشانہ بنایا گیا سو یہ وہ دن جو زمانہ دیکھہ رہا ہے اسکا یہی باعث ہے کہ دلون مین خدا کا خوف نہین رہا اور زبانین تیز ہوگئین ہر ایک جوش محض قوم اور سوسائیٹی کیلئے دکھلاتے ہین خدا کی عظمت ان لوگون کے دلون میں نہین

غرض کئی دفعہ ایسی نصیحتین قادیان کے ان آریون کو کی گئین لیکن نتیجہ برخلاف ہوا اور وہ خدا کی عظمت سے بالکل نہین ڈرے شائد دلون مین یہ خیال ہو گا کہ گو طاعون قادیان کے

اِردگرد لوگون کو ہلاک کر رہی ہے مگر ہمین کیا غم ہم تو ٹیکا لگانے کے بعد ہمیشہ کے لیئے طاعون کے پنجہ سے رہائی یاب ہو گئے ہین بڑا تعجب ہے کہ ایسے خطرناک دن اور پھر یہ لوگ زبان کو اپنے قابو مین نہین رکھتے نہین سوچتے کہ جس نبی کو ہم گالیان دیتے ہین اور اُسکی تحقیر اور توہین کرتے ہین اگر وہ خدا کی طرف سے ہے اور ضرور وہ خدا کی طرف سے ہے تو کیا یہ بدزبانیان اور بےادبیان خالی جائینگی ۔ سُنو اے غافلو! ہمارا اور اُن راستبازون کا تجربہ جو ہمسے پہلے گذر چکے ہین گواہی دیتا ہے کہ خدا کے پاک رسولون کی بےادبی کا انجام اچھا نہین ہوتا ہر ایک نیک طینت جانتا ہے کہ خدا کے پاس ہر ایک بدی اور شوخی کی سزا ہے اور ہر ایک ظلم کا پاداش ہے *

ایک اعتراض کا جواب

اب ہم آریہ صاحبون کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہین جو اُنہون نے اپنے اشتہار مین ہماری جماعت کے نومسلم آریون پر کیا ہے اور وہ یہ کہ یہ مسلمان ہونا اُن کا تب صحیح ہوتا کہ اول وہ چارون وید پڑھ لیتے اور پھر ویدون کے پڑھنے کے بعد چاہیئے تہا کہ وہ آریہ دہرم کا اسلام سے مقابلہ کرتے اور پھر اس قدر تحقیق و تفتیش کے بعد اگر اسلام کو حق دیکھتے تو مسلمان ہو جاتے سو واضح ہو کہ ہمارے نومسلم آریہ جہان تک حق تحقیق کا ہے سب کچھہ ادا کر کے مشرف باسلام ہوئے ہیں باقی رہا یہ اعتراض کہ انہون نے چارون وید کب پڑھے ہین یہ اعتراض اس صورت مین ہو سکتا تہا کہ جب اعتراض کرنیوالے اپنے ویدخوان ہونے کا ثبوت دیتے افسوس کہ انہون نے اعتراض کرنے وقت انصاف اور خداترسی سے کام نہین لیا بھلا اگر انہون نے سچائی کی پابندی سے یہ اعتراض پیش کیا ہے تو ہمین بتلاوین کہ انمین سے وہ تمام لوگ رام رام کرنے والے جو سناتن دہرم پر قائم تھے اور پھر چند سال سے وہ آریہ بنے انہون نے کس پنڈت سے وید پڑہا ہے کیونکہ اگر مذہب کی تبدیلی کے لئے پہلے ویدون کا پڑھہ لینا ضروری شرط ہے تو اس شرط سے آریہ کیونکر باہر رہ سکتے ہین یہ بات

کس کو معلوم نہین کہ پنڈت دیانند کے وجود سے پہلے اس ملک مین تمام ہندو سناتن دہرم رکہتے تہے اور ابہی تک اُن کے ٹہاکر دوارے اس گانوٴ مین بہی موجود ہین اور ان کے پنڈت اور وید دان آریہ ورت مین بکثرت پائے جاتے ہین اور بہتوں کو ہمنے خود دیکہا ہے اور وید جو اُردو اور انگریزی مین ترجمہ ہو چکے ہین ان پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وید کے اکثر ارتہ جو سناتن دہرم والے کرتے ہین وہی ٹہیک ہین - خیر اس بحث کو اس وقت جانے دو بہر حال جو اعتراض ان آریہ صاحبون نے نومسلم ہندوٴون پر کیا ہے وہی اعتراض انپر بہی ہوتا ہے کیونکہ ایک زمانہ تو وہ تہا کہ وہ رام چندر کرشن اور دیگر اوتارون کو پرمیشر جانتے تہے مورتی پوجا کو وید کی ہدایت سمجہتے تہے اور سب سے زیادہ یہ کہ ویدانت کے اصول کے موافق اپنے تئین پرمیشر مین سے نکلے ہوئے خیال کرتے تہے اور پہر آریہ بننے کے بعد وہ سب خیالات پلٹ گئے اور بجائے اسکے کہ پرمیشر مین سے نکلے ہون انادی اور غیر مخلوق کہلاکر خود قدیم اور پرمیشر کے شریک بنگئے پس کیا اس قدر انقلاب کے لئے حسب عقیدہ ان کے یہ ضرور نہ تہا کہ ہر ایک فرد اُن مین سے اول چارون وید پڑہ لیتا پہر اپنے قدیم مذہب سناتن دہرم کو چہوڑتا اور آریہ سماج مین داخل ہوتا - پس اگر قادیان کے آریہ سماجیون نے نومسلم آریون پر اعتراض کرنے کے وقت جہوٹ اور حق پوشی سے کام نہین لیا تو ہمین دکہلاوین کہ انکی جماعت آریون مین سے کتنے وہ لوگ ہین جنکو رگ اور یجر اور شام اور اتہرن وید سب کنٹھ ہین اگر اس بات مین وہ سچے نکلے کہ اپنی سب جماعت انہون نے وید دان ثابت کردی تو کم سے کم ہم ان کو شریف آدمی مان لینگے جنہون نے اپنے اعتراض مین کسی ایسی جہوٹی بات کو پیش نہین کیا جسکے آپ وہ پابند نہین تہے - یہ کس کو معلوم نہین کہ یہہ تمام مجمع قادیان والون کا ایک بازاری دوکان نشینون کا مجمع ہے جنمین سے کوئی ساہوکارہ کا شغل رکہتا ہے اور کوئی بزازی کرتا ہے اور کوئی نون تیل کی دوکان رکہتا ہے اور جہان تک ہمکو علم ہے انمین سے ایک بہی وید دان نہین پس کیا ان لوگون کے مقابل پر وہ شریف نومسلم آریہ جاہل کہلا سکتے ہین جو بعض انکے بی اے تک تعلیم یافتہ ہین اور انگریزی اور اردو ترجمے ویدون کے پڑہتے ہین اور دن رات دین کی تعلیم پاتے ہین ؟

پھر ماسوا اسکے یہ ہمارا دعوےٰ صرف قادیان تک محدود نہین بلکہ ہم اس امر کی پوری اطلاع رکھتے ہین کہ ہر ایک شہر اور قصبہ کا آریہ سماج اکثر ایسے ہی ذخیرہ سے بھرا ہوا ہے اور یہہ خیال ہرگز ہرگز صحیح نہین ہے کہ جن لوگون نے سناتن دہرم کو الوداع کہہ کر باوجود سخت اختلاف کے آریہ سماجی بننا قبول کیا ہے پہلے وہ اپنے گہر سے چارون وید پڑہ کر آئے تہے بلکہ ہم زور سے کہتے ہین کہ تمام پنجاب اور ہندوستان مین بجز معدودے چند جنکو انگلیون پر گن سکتے ہین تمام مجموعہ آریون کا ایسا ہی ہے کہ ہر ایک دوکاندار یا ساہوکار نے آریون مین نام لکہا رکہا ہے اور خود بجز بڑے پیٹ اور لمبی موچہون اور دوکان کے حساب کے اور کچہہ یاد نہین۔

اور یہہ باتین میری بے تحقیق نہین بلکہ مین آریہ صاحبون کو ہزار ۱۰۰۰ روپیہ بطور انعام دینے کو طیار ہون اگر وہ میرے پر ثابت کرین کہ جس قدر انکی فہرست مین مرد و زن آریہ درج ہین یا یون کہو کہ جس قدر آریہ سماجی کہلانے والے مرد ہون یا عورات ہون برٹش انڈیا مین موجود ہیں فیصدی اُن مین سے پانچ ایسے پنڈت پائے جاتے ہین جو چارون وید سنسکرت مین جانتے ہین اگر چاہین تو مین کسی سرکاری بینک مین یہ روپیہ جمع کرا سکتا ہون۔ اب بتلاؤ کہ کس قدر شرم کی بات ہے کہ خود را فضیحت و دیگرے را نصیحت اگر حیا اور سچائی سے کام لیا جاتا تو ایسے اعتراضات کی کیا ضرورت تہی جو خود آریہ سماج پر ہی وارد ہوتے ہین۔ ہمارے دیکہنے کی بات ہی کہ آریون کا یہ مجموعہ صرف اس طرح پر طیار ہوا ہے کہ مہاجنون ساہوکارون ملازمون کو طرح طرح کے حیلون سے ترغیب دی گئی کہ تم آریہ سماج مین نام لکہا دو تو بہت سے لالہ صاحبون نے اس طرح پر نام لکہا رکہے ہین اور اصل حقیقت کی کچھ بہی خبر نہین اور اکثرون کے گھرون میں دیوتا پرستی اور مورتی پوجا کے تعلقات بہی بدستور قائم ہین یہ بات ایسی مخفی نہین ہے جسکی تحقیق کرنیکے لئے کچہہ زیادہ مشقت کی حاجت ہو تم کسی شہر یا قصبہ میں چلے جاؤ اور تحقیقات کرلو کہ کس قدر اسمین آریہ سماجی ہین اور کس قدر انمین سے ویددان ہین پس جبکہ آریہ سماجی بننے کی یہ کیفیت ہی تو پہر کون ایسے تعلیم یافتہ نو مسلم آریون پر اعتراض کر سکتا ہے جو اول ہندو تہے اور پہر سناتن دہرم اور آریون کے اصولون کو خوب معلوم کرکے اور اس کے مقابل پر اسلام کے اصول دیکہہ کر اور سچائی اور عظمت الٰہی انمین مشاہدہ کرکے مشرف باسلام ہو گئے

محض خدا کے لئے دکھہ اُٹھائے اور بیویون بہائیون عزیزون سے الگ ہوئے اور قوم کی گالیان سُنین - اِن نومسلم آریون کے تبدیل مذہب کو غرض نفسانی پر محمول کرنا یہ طعن ہندوؤن کا کچھہ نیا نہین بلکہ قدیم سے اس مذہب کے متعصب لوگون کی عادت ہے کہ جب کوئی اور معقول جواب نہین آتا تو یہی کہدیا کرتے ہین کہ مال کیلئے یا کسی عورت کیلئے ہندو مذہب کو چھوڑ دیا ہے اور یہہ بہی کہا کرتے ہین کہ کروڑہا ہندو جو مسلمان ہو گئے وہ مسلمان بادشاہون کے جبر سے ہوئے تہے بعض ہندو جوش مین آکر یہی کہدیتے ہین کہ مسلمان ہونیوالے دراصل مسلمانون کا ہی نطفہ ہین اور نہین سوچتے کہ یہ اعتراض تو ہماری ہی کروڑہا عورتون پر آتا ہے - آجکل کی تحقیقات سے ثابت ہے کہ اسلامی بادشاہون کے عہد کا زمانہ جو سات سو برس تک تہا اگر انگریزون کے زمانہ سے جو سو برس تک ابہی گزرا ہے مقابلہ کیا جائے تو اسمین جس قدر ہندو کثرت سے مسلمان ہوئے ہین اسکی اوسط زیادہ نکلتی ہے اور خودغرضی کا الزام تو بہت ہی قابل شرم ہے کیونکہ بعض ہندو امیرون رئیسون اور راجون نے اسلام کے بعد کئی لاکہہ روپیہ دینی امداد مین دیا ہے اور ہمارے غریب نومسلم آریہ ہمیشہ اپنی کمائی سے ہمین چندہ دیتے ہین پہر تعجب کہ یہہ مخالف لوگ ایسے بیجا بہتانون سے باز نہین آتے اور جبکہ حالتین اکثر آریہ اپنی عورتونکو چہوڑکر اسلام کیطرف آئے ہین تو اس صورت مین پہر انکو عورتون کا الزام دینا کیا اس قسم کے اعتراضات دیانت کے اعتراض ہین مثلاً ذرہ سوچو کہ سردار فضل حق اور شیخ عبدالرحیم جو نومسلم آریہ ہین ہندو ہونے کی حالت مین کس قسم کی حاجت رکہتے تہے جو اسلام سے پوری ہوئی -

تبدیل مذہب کیلئے جسقدر علم درکار ہے اسکی سچی فلاسفی

اب ہم فائدہ عام کیلئے اس امر کی سچی فلاسفی بیان کرتے ہین کہ تبدیل مذہب کے لئے کس قدر واقفیت ضروری ہے کیا بقول آریہ سماج قادیان جب مثلاً ایک ہندو تبدیل مذہب کرنے لگے تو اول اُسکو چارون وید سنسکرت مین پڑہ لینے چاہیئے یا عقل اور انصاف کے رو سے ہمین کوئی اور قاعدہ ہے -

پس واضح ہو کہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں یہ ہرگز صحیح نہیں ہے کہ تبدیل مذہب کے لئے ایک ہندو کا یہ فرض ہے کہ اول چاروں وید سبقاً سبقاً کسی پنڈت سے پڑھ لے اور پھر اگر چاہے تو کوئی اور مذہب اختیار کرے کیونکہ اگر یہہ صحیح ہو تو مذہب کی تبدیلی کے لئے صرف وہی لوگ لایق ہوں گے جو وید دان پنڈت ہوں حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ صدہا ہندو جو ویدوں کا ایک صفحہ بھی نہیں پڑھ سکتے سناتن دہرم سے نکل کر آریہ سماجی بنتے جاتے ہیں اور بموجب حال کی مردم شماری کے پنجاب میں آریہ مت والے مرد نو ہزار سے زیادہ نہیں اور اس قدر جماعت آریہ میں شاید ایک دو پنڈت ہوں یا نہ ہوں باقی سب عوام ہندو ہیں جو محض چند باتیں سنکر آریہ بن گئے ہیں اور اپنے قدیم مذہب سناتن دہرم کو چھوڑ دیا ہے اور جیسا کہ آریہ سماجی لوگ مسلمان ہونے والے آریوں کا نام پربھشٹ اور ملیچھ رکھتے ہیں یہی نام سناتن دہرم کیطرف سے انکو ملتا ہے اور مذہب سے انکو خارج سمجھتے ہیں اور وید کے منکر قرار دیتے ہیں پھر باوجود اس قدر مخالفت شدید اور اختلاف عقاید کے جو سناتن دہرم اور آریہ سماجیوں میں اظہر من الشمس ہے ایک جاہل سے جاہل سناتن دہرم والا جب آریہ بننے کیلئے آتا ہے تو کوئی اسکو نہیں کہتا کہ اول چاروں وید پڑھ لے بلکہ اسکا آریہ سماجی بننا غنیمت سمجھتے ہیں خاص کر اگر کوئی دولتمند ساہوکار ہو گو کیسا ہی جاہل ہو تو پھر کیا کہنا ہے ایک شکار ہاتھ آگیا اسکو کون چھوڑے بھلا بتلائیے آپ کے لالہ مڈہامل صاحب کتنے وید پڑھے ہوئے ہیں جو سناتن دہرم چھوڑ کر آریہ بن گئے - ایسا ہی دوسرے لالہ صاحبان جو انہیں کے بھائی بند ہیں اپنے اپنے گریبانوں میں منہ ڈالکر سوچیں کہ انکو ودیادانی میں کیا کیا کمالات حاصل ہیں - پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ جو اعتراض نومسلم آریوں پر کیا جاتا ہے وہی درحقیقت آریوں پر بھی ہوتا ہے مگر یاد رکھنا چاہئے کہ جو آریہ ہندو مسلمان ہوتا ہے چونکہ اسکو پہلے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکو بہت سے دشمنوں کا مقابلہ کرنا پڑے گا اسلئے طبعاً وہ اسی وقت مسلمان ہوتا ہے جب وہ اپنے دل میں حق اور باطل کا فیصلہ کر لیتا ہے -

اور یہہ فیصلہ چاروں وید پڑھنے پر منحصر نہیں ورنہ تبدیل مذہب کا دروازہ ہی بند ہو جائے اور نیز اس صورت میں یہ بھی لازم آتا ہے کہ آریہ سماج والے بجز ایک دو وید دان پنڈتوں کے جو

اینہیں ہون باقی سب ہندون کو سناتن دہرم کی طرف واپس کردین اور انکو ہدایت کردین کہ جب تم وید پڑھ کر آوگے تب تمہین آریہ سماج مین داخل کیا جاویگا پہلے نہین۔ ہر ہوشمند انسان اسبات کو جلد سمجھ سکتا ہے کہ اگر تبدیل مذہب کے لیئے عالم فاضل ہونا ضروری ہے تو ہندوستان کے کروڑہا ہندو عوام الناس جو کچھ علم نہین رکھتے اور مختلف فرقون پر تقسیم شدہ ہین وہ آریہ سماج مین داخل ہونے کے لایق نہین ہوسکتے جب تک سب کے سب ویددان نہ ہون اور شاسترون کو سبقاً سبقاً نہ پڑھ لین۔

پس سنو اور خوب کان کھول کر سنو کہ تبدیل مذہب کے لیئے تمام جزئیات کی تفتیش کچھ ضروری نہین بلکہ سچائی کی تلاش کرنے والے کے لیئے مذاہب موجودہ کا باہم مقابلہ کرنے کے وقت اور پھر انہین سے سچا مذہب شناخت کرنیکے لیئے صرف تین باتون کا دیکھنا ضروری ہے (۱) اول یہ کہ اس مذہب مین خدا کی نسبت کیا تعلیم ہے یعنے اسکی توحید اور قدرت اور علم اور کمال اور عظمت اور سزا اور رحمت اور دیگر لوازم اور خواص الوہیت کی نسبت کیا بیان ہے کیونکہ اگر کوئی مذہب خدا کو واحد لاشریک قرار نہین دیتا اور آسمان کے اجرام یا زمین کے عناصر یا کسی انسان یا اور چیزون کو خدا جانتا ہے یا خدا کے برابر ٹہراتا ہے اور ایسی پرستشون سے منع نہین کرتا یا خدا کی قدرت کو ناقص خیال کرتا ہے اور جہان تک امکان قدرت ہے وہان تک قدرت کے سلسلہ کو نہین پہنچاتا یا اس کے علم کو ناتمام جانتا ہے یا اسکی قدیم عظمت کے برخلاف کوئی تعلیم دیتا ہے یا سزا اور رحمت کے قانون مین افراط یا تفریط کی راہ لیتا ہے یا اسکی رحمت عامہ جیسا کہ جسمانی طور پر محیط عالم ہے اسکے برخلاف کسی خاص قوم سے خدا کا خاص تعلق اور روحانی نعمت کے وسایل کو مخصوص رکھتا ہے یا الوہیت کے خواص مین سے کسی خاصہ کے برخلاف بیان کرتا ہے تو وہ مذہب خدا کی طرف سے نہین ہے۔ (۲) دوسرے طالب حق کے لیئے یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ اس مذہب مین جسکو وہ پسند کرے اسکے نفس کے بارے مین اور ایسا ہی عام طور پر انسانی چال چلن کے بارے مین کیا تعلیم ہے۔ کیا کوئی ایسی تعلیم تو نہین کہ جو انسانی حقوق کے باہمی رشتہ کو توڑتی ہو یا انسان کو دیوثی کیطرف کہینچتی ہو یا دیوثی امور کو مستلزم ہو اور فطرتی حیا اور شرم کی مخالف ہو

اور نہ کوئی ایسی تعلیم ہو کہ جو خدا کے عام قانون قدرت کے مخالف پڑی ہو اور نہ کوئی ایسی تعلیم ہو جسکی پابندی غیر ممکن یا منتج خطرات ہو اور نہ کوئی ضروری تعلیم جو مفاسد کے رد کرنے کیلئے اہم ہے ترک کی گئی ہو اور نیز یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ کیا وہ تعلیم ایسے احکام سکھلاتی ہے یا نہیں کہ جو خدا کو عظیم الشان محسن قرار دیکر بندہ کا رشتہ محبت اُس سے محکم کرتے ہوں اور تاریکی سے نور کی طرف لیجاتے ہوں اور غفلت سے حضور اور یاد داشت کیطرف کھینچتے ہوں۔

(۳) تیسرے طالب حق کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ وہ اس مذہب کو پسند کرے جس کا خدا ایک فرضی خدا نہ ہو جو محض قصوں اور کہانیوں کے سہارے سے مانا گیا ہو اور ایسا نہ ہو کہ صرف ایک مُردہ سے مشابہت رکھتا ہو کیونکہ اگر ایک مذہب کا خدا صرف ایک مُردہ سے مشابہ ہے جسکا قبول کرنا محض اپنی خوش عقیدگی کی وجہ سے ہے نہ اس وجہ سے کہ اُس نے اپنے تئیں آپ ظاہر کیا ہے تو ایسے خدا کا ماننا گویا اسپر احسان کرنا ہے اور جس خدا کی طاقتیں کچھ محسوس نہ ہوں اور اپنے زندہ ہونے کے علامات وہ آپ ظاہر نہ کرے اُس پر ایمان لانا بیفائدہ ہے اور ایسا خدا انسان کو پاک زندگی بخش نہیں سکتا اور نہ شبہات کی تاریکی سے باہر نکال سکتا ہے اور ایک مُردہ پرمیشر سے ایک زندہ بیل بہتر ہے جس سے کاشتکاری کر سکتے ہیں۔ پس اگر ایک شخص بے ایمانی اور دنیا پرستی پر جھکا ہوا نہ ہو تو وہ زندہ خدا کو ڈھونڈے گا تا اسکا نفس پاک اور روشن ہو جائے اور کسی ایسے مذہب پر راضی نہیں ہو گا جسمیں زندہ خدا اپنا جلوہ قدرت نہیں دکھلاتا اور اپنے جلال کی بھری ہوئی آواز سے تسلی نہیں بخشتا۔

یہ تین ضروری امر ہیں جو تبدیل مذہب کرنے والے کیلئے قابل غور ہیں پس اگر کوئی شخص کسی مذہب کو اِن تین معیاروں کے رو سے دوسرے مذاہب پر فایق اور غالب پاوے تو اُسکا فرض ہو گا کہ ایسے مذہب کو اختیار کرے اور اس قدر تحقیق کے لئے نہ کسی بڑے پنڈت بننے کی حاجت ہے اور نہ کسی بڑے پادری بننے کی ضرورت ہے اور خدا نے جیسا کہ جسمانی زندگی کے لئے جن جن چیزوں کی حاجت ہے جیسے پانی ہوا آگ اور خوردنی چیزیں وہ ان کے لئے جو عمداً خودکشی نہ کرنا چاہیں بکثرت پیدا کر رکھی ہیں اسی طرح اُس نے روحانی زندگی کے لئے اپنی ہدایت کی طرقیوں

کو انسانون کے لئے بہت سہل و آسان کردیا ہے تا انسان اس مختصر عمر مین فوق الطاقت مشکلات مین نہ پڑین اور امور ثلاثہ جو ہمنے اوپر ذکر کئے ہین اُن کے لئے ایک عمر خرچ کرنی اور عالم فاضل بننے کی ضرورت نہین بلکہ ہر ایک حامی مذہب جو اپنے اصول شائع کرتا ہے انہین اصولون سے پتہ لگ جاتا ہے کہ وہ اس معیار کے موافق ہین یا نہین اور اگر وہ اپنے اصولون کے بیان کرنے مین کچھ جھوٹ بولے یا کسی بات کو چھپا دے تو وہ خیانت پوشیدہ نہین رہ سکتی کیونکہ علمی زمانہ ہے اور صدہا پہلو ایسے ہین جن سے حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے -

اب جبکہ مذکورہ بالا بیانات سے بداہت ثابت ہے کہ تبدیل مذہب کے لئے ہرگز ایسی ضرورت نہین کہ کسی دین کے تمام فروع اصول اور جزئیات کلیات معلوم کئے جائین بلکہ امور مذکرہ بالا کی واقفیت کافی ہے تو اس صورت مین ان نومسلم آریون کا کیا قصور ہے جو ان ضروری امور کی تحقیق کرکے مشرف باسلام ہوئے ہین اور جس صورت مین خود آریہ سماج کے گروہ مین سکھ جٹ تنار اور جاہل دوکاندار آریون مین شامل ہین جو بغیر چارون وید پڑھنے کے بلکہ بدون ان امور ثلاثہ مذکورہ بالا کی تحقیق کے سناتن دھرم اور خالصہ مذہب سی جو ان کے قدیم مذاہب تھے دست بردار ہوکر آریہ مت مین داخل ہوگئے ہین اور اکثر لوگ ان مین سے نادان اور جاہل ہین گویا کل ذخیرہ آریہ مت کا بجز شاذ و نادر اشخاص کے انہین عوام الناس سے بھرا ہوا ہے تو پھر کیون ان غریب نومسلم آریون پر اعتراض کیا جاتا ہے جنہون نے ارکان ثلاثہ پر خوب غور کرکے مذہب اسلام اختیار کیا ہے - ہم بار بار لکھ چکے ہین کہ یہ بات تعلیق بالمحال ہے کہ کسی مذہب کے اختیار کرنے کے لئے پہلے اپنے آبائی مذہب کی کتاب اور اسکی تفسیرن کو سبقاً سبقاً اول سے آخر تک پڑھ لینا ضروری ہے اس شرط کو نہ کوئی آریہ دکھا سکتا ہے اور نہ کوئی پادری بلکہ یہ صرف ناحق کی نیش زنی ہے جو راستبازی سے بعید ہے - دُنیا مین عالم فاضل کی ڈگری حاصل کرنیوالے تو ہر ایک مذہب مین تھوڑے ہوتے ہین بلکہ تبحر علمی مین پورے کامل ہر ایک ملک مین دس بیس سے زیادہ نہین ہوتے مگر دوسرے لوگ کروڑہا ہوتے ہین جو نہ پنڈت کہلاوین اور نہ پادری کے نام سے ملقب ہون اور نہ مولوی ہونیکا عمامہ سر پر رکھتے ہین اور انہین مین اکثر طالب حق بھی ہوتے

ہین اور اُن کے لئے کافی ہوتا ہے کہ وہ اس قدر دیکھ لین کہ کسی مذہب مین خدا کے بارے مین کیا تعلیم ہے اور پھر مخلوق کے بارے مین کیا تعلیم - اور پھر اس تعلیم کا ثمرہ کیا ہے کیا وہ مین خدا تک پہونچاتی ہے اور اُس مخفی ذات کو دکھلاتی ہے جو زندہ خدا ہے یا اُسکو محض قصون کے سہارے پر چھوڑتی ہے جیسا کہ ہم ان امور ثلاثہ کی ابھی تصریح کر چکے ہین اور عقل سلیم بدا ہت اس بات کو سمجھتی ہے کہ جو شخص ان تینون امور مین کسی مذہب کو کامل پائیگا وہی مذہب سچا ہوگا کیونکہ یہ تسلی جھوٹے مذہب مین ہرگز مل نہین سکتی -

اب ہم ناظرین پر بڑے زور سے اس بات کا ثبوت ظاہر کرتے ہین کہ یہ تینون قسم کی خوبیان محض اسلام مین پائی جاتی ہین اور باقی جس قدر مذاہب روئے زمین پر ہین کیا آریہ اور کیا عیسائی اور کیا کوئی اور مذہب وہ ان سہ گونہ خوبیون سے خالی ہین اور ہم طول بیان سے پرہیز کرکے ہر ایک خوبی کے ذیل مین اسلام اور ان دونون مذہبون کا کچھہ ذکر کرینگے انشاء اللہ تعالی

اول

خدا تعالی کے متعلق عیسائی صاحبون اور آریہ صاحبون کی کیا تعلیم ہے اور قرآن شریف کی کیا تعلیم -

عیسائی صاحبان اِس بات کے اقراری ہین کہ اُن کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کامل خدا ہین جنکے اندر چار روحین موجود ہین ایک بیٹے کی دوسرے باپ کی تیسری روح القدس کی چوتھی انسان کی اور یہہ مربع خدا ہمیشہ کے لئے مربع ہوگا بلکہ اسکو مخمس کہین تو بجا ہے کیونکہ اسکے ساتھہ جسم بھی ہمیشہ ہی رہیگا لیکن اب تک اس بات کا جواب نہین دیا گیا کہ اس خدا کا وہ جسم جو ختنہ کے وقت اس سے علیحدہ کیا گیا تھا اور وہ جسم جو تحلیل ہوتا رہا اور یا ہمیشہ ناخنون اور بالون کے کٹانے کی وجہ سے کم ہوتا رہا کیا وہ بھی کبھی اس جسم کے ساتھہ شامل کیا جائیگا - یا ہمیشہ کے لئے اسکو داغ جدائی نصیب ہوا - ہر ایک عقلمند کو معلوم ہے کہ یہ علم طبعی کا مسلم اور مقبول

اور تجربہ کردہ مسئلہ ہے کہ تین برس تک پہلا جسم تحلیل پاکر نیا جسم اسکی جگہ آجاتا ہے اور پہلے ذرات الگ ہوجاتے ہین۔ پس اس حساب سے تنتیس برس کے عرصہ مین حضرت مسیح کے گیارہ جسم تحلیل پائے ہونگے اور گیارہ نئے جسم آئے ہونگے اب طبعًا یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ وہ گیارہ مفقود شدہ جسم پہر حضرت مسیح کے موجودہ جسم کے ساتہہ شامل ہوجائینگے یا نہین اور اگر نہین شامل ہونگے تو کیا بوجہ کسی گناہ کے وہ علیحدہ رکہنے کے لایق نہے یا کسی اور وجہ سے علیحدہ کئے گئے اور اس ترجیح بلا مرجح کا کیا سبب ہے۔ اور کیون جایز نہین کہ اس موجودہ جسم کو دور کرکے وہی پہلے جسم حضرت مسیح کو دئے جائین اور کیا وجہ کہ جبکہ گیارہ دفعہ اسبات کا تجربہ ہوچکا ہے کہ حضرت مسیح تمام انسانون کیطرح تین برس کے بعد نیا جسم پاتے رہے ہین اور تنتیس برس تک گیارہ نئے جسم پاچکے ہین تو پہر کیون اب باوجود دو ہزار برس گذرنے کے وہی پرانا جسم اُن کیساتھ لازم غیر منفک رہا اگر اس جسم کے غیر فانی بننے کی وجہ انکی خدائی ہے تو ان پہلے دنون مین بہی تو خدائی موجود تہی جبکہ ہر ایک تین برس کے بعد پہلا چولہ جسم کا وہ اوتارتے رہے ہین اور وہ جسم جو خدائی کا ہمسایہ تہا خاک و غبار مین ملتا رہا۔ تو کیون یہ موجودہ جسم بہی اُن سے الگ نہین ہوتا۔ پہر یہ بہی ذرہ سوچو کہ انسان کے جسم کے پہلے ذرات اس سے الگ ہوجانا تو کوئی غیر معمولی بات نہین بلکہ رحم سے نکلتے ہی ایک حصہ اسکے جسم کے زوائد کا الگ کرنا پڑتا ہے اور ناخن اور بال ہمیشہ کٹانے پڑتے ہین اور بسا اوقات بباعث بیماری بہت دُبلا ہوجاتا ہے اور پہر کہانے پینے سے نیا جسم آجاتا ہے مگر خدا کے گیارہ جسم اس سے الگ ہوجائین اسمین بیشک خدا کی ہتک ہے ہان جیسا کہ چارون روحون کے عقیدہ مین ایک راز تسلیم کیا گیا ہے اگر اس جگہ بہی یہی جواب دیا جائے کہ اسمین بہی کوئی راز ہے تو پہر بحث کو ختم کرنا پڑتا ہے مگر بار بار راز کا بہانہ پیش کرنا یہہ ایک بناوٹ اور کمزوری کی نشانی ہے۔

پہر دوسری تعجب یہ ہے کہ اس تخمیس کا نام تثلیث کیون رکہا گیا ہے جبکہ بموجب عیسائی عقیدہ کے چارون روحین یسوع مسیح کے جسم مین ابدی اور غیر فانی ہین اور ہمیشہ رہینگی اور انسانی روح بہی بباعث غیر فانی ہونے کے اس مجموعہ سے کبہی الگ نہین ہوگی اور نہ کبہی

جسم الگ ہوگا تو پھر یہ تو تخمیس ہوئی نہ تثلیث اب ظاہر ہے کہ واضعان تثلیث سے یہ ایک بڑی ہی غلطی ہوئی ہے جو انہون نے تخمیس کو تثلیث سمجھ لیا مگر اب بھی یہ غلطی درست ہوسکتی ہے اور جیسا کہ گذشتہ دنون مین تثلیث کے لفظ کی نسبت ثالوث تجویز کیا گیا تھا اب بجائے ثالوث کے تخمیس تجویز ہوسکتی ہے غلطی کی اصلاح ضرور ہے۔ مگر افسوس کہ اس پانچ پہلو والے خدا کی کچھہ نہ کچھہ مرمت ہی ہوتی رہتی ہے

اب خلاصہ کلام یہ کہ عیسائی مذہب توحید سے تہیدست اور محروم ہے بلکہ ان لوگون نے سچے خدا سے منہ پھیر کر ایک نیا خدا اپنے لئے بنایا ہے جو ایک اسرائیلی عورت کا بیٹا ہے مگر کیا یہ نیا خدا انکا قادر ہے جیسا کہ اصلی خدا قادر ہے۔ اس بات کے فیصلہ کے لئے خود اسکی سرگذشت گواہ ہے کیونکہ اگر وہ قادر ہوتا تو یہودیون کے ہاتھ سے مارین نہ کھاتا۔ رومی سلطنت کی حوالات مین نہ دیا جاتا اور صلیب پر کھینچا نہ جاتا۔ اور جب یہودیون نے کہا تھا کہ صلیب پر سے خود بخود اُتر آ ہم ابھی ایمان لے آئینگے اُس وقت اُتر آتا۔ لیکن اُس نے کسی موقعہ پر اپنی قدرت نہین دکھلائی۔ رہے اس کے معجزات سو واضح ہو کہ اسکے معجزات دوسرے اکثر نبیون کی نسبت بہت ہی کم ہین مثلاً اگر کوئی عیسائی ایلیا نبی کے معجزات سے جو بائبل مین مفصّل مذکور ہین جنمین سے مُردون کا زندہ کرنا بھی ہے مسیح ابن مریم کے معجزات کا مقابلہ کرے تو اسکو ضرور اقرار کرنا پڑیگا کہ ایلیا نبی کے معجزات شان اور شوکت اور کثرت مین مسیح ابن مریم کے معجزات سے بہت بڑھکر ہین ہان انجیلون مین بار بار اس معجزہ کا ذکر ہے کہ یسوع مسیح مصروعون یعنے مرگی زدہ لوگون مین سے جن نکالا کرتا تھا اور یہہ بڑا معجزہ اسکا شمار کیا گیا ہے جو محققین کے نزدیک ایک ہنسی کی جگہ ہے آجکل کی تحقیقات سے ثابت ہے کہ مرض صرع ضعف دماغ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے یا بعض اوقات کوئی رسولی دماغ مین پیدا ہوجاتی ہے اور بعض دفعہ کسی اور مرض کا یہ عرض ہوتی ہے لیکن ان تمام محققین نے کہین نہین لکھا کہ اس مرض کا سبب جن بھی ہوا کرتے ہین۔ قرآن شریف کا حضرت مسیح ابن مریم پر یہ بھی احسان ہے کہ اسکے بعض معجزات کا ذکر تو کیا لیکن یہ نہین لکھا کہ وہ مرگی زدہ بیمارون مین سے جن بھی نکالا کرتا تھا۔ اور قرآن شریف مین حضرت مسیح ابن مریم کے معجزات کا ذکر اس غرض سے نہین ہے

که اس سے معجزات زیادہ ہوئے ہین بلکہ اس غرض سے ہے کہ یہودی اسکے معجزات سے قطعاً
منکر تہے اور اسکو فریبی اور مکار کہتے تہے پس خدا تعالی نے قرآن شریف مین یہودیون کے دفع اعتراض
کیلئے مسیح ابن مریم کو صاحب معجزہ قرار دیا اور اسی حکمت کی وجہ سے اسکی مان کا نام صدیقہ
رکہا کیونکہ یہودی اسپر ناجایز تہمت لگاتے تہے سو مریم کا صدیقہ نام رکہنا اس غرض سے نہین تہا
کہ وہ دوسری تمام پاک دامن اور صالحہ عورتون سے افضل تہی بلکہ اس نام کے رکہنے مین یہودیون
کے اعتراض کا ذب اور دفع مقصود تہا۔ اسی طرح جو احادیث مین لکہا گیا کہ عیسٰے اور اسکی مان
مس شیطان سے پاک تہے اس قول کے یہ معنی نہین ہین کہ دوسرے نبی مس شیطان سے
پاک نہین تہے بلکہ غرض یہ تہی کہ نعوذ باللہ جو حضرت مسیح پر ولادت ناجایز کا الزام لگایا گیا تہا
اور حضرت مریم کو ایک ناپاک عورت قرار دیا گیا تہا۔ اس کلمہ مین اسکا رد مقصود ہے ایسا ہی
حضرت مسیح کی پیدایش بہی کوئی ایسا امر نہین ہے جس سے انکی خدائی مستنبط ہو سکے۔ اسی
دہوکہ کے دور کرنے کے لئے قرآن شریف اور انجیل مین حضرت عیسٰی اور یحیٰی کی ولادت کا قصہ
ایک ہی جگہ بیان کیا گیا ہے تا پڑہنے والا سمجہ لے کہ دونون ولادتین اگرچہ بطور خارق عادت
ہین لیکن ان سے کوئی خدا نہین بن سکتا ورنہ چاہئے کہ یحیٰی بہی جسکا عیسائی یوحنا نام رکہتے ہین
خدا ہو بلکہ یہ دونون امر اس بات کی طرف اشارہ تہا کہ نبوت اسرائیلی خاندان مین سے جاتی رہیگی
یعنے جبکہ یسوع مسیح کا باپ بنی اسرائیل مین سے نہ ہوا اور یحیٰی کی مان اور باپ اس لایق نہ تہے
کہ اپنے نطفہ سے بچہ پیدا کر سکین تو یہ دونون بنی اسرائیلی سلسلہ سے خارج ہو گئے اور یہ آئندہ
ارادہ الٰہی کے لئے ایک اشارہ قرار پا گیا کہ وہ نبوت کو دوسرے خاندان مین منتقل کریگا۔ ظاہر ہے
کہ حضرت عیسٰے کا کوئی اسرائیلی باپ نہین ہے پس وہ بنی اسرائیل مین سے کیونکر ہو سکتا ہے لہذا اسکا
وجود اسرائیلی سلسلہ کے دائمی نبوت کی نفی کرتا ہے ایسا ہی یوحنا یعنے یحیٰی اپنے مان باپ کے قوی مین سے
نہین ہے سو وہ بہی اسی کیطرف اشارہ ہے۔

اس تمام تحقیق سے ظاہر ہے کہ مسیح کے کسی معجزہ یا طرز ولادت مین کوئی ایسا عجوبہ نہین کہ
وہ انکی خدائی پر دلالت کرے اسی امر کیطرف اشارہ کرنے کے لئے خدا تعالی نے مسیح کی ولادت کے

ذکر کے ساتھ یحییٰ کی ولادت کا ذکر کر دیا تا معلوم ہو کہ جیسا کہ یحییٰ کی خارق عادت ولادت انکو انسان ہونے سے باہر نہیں لیجاتی ایسا ہی مسیح ابن مریم کی ولادت اسکو خدا نہیں بناتی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ یوحنا کی ولادت حضرت عیسےٰ کی ولادت سے کوئی کم عجیب تر نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ مین صرف باپ کیطرف مین ایک خارق عادت امر ہے اور حضرت یحیی میں ماں اور باپ دونوں کی طرف میں خارق عادت امر ہے اور اوس کے ساتھہ یہہ بہی ہے کہ حضرت یحییٰ کی پیدایش کا نشان بہت صاف رہا ہے کیونکہ اُنکی ماں پر کوئی ناجائز تہمت نہین لگائی گئی اور بوجہ اسکے کہ وہ بانجھ تہی تہمت کا کوئی محل بہی نہین تہا۔ لیکن حضرت مریم پر تہمت لگائی گئی اور اس تہمت نے حضرت عیسیٰ کی ولادت کے اعجوبہ کو خاک مین ملا دیا مگر اس تہمت مین صرف یہودیوں کا قصور نہین بلکہ خود حضرت مریم سے ایک بڑی بہاری غلطی ہوئی جس نے یہود کو تہمت کا موقعہ دیا اور وہ یہہ کہ جب اس نے اپنے کشف مین فرشتہ کو دیکہا اور فرشتہ نے اُسکو حاملہ ہونے کی بشارت دی تو مریم نے عمداً اپنے خواب کو چہپایا اور کسی کے پاس اسکو ظاہر نہ کیا کیونکہ اسکی ماں اور باپ دونوں نے اسکو بیت المقدس کے نذر کیا تہا تا وہ ہمیشہ تارکہ رہکر بیت المقدس کی خدمت مین مشغول رہے اور کبہی خاوند نہ کرے اور بتول کا لقب اسکو دیا گیا اور اُس نے آپ بہی یہی عہد کیا تہا کہ خاوند نہین کریگی اور بیت المقدس مین رہیگی۔ اب اس خواب کے دیکہنے سے اُسکو یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر مین لوگوں کے پاس یہ ظاہر کرتی ہوں کہ فرشتہ نے مجہے یہ بشارت دی ہے کہ تیرے لڑکا پیدا ہوگا تو لوگ یہ سمجہینگے کہ یہ خاوند کرنا چاہتی ہے اسلئے وہ اس خواب کو اندر ہی اندر دبا گئی لیکن وہ خواب سچی تہی اور ساتھہ ہی اسکے حمل ہوگیا جس سے مریم مدت تک بیخبر رہی جب پانچواں مہینا حمل پر گذرا تب یہ خبر چاروں طرف پہیل گئی کہ مریم کو حمل ہے اور اس وقت لوگوں کو خواب سنا دی لیکن اسوقت سنانا بے فائدہ تہا۔ آخر بزرگوں نے پردہ پوشی کے طور پر یوسف نام ایک شخص سے اسکا نکاح کر دیا اس طرح پر یہ نشان مکدر ہوگیا۔

رہی حضرت مسیح کی پیشگوئیاں پس وہ تو ایسی ہین کہ ابتک یہودی اسپر ہنسی کرتے ہین کیونکہ ایسی باتین کہ زلزلے آئینگے قحط پڑینگے لڑائیاں ہونگی عادت مین داخل ہین اور ہمیشہ ہوتے

رہتی ہین اور نیز یہودی کہتے ہین کہ انکی کوئی بات جو پیشگوئی کے رنگ مین تہی سچی نہین نکلی چنانچہ یہ اعتراض اُن کے ابتک لاینحل چلے آتے ہین کہ حضرت عیسٰے نے باران حواریون کو جوان کے سامنے موجود تہے بہشت کا وعدہ دیا تہا بلکہ ان کے لیے باران تخت تجویز کیئے تہے لیکن آخر کار بارہ ؁ ان مین سے گیارہ رہ گئے اور بارہوان حواری جو یہودا اسکریوطی تہا وہ مُرتد ہو گیا اور تیس روپیہ لیکر حضرت عیسٰے کو اوس نے گرفتار کرا دیا اگر یہہ پیشگوئی خدا کی طرف سے ہوتی تو یہودا مرتد نہ ہوتا- ایسا ہی ان کا یہہ بہی اعتراض ہے کہ انکی یہہ پیشگوئی کہ ابہی اس زمانہ کے لوگ زندہ ہونگے کہ مین واپس آجاؤنگا یہہ پیشگوئی بہی بڑی صفائی سے خطا گئی- کیونکہ اونیس سو برس گذر گئے اور اُس زمانہ کے لوگ مدت ہوئی کہ مرکہپ گئے لیکن وہ واپس نہین آئے-

غرض اِن تمام باتون سے ظاہر ہے کہ وہ ہرگز کسی بات پر قادر نہین تہا صرف ایک عاجز انسان تہا اور انسانی ضعف اور لاعلمی اپنے اندر رکہتا تہا اور انجیل سے ظاہر ہے کہ اس کو غیب کا علم ہرگز نہین تہا کیونکہ وہ ایک انجیر کے درخت کیطرف پہل کہانے گیا اور اُسکو معلوم نہ ہوا کہ اسپر کوئی پہل نہین ہے اور وہ خود اقرار کرتا ہے کہ قیامت کی خبر مجہے معلوم نہین پس اگر وہ خدا ہوتا تو ضرور قیامت کا علم اوسکو ہونا چاہیئے تہا اسی طرح کوئی صفت الوہیت اوسمین موجود نہین تہی اور کوئی ایسی بات اسمین نہین تہی کہ دوسرون مین نہ پائی جائے عیسائیون کو اقرار ہے کہ وہ مر بہی گیا- پس کیسے بدقسمت وہ فرقہ ہے جس کا خدا مرجائے- یہہ کہنا کہ پہر وہ زندہ ہو گیا تہا کوئی تسلی کی بات نہین جسنے خود ثابت کردیا کہ وہ مر بہی سکتا ہے اُسکی زندگی کا کیا اعتبار-

اس تمام تحقیق سے ظاہر ہے کہ موجودہ مذہب عیسائیون کا ہرگز خدا تعالی کی طرف سے نہین ہے کیونکہ جسکو انہون نے خدا قرار دیا ہے وہ کسی طرح خدا نہین ہو سکتا- خدا پر ہرگز موت نہین آسکتی اور نہ وہ علم غیب سے محروم ہو سکتا ہے-

اب ہم اسی پیمانہ سے **آریہ مذہب** کو ناپنا چاہتے ہین کہ آیا وہ سچے اور کامل اور واحد لاشریک خدا کو مانتے ہین یا اس سے برگشتہ ہین- پس واضح ہو کہ اول علامت خدا شناسی کی توحید ہے یعنی خدا کو اوسکی ذات مین اور صفات مین ایک ماننا اور کسی خوبی مین اُسکا کوئی شریک قرار نہ دینا- لیکن ظاہر ہے کہ آریہ سماجی لوگ ذرّہ ذرہ کو خدا تعالےٰ کی ازلیت کی صفت مین شریک قرار دیتے ہین* اور جس طرح خدا تعالیٰ اپنے وجود اور ہستی مین کسی خالق کا محتاج نہین اِسی طرح اُن کے نزدیک جیو یعنے روح اور پرمانو یعنے ذرات اجسام بہی اپنے وجود اور ہستی مین کسی خالق کیطرف محتاج نہین بلکہ اپنی تمام قوتون کے ساتھ قدیم اور انادی ہین اور اپنے اپنے وجود کے آپ ہی خدا ہین اب ظاہر ہے کہ اس عقیدہ کے رو سے نہ خدا کی توحید باقی رہتی ہے نہ اسکی عظمت مین سے کچھ باقی رہ سکتا ہے بلکہ اس صورت مین اُسکی شناخت پر کوئی دلیل بہی قایم نہین ہو سکتی کیونکہ صانع اپنے مصنوعات سے ہی شناخت ہوتا ہے پس جبکہ روحون اور جسمون کی تمام قوتین خود بخود اور قدیم ہین تو پہر خدا کے وجود پر کونسی دلیل قایم ہوئی اور عقل انسانی نے کیونکر سمجہہ لیا کہ وہ موجود ہے - یہ کہنا بیجا ہے کہ وہ اِن ذرات کو جوڑتا ہے اور روح اور جسم کو تعلق بخشتا ہے اور اسی سے وہ پہچانا جاتا ہے کیونکہ صرف جوڑنے سے کوئی شخص خدا نہین کہلا سکتا وجہ یہ کہ اگر صرف جوڑنے سے کوئی خدا کہلا سکتا ہے تو اس صورت مین تو تمام نجار اور معمار خدا کہلا سکتے ہین کیونکہ جوڑنے کا کام تو انہین بہی آتا ہے- دیکہو حال کے زمانہ مین کیسی کیسی عمدہ صنعتین یوروپ کے صناعون نے ایجاد کی ہین- یہان تک کہ مادر زاد اندہون کے دیکہنے کے لئے بہی ایک آلہ نکالا ہے - اور آئے دنون کوئی نہ کوئی نئی صنعت نکال لیتے ہین یہان تک کہ ایک قسم کے مردہ جانورون مین روح ڈالنے کا طریق بہی اونہون نے ایجاد کیا ہے یعنی جب کوئی جانور ایسے طور سے مر جاوے جو اسکے اعضاء رئیسہ کو صدمہ نہ پہنچے اور اسکی موت پر کچہہ زیادہ عرصہ بہی نہ گذرے تو وہ اِسکو اپنی حکمت عملی سے دوبارہ زندہ کرتے ہین گو حقیقی طور پر وہ زندگی نہین ہوتی- تاہم اعجوبہ نمائی مین کیا شک ہے- امریکہ مین آجکل یہ عمل کثرت سے پہیل رہا ہے مگر کیا ایسی صنعتون سے وہ خدا

* یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ مسلمان بھی انسانی ارواح کو ابدی قرار دیتے ہیں کیونکہ قرآن شریف یہ نہیں سکھلاتا کہ انسانی ارواح اپنی ذات کے تقاضا سے ابدی ہیں بلکہ وہ یہہ سکھلاتا ہے کہ یہ ابدیت انسانی روح کے لئے محض عطیہ الٰہی ہے ورنہ انسانی روح بھی دوسرے حیوانات کی طرح قابل فنا ہے - منہ

کہلا سکتے ہین -

پس اصل بات یہ ہے کہ خدا کی قدرت مین جو ایک خصوصیت ہے جس سے وہ خدا کہلاتا ہے وہ روحانی اور جسمانی قوتون کے پیدا کرنے کی خاصیت ہے - مثلاً جانداروں کے جسم کو جو اوس نے آنکھین عطا کی ہین اس کام مین اوسکا اصل کمال یہہ نہین ہے کہ اوس نے یہ آنکھین بنائین بلکہ کمال یہ ہے کہ اوس نے ذرات جسم مین پہلے سے ایک پوشیدہ طاقتین پیدا کر رکھی تہین - جنمین بینائی کا نور پیدا ہو سکے پس اگر وہ طاقتین خود بخود ہین تو پہر خدا کچھہ بہی چیز نہین کیونکہ بقول شخصے کہ گہی سنوارے سالنا بڑی بہو کا نام - اس بینائی کو وہ طاقتین پیدا کرتی ہین خدا کو اسمین کچھہ دخل نہین اور اگر ذرات عالم مین وہ طاقتین نہ ہوتین تو خدائی بیکار رہ جاتی پس ظاہر ہے کہ خدائی کا تمام مدار اسپر ہے کہ اوس نے روحون اور ذرات عالم کی تمام قوتین خود پیدا کی ہین اور کرتا ہے اور خود اُن مین طرح طرح کے خواص رکھے ہین اور رکھتا ہے پس وہی خواص جوڑنے کے وقت اپنا کرشمہ دکہلاتے ہین - اور اسی وجہ سے خدا کے ساتھہ کوئی موجد برابر نہین ہوسکتا کیونکہ گو کوئی شخص ریل کا موجد ہو یا تار کا یا فوٹوگراف کا یا پریس کا یا کسی اور صنعت کا اسکو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ ان قوتون کا موجد نہین جن قوتون کے استعمال سے وہ کسی صنعت کو طیار کرتا ہے بلکہ یہ تمام موجد بنی بنائی قوتون سے کام لیتے ہین جیسا کہ انجن چلانے مین بہاپ کی طاقتون سے کام لیا جاتا ہے پس فرق یہی ہے کہ خدا نے عنصر وغیرہ مین یہ طاقتین خود پیدا کی ہین مگر یہ لوگ خود طاقتین اور قوتین پیدا نہین کر سکتے - پس جبتک خدا کو ذرات عالم اور ارواح کی تمام قوتون کا موجد نہ ٹھہرایا جائے تب تک خدائی اسکی ہرگز ثابت نہین ہوسکتی اور اس صورت مین اسکا درجہ ایک معمار یا نجار یا حداد یا گلگو سے ہرگز زیادہ نہین ہوگا - یہ ایک بدیہی بات ہے جو رد کے قابل نہین - پس دانشمند کو چاہئے کہ سمجھہ کر جواب دے کہ بغیر سمجھہ کے جواب دینا صرف بکواس ہے -

یہ نمونہ آریہ سماجیون کی توحید کا ہے اور پہر دوسرا امر کہ وہ اپنے پرمیشر کو قادر کس درجہ تک سمجھتے ہین خود ظاہر ہے کیونکہ جب کہ اُن کا یہ مانا ہوا اصول ہے کہ اُن کا پرمیشر نہ ارواح کا خالق ہے نہ ذرات اجسام کا تو اس سے ظاہر ہے کہ اسکی قدرت ان کے نزدیک صرف

اس حد تک ہے کہ وہ باہم جسم اور روح کو جوڑتا ہے اور جو ارواح اور اجسام میں گن اور خواص اور عجیب و غریب قوتیں ہیں وہ ان کے نزدیک انادی اور خود بخود ہیں پرمیشر کا انمیں کچھہ بہی دخل نہیں - اب اس سے ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک ان کے پرمیشر کی قوت اور قدرت سناروں اور آہنگروں وغیرہ صناعوں سے کچھہ زیادہ نہیں کیونکہ زیادتی تو تب ہو کہ وہ ان قوتوں اور گنوں اور خاصیتوں کا پیدا کرنیوالا بہی ہو اور جبکہ وہ سب خاصیتیں اور قوتیں اور گن اور طرح طرح کی طاقتیں ارواح اور ذرات اجسام میں قدیم اور انادی ہیں جیسا کہ خود ارواح اور ذرات اجسام قدیم اور انادی ہیں تو اس صورت میں ماننا پڑتا ہے کہ جس پرمیشر نے ان ارواح اور ذرات کو پیدا نہیں کیا اس نے ان کی قوتوں کو بہی پیدا نہیں کیا کیونکہ کوئی چیز اپنی قوتوں سے الگ نہیں رہ سکتی - ہر ایک چیز کی قوتیں اسکے ساتھہ ہوتی ہیں اور وہی اسکی صورت نوعیہ کو قایم رکہتی ہیں اور جب وہ قوت اور گن باطل ہو جاتے تو ساتہہ ہی وہ چیز باطل ہو جاتی ہے پس اگر یہ مانا جائے کہ پرمیشر نے روحوں اور ذرات عالم کو پیدا نہیں کیا تو ساتہہ ہی ماننا پڑتا ہے کہ اس نے اسکی قوتوں اور گنوں اور خاصیتوں کو بہی پیدا نہیں کیا - اور اس صورت میں بدیہی طور پر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ پرمیشر کی قدرت اور قوت انسانی قوت اور قدرت سے بڑہ کر نہیں کیونکہ ہم بار بار کہتے ہیں کہ انسان سے زیادہ پرمیشر میں یہی بات ہے کہ وہ قوتوں اور گنوں اور خاصیتوں کا اپنی قدرت سے پیدا کرنیوالا ہے مگر انسان گو کیسا ہی انواع اقسام کے ایجادات میں سبقت لیجائے مگر وہ قوتوں اور گنوں اور خاصیتوں کو اپنے مطلب کے موافق ارواح اور اجسام میں پیدا نہیں کر سکتا ہاں جو خدا کی طرف سے پہلے ہی سے قوتیں اور گن اور خاصیتیں موجود ہیں اُن سے کام لیتا ہے مگر خدا نے انسانوں میں جس مطلب کا ارادہ کیا ہے پہلے سے اس مطلب کے تکمیل کے لئے تمام قوتیں خود پیدا کر رکہی ہیں مثلاً انسانی روحوں میں ایک قوت عشقی موجود ہے اور گو کوئی انسان اپنی غلطی سے دوسری سے محبت کرے اور اپنے عشق کا محل کسی اور کو ٹہرا دے لیکن عقل سلیم بڑی آسانی سے سمجھہ سکتی ہے کہ یہہ قوت عشقی اسلئے روح میں رکہی گئی ہے کہ تا وہ اپنے محبوب حقیقی سے جو اسکا خدا ہے اپنے سارے دل اور ساری طاقت اور سارے جوش سے پیار کرے -

پس کیا ہم کہہ سکتے ہین کہ یہ قوت عشقی جو انسانی روح مین موجود ہے جسکی موجین ناپیدا کنار ہین اور جسکے کمال تموج کے وقت انسان اپنی جان سے بہی دست بردار ہونیکو طیار ہوتا ہے یہ خود بخود روح مین قدیم سے ہے ہرگز نہین اگر خدا نے انسان اور اپنے ذات مین عاشقانہ رشتہ قایم کرنے کے لئے روح مین خود قوت عشقی پیدا کر کے یہ رشتہ آپ پیدا نہین کیا تو گویا یہ امر اتفاقی ہے کہ پرمیشر کی خوش قسمتی سے روحون مین قوت عشقی پائی گئی اور اگر اسکے مخالف کوئی اتفاق ہوتا یعنے قوت عشقی روحون مین نہ پائی جاتی تو کبہی لوگون کو پرمیشر کیطرف خیال بہی نہ آتا اور نہ پرمیشر اسمین کوئی تدبیر کر سکتا کیونکہ نیستی سے ہستی نہین ہو سکتی۔ لیکن ساتہہ ہی اسبات کو بہی سوچنا چاہئے کہ پرمیشر کا بہگتی اور عبادت اور نیک اعمال کے لئے مواخذہ کرنا اسبات پر دلیل ہے کہ اُس نے خود محبت اور اطاعت کی قوتین انسان کے روح کے اندر رکہی ہین لہذا وہ چاہتا ہے کہ انسان جسمین خود اوس نے یہ قوتین رکہی ہین اسکی محبت اور اطاعت مین محو ہو جائے ورنہ پرمیشر مین یہ خواہش پیدا کیون ہوئی کہ لوگ اس سے محبت کرین اسکی اطاعت کرین اور اسکی مرضی کے موافق رفتار اور گفتار بنا دین۔ ہم دیکہتے ہین کہ باہمی کشش کے لئے کسی قسم کا اتحاد ضروری ہے انسان انسان کے ساتہہ انس رکہتا ہے اور بکری بکری کے ساتہہ اور گائے گائے کے ساتہہ اور ایک پرندہ اپنے ہم قسم پرندہ کے ساتہہ پس جبکہ انسان کی روحانی اور جسمانی قوتون کو پرمیشر کے ساتہہ کوئی بہی رشتہ نہین تو کس اشتراک سے باہمی کشش درمیان ہو صرف جوڑنے کا اشتراک کافی نہین کیونکہ جیسا کہ ہم ابہی بیان کر چکے ہین جوڑنے مین پرمیشر اور ایک نجار یا آہنگر برابر ہین اگر ہمارا کوئی عضو اپنے ٹہکانہ سے اُتر جائے اور کوئی شخص اوسکو اصل جگہ سے جوڑ دے یا مثلاً اگر کسی کا ناک کٹ جائے اور کوئی شخص زندہ گوشت اُس ناک پر چڑہا کر ناک کو درست کر دے تو کیا وہ اُسکا پرمیشر ہو جائیگا۔ خدا کو پہلی کتابون مین استعارہ کے طور پر پتا یعنے باپ قرار دیا گیا ہے اور قرآن شریف مین بہی فرمایا ہے فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم یعنی تم خدا کو ایسا یاد کرو جیسا کہ تم اپنے باپون کو یاد کرتے ہو۔ اور فرمایا اللہ نور السموات والارض یعنے خدا اصل نور ہے ہر ایک نور زمین و آسمان کا اسی سے نکلا ہے۔ پس خدا کا

نام استعارۃً پتار کہنا اور ہر ایک نوع کی جڑ اسکو قرار دینا اسی کیطرف اشارہ کرتا ہے کہ انسانی روح کا خدا سے کوئی بھاری علاقہ ہے۔

عربی مین آدمی کو انسان کہتے ہین یعنے جسمین دو اُنس ہین ایک انس خدا کی اور ایک اُنس بنی نوع کی۔ اور اسی طرح ہندی مین اُسکا نام مانس ہے جو مانوس کا مخفف ہے اس سے ظاہر ہے کہ انسان اپنے خدا سے طبعی اُنس رکھتا ہے اور مشرکانہ غلطی بھی دراصل اُسی سچے خدا کی تلاش کیوجہ سے ہے۔ ہم اپنے کامل ایمان اور پوری معرفت سے یہ گواہی دیتے ہین کہ یہ اصول آریہ سماجیون کا ہرگز درست نہین کہ ارواح اور ذرات اپنی تمام قوتون کے ساتھہ قدیم اور انادی اور غیر مخلوق ہین۔ اِس سے تمام وہ رشتہ ٹوٹ جاتا ہے جو خدا مین اور اوس کے بندون مین ہے۔ یہ ایک نیا اور مکروہ مذہب ہے جو پنڈت دیانند نے پیش کیا ہے ہم نہین جانتے کہ وید سے کہان تک اِس مذہب کا تعلق ہے لیکن ہم اس پر بحث کرتے ہین کہ یہ اصول جو آریہ سماجیون نے اپنے ہاتھہ سے شایع کیا ہے یہ عقل سلیم کے نزدیک کامل معرفت اور کامل غور اور کامل سوچ کے بعد ہرگز درست نہین۔ سناتن دہرم کا اصول جو اسکے مقابل پر پڑا ہوا ہی اسکو اگرچہ ویدانت کے بیجا مبالغہ نے بدشکل کر دیا ہے اور ویدانتیون کی افراط نے بہت سے اعتراضات کا موقعہ دیدیا ہے تاہم اسمین سچائی کی ایک چمک ہے اگر اُس عقیدہ کو زوائد سے الگ کر دیا جاوے تو ماحصل اسکا یہی ہوتا ہے کہ ہر ایک چیز پرمیشر کے ہی ہاتھہ سے نکلی ہے پس اس صورت مین تمام شبہات دور ہو جاتے ہین اور ماننا پڑتا ہے کہ بموجب اصول سناتن دہرم کے وید کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ یہ تمام ارواح اور ذرات اجسام اور اُنکی قوتین اور طاقتین اور گن اور خاصیتین خدا کی طرف سے ہین۔

یاد رہے کہ آریہ ورت مین مذہب قدیم جسپر کروڑہا انسان پائے جاتے ہین سناتن دہرم ہے اگرچہ اس مذہب کو عوام نے بگاڑ دیا ہے اور مورتی پوجا اور دیوتون کی پرستش اور بہت سی مشرکانہ بدعتین اور اوتارون کو خدا سمجھنا گویا اس مذہب کی جزو ہو گیا ہے لیکن ان چند غلطیون کو الگ کرکے بہت سی عمدہ باتین بھی اس مذہب مین موجود ہین اسی مذہب مین بڑے بڑے رشی اور منی اور جوگی ہوتے رہے ہین اور نیز اس مذہب مین بڑے بڑے جپی تپی اور ریاضت

کرنیوالے پائے گئے ہین اب اگر کوئی چاہے قبول کرے یا نہ کرے - لیکن جس مذہب کو پنڈت دیانند نے پیش کیا ہے اوسمین وہ روحانیت نہین ہے جسکو سناتن دھرم کے بزرگون نے پایا تہا گو آخر کار شرک کو اپنے عقائد مین ملا کر اس روحانیت کو کہو دیا مخلوق کا خدا سے حقیقی تعلق تبہی ٹہرتا ہے جب مخلوق خدا کے ہاتہہ سے نکلنے والے ہون جسپر غیریت کا داغ ہے اُنمین یگانگت کبھی آ نہین سکتی - ہمنے بڑے بڑے پنڈتون سے سُنا ہے کہ پنڈت دیانند نے جو مذہب پیش کیا ہے یہ اس ملک کے خود راے لوگون کا مذہب تہا جو محض اپنی ناقص عقل کے پیرو تہے جیسے یونان کے گمراہ فلاسفر اسلئے وہ وید کی چندان پروا نہین کرتے تہے - غائت کار عوام کو مائل کرنے لئے تاویلون کے ساتہہ کوئی وید کی شرتی اپنی تائید مین سُناتے تہے تا اس طرح پر اپنے عقائد کو عوام مین پہیلاوین ورنہ اصل عقیدہ وید کا وہی ہے جو سناتن دھرم کی روح مین مخفی ہے - ان لوگون مین کسی زمانہ مین قابل تعریف علی حالتین نہین اور وہ بنون مین جاکر ریاضت اور عبادت بہی کرتے تہے اور ان کے دلون مین نرمی اور سچی تہذیب تہی کیونکہ اُن کا مذہب صرف زبان تک نہین بلکہ دلون کو صاف کرتے تہو اور وہ پرمیشر جس کا کتابون مین اونہون نے نام سُنا تہا چاہتے تہے کہ اسی دنیا مین اُسکا درشن ہو جاے اسلئے وہ بہت محنت کرتے تہے اور اس صدق کا نور انکی پیشانیون مین ظاہر تہا - پہر بعد اسکے ایک اور زمانہ آیا کہ بت پرستی اور دیوتون کی پوجا اور مورتی پوجا اور اوتارون کی پوجا بلکہ ہر ایک عجیب چیز کی پوجا سناتن دھرم کا طریق ہو گیا اور وہ اس طریق کو بہول گئے جو طریق راجہ رامچندر اور راجہ کرشن نے اختیار کیا تہا جن پر انکی راستبازی کی وجہ سے خدا ظاہر ہوا -

بات یہ ہے کہ جو لوگ خدا کے ہو جاتے ہین اور واقعی اپنا وجود اور ذرہ ذرہ اپنے جسم کا خدا کی طرف سے سمجہتے ہین انکو خدا اور ہی نعمت دیتا ہے اور جو لوگ اپنا روح اور اپنے جسم کا ذرہ ذرہ خدا کی طرف سے نہین جانتے ان مین تکبر ہوتا ہے اور وہ در اصل خدا کے گہرے احسان اور اسکی کامل پرورش سے منکر ہوتے ہین بلکہ اُن کے نزدیک جس قدر باپ کو اپنے بیٹے سے روحانی تعلق ہے اس قدر بہی خدا کو اپنے بندہ سے تعلق نہین کیونکہ وہ مانتے اور قبول کرتے ہین کہ بیٹا اپنی مان

اور باپ سے اس قدر روحانی تعلق وکہتا ہے کہ اُن کے اخلاق سے حصہ لیتا ہے - مثلاً جب بیٹے کا باپ شجاعت کی صفت سے موصوف ہے بیٹے مین بھی وہ صفت کسی قدر آجاتی ہے اور جب باپ میں مادہ فراست اور عقل کا بہت ہے بیٹا بھی اس میں سے کسی قدر حصہ پاتا ہے لیکن آریہ صاحبونکا یہ مذہب نہین ہے کہ انسانی روح مین جو اخلاق اور صفات اور قوتین ہین وہ خدا سے اُسکو ملی ہین کیونکہ اگر وہ ایسا کہین تو پھر انہین روح کو مخلوق ماننا پڑے حالانکہ انسانی اخلاق خدا کے اخلاق کا پرتوہ ہین جب خدا نے روحون کو پیدا کیا تو جس طرح باپ کے اخلاق کا بیٹون مین اثر آجاتا ہے ایسا ہی بندون مین اپنے خدا کا اثر آگیا

اور ابھی ہم بیان کر چکے ہین کہ خدا نے جو انسان کو اپنی طرف بلایا ہے اس لیئے اس نے پہلے سے پرستش اور عشق کے مناسب حال قوتین اسمین رکھدی ہین - پس وہ قوتین جو خدا کی طرف سے ہین خدا کی آواز کو سن لیتی ہین - اسی طرح جب خدا نے چاہا کہ انسان خدا کی معرفت میں ترقی کرے تو اس نے پہلے سے ہی انسانی روح مین معرفت کے حواس پیدا کر رکھے ہین اگر وہ پیدا نہ کرتا تو پھر کیونکر انسان اسکی معرفت حاصل کر سکتا تھا - انسان کی روح مین جو کچھ ہے در اصل خدا سے ہے اور وہ خدا کی صفات ہین جو انسانی آئینہ مین ظاہر ہین ان میں سے کوئی صفت بُری نہین بلکہ ان کے بد استعمالی اور ان مین افراط تفریط کرنا بُرا ہے شاید کوئی جلدی سے یہ اعتراض کرے کہ انسان مین حسد ہے بغض ہے اور دوسری صفات ذمیمہ ہوتے ہین پھر وہ کیونکر خدا کی طرف سے ہوسکتی ہین پس واضح رہے کہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہین در اصل تمام انسانی اخلاق الٰہی اخلاق کا ظل ہین کیونکہ انسانی روح خدا سے ہے لیکن کمی یا زیادتی یا بد استعمالی کی وجہ سے وہ صفات ناقص انسانون مین مکروہ صورت میں دکھائی دیتے ہین - مثلاً حسد انسان مین ایک بہت بُرا خلق ہے جو چاہتا ہے جو ایک شخص سے ایک نعمت زایل ہو کر اُسکو مل جائے لیکن اصل کیفیت حسد کی صرف اس قدر رہے کہ انسان اپنے کسی کمال کے حصول مین یہ روا نہین رکھتا کہ اُس کمال مین اُسکا کوئی شریک بھی ہو پس در حقیقت یہ صفت خدا تعالیٰ کی ہے جو اپنے تئین ہمیشہ وحدہ لاشریک دیکھنا چاہتا ہے - پس ایک قسم

کی بد استعمالی سے یہ عمدہ صفت قابل نفرت ہو گئی ہے ورنہ اس طرح پر یہ صفت مذموم نہین کہ کمال میں سب سے زیادہ سبقت چاہے اور روحانیت مین تفرد اور یکتائی کے درجہ پر اپنے تئین دیکھنا چاہے -

پھر ماسوا اس کے اگر خدا کو قادر نہ مانا جاوے تو پھر اس سے ساری امیدین باطل ہو جاتی ہین کیونکہ ہماری دعاؤنکی قبولیت اس بات پر موقوف ہے کہ خدا تعالی جب چاہے ذرات اجسام مین یا ارواح میں وہ قوتین پیدا کر دے جو انمین موجود نہ ہوں مثلاً ہم ایک بیمار کے لئے دعا کرتے ہین اور بظاہر مرنے والے آثار اسمین ہوتے ہین تب ہماری درخواست ہوتی ہے کہ خدا اسکے ذرات جسم میں ایک ایسی قوت پیدا کر دے جو اسکے وجود کو موت سے بچالے تو ہم دیکھتے ہین کہ اکثر وہ دعا قبول ہوتی ہے اور بسا اوقات اول ہمین علم دیا جاتا ہے کہ یہ شخص مرنے پر ہے اور اسکی زندگی کی قوتون کا خاتمہ ہے لیکن جب دعا بہت کی جاتی ہے اور انتہا تک پہنچ جاتی ہے اور شدت دعا اور قلق اور کرب سے ہماری حالت ایک موت کی سی ہو جاتی ہے تب ہمین خدا سے وحی ہوتی ہے کہ اِس شخص مین زندگی کی طاقتین پھر پیدا کی گئین تب وہ یک دفعہ صحت کے آثار ظاہر کرنے لگتا ہے گویا مردہ سے زندہ ہو گیا -

ایسا ہی مجھے یاد ہے کہ جب مینے طاعون کے وقت مین دعا کی کہ اے خدائے قادر ہمین اس بلا سے بچا اور ہمارے جسم مین وہ ایک تریاقی خاصیت پیدا کر دے جس سے ہم طاعون کی زہر سے بچ جائین - تب وہ خاصیت خدا نے ہم مین پیدا کر دی اور فرمایا کہ میں طاعون کی موت سے تمہین بچاؤن گا اور فرمایا کہ تیرے گھر کی چار دیواری کے لوگ جو تکبر نہین کرتے یعنے خدا کی اطاعت سے سرکش نہین اور پرہیز گار ہین مین اُن سب کو بچاؤنگا اور نیز مین قادیان کو طاعون کے سخت غلبہ اور عام ہلاکت سے محفوظ رکھونگا یعنی وہ سخت تباہی جو دوسرے دیہات کو فنا کر دیگی اس قدر قادیان مین تباہی نہین ہو گی سو ہمنے دیکھا اور خدا تعالی کی ان تمام باتون کو مشاہدہ کیا - پس ہمارا خدا ایسا خدا ہے جو نئی نئی قوتین اور گُن اور خاصیتین ذرات عالم مین پیدا کرتا ہے اس سے پہلے پانسو برس تک پنجاب مین

اس مہلک طاعون کا پتہ نہیں ملتا اُسوقت یہ ذرات کہاں تھے - اب جب خدا نے پیدا کئے تو پیدا ہو گئے اور پھر ایسے وقت رخصت ہونگے جب خدا تعالی انکو رخصت کریگا ہمارا یہ طریق ہر ایک آریہ کے لئے ایک نشان ہوگا کہ ہمنے اُس کامل خدا سے خبر پاکر ٹیکا کے انسانی حیلہ سے دستکشی کی اور بہت سے لوگ ٹیکا کرانے والے اس جہان سے گذر گئے اور ہم ابتک خدا تعالی کے فضل سے زندہ موجود ہیں - پس اسی طرح خدا تعالی ذرات پیدا کرتا ہے جس طرح اوسنے ہمارے لئے ہمارے جسم میں تریاقی ذرات پیدا کر دیئے - اور اسی طرح وہ خدا روح پیدا کرتا ہے جس طرح مجھ میں اس نے وہ پاک روح پھونک دی جس سے میں زندہ ہو گیا - ہم صرف اس بات کے محتاج نہیں کہ وہ روح پیدا کر کے ہمارے جسم کو زندہ کرے بلکہ خود ہماری روح بھی ایک اور روح کی محتاج ہے جس سے وہ مردہ روح زندہ ہو پس ان دونوں روحوں کو خدا ہی پیدا کرتا ہے جس نے اس راز کو نہیں سمجھا وہ خدا کی قدرتوں سے بے خبر اور خدا سے غافل ہے -

Digitized by Khilafat Library

اب ہمنے یہ دیکھنا ہے کہ خدا تعالی کے علم کے بارے میں آریہ سماجیوں کا کیا عقیدہ ہے واضح ہو کہ عقل سلیم اس بات کی ضرورت سمجھتی ہے کہ خدا تعالی عالم الغیب ہو اور کوئی ایسا مخفی امر نہ ہو جس پر اس کا علم محیط نہ ہو - لیکن آریہ صاحبوں کے عقیدہ سے یہی لازم آتا ہے کہ اُن کا پرمیشر ارواح اور ذرات کی مخفی در مخفی قوتوں اور خاصیتوں کا علم نہیں رکھتا کیونکہ ابھی تک اسکو اسی قدر خبر ہے کہ جو کچھ کسی انسان یا حیوان میں گن اور قوت اور خوبی ہے وہ گذشتہ اعمال کی وجہ سے ہے پس اگر اسکو یہ بھی معلوم ہوتا کہ علاوہ جسم جانداروں کے خود روحوں میں بھی انواع اقسام کی قوتیں اور گن اور خوبیاں ہیں جو کبھی اُن سے دور نہیں ہوتیں تو وہ انکے لئے بھی کوئی گذشتہ جنم تجویز کرتا اور ان کو انادی قرار نہ دیتا - یہ تو ظاہر ہے کہ کسی چیز کے خواص اس سے منفک نہیں ہوتے پس فرض کے طور پر اگر انسانی روح گدھے میں آجاتا ہے تو وہ اپنے طبعی خواص کو کسی طرح چھوڑ نہیں سکتا گو اس جون میں اُن خواص کو ظاہر کرے یا نکرے کیونکہ اگر کسی جون کے بدلنے سے اصلی خواص اور قوتیں روح کی قطعاً

اُس سے دور ہو جائیں تو پھر خود بقول آریہ صاحبان اعادہ اسکا محال ہوگا کیونکہ نیستی سے ہستی نہیں ہو سکتی جو قوت درحقیقت روح میں سے معدوم ہو گئی اُسکا دوبارہ روح میں موجود ہو جانا درحقیقت نیست سے ہست ہو جانا ہے اور اگر تناسخ کے چکر میں اگر روح کی قوتیں معدوم نہیں ہوتیں تو تناسخ کا اُنپر کوئی اثر نہ ہوا پس جبکہ پرمیشر نے ان غیر منفک قوتوں کو تناسخ کے چکر سے باہر رکھا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ اسکو ان مخفی قوتوں اور خوبیوں کی خبر ہی نہیں اور نہ یہ معلوم کہ کن عملوں کے پاداش میں یہ قوتیں اور یہ گن اور خوبیاں روحوں کو ملی ہیں - علاوہ اسکے اگر پرمیشر کو اس بات کا کامل علم ہے کہ روح کیا چیز ہے اور اسکے خواص اور قوتیں کیا ہیں تو پھر کیوں وہ اسکے بنانے پر قادر نہیں - یہ تو آریہ صاحبوں کے نزدیک مانا ہوا مسئلہ ہے کہ ارواح اپنی شمار میں محدود ہیں اور محدود وقت تک اپنا دورا پورا کرتی ہیں پس محدود اور معلوم کے بنانے پر کیوں خدا قادر نہیں اور کس نے ان روحوں کو شمار مقررہ تک محدود کر دیا ہے اگر خدا ان کا محدد نہیں - اگر وہ روحیں خدا کی بنائی ہوئی نہیں تو اُنکی نسبت خدا کا علم ایسا کیونکر کامل ہو سکتا ہے جیسا کہ بنانے والے کا علم ہوتا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ بنانیوالے اور غیر بنانے والے کا علم برابر نہیں ہوتا - مثلاً جو لوگ اپنے ہاتھ سے کوئی صنعت بناتے ہیں جیسے وہ لوگ اس صنعت کی دقیق در دقیق کیفیتوں پر واقف ہوئے ہیں دوسرے لوگ ایسی اطلاع نہیں رکھتے اور اگر کامل طور پر اطلاع رکھتے تو بنا ہی سکتے یہ بات مسلم اور مقبول ہے کہ جو بنانے والے کو ایک قسم کا علم ہوتا ہے وہ دوسرے شخص کو نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ خیال بھی کرے کہ میں علم رکھتا ہوں تب بھی اسکا وہ خیال غلط ہے اور در اصل ایک قسم کی ناواقفی کا پردہ اُسپر ضرور رہتا ہے مثلاً ہم ہر روز دیکھتے ہیں کہ روٹی اس طرح پکاتے ہیں اور ہمارے روبرو وہ روٹی بنائی جاتی ہے اور عمدہ اور لطیف پھلکے اور نان اور کلچے تیار ہوتے ہیں لیکن اگر ہم کبھی اپنے ہاتھ سے یہ کام کرنا چاہیں تو اول غالباً یہی ہوگا کہ ہم گوندنے کے وقت آٹے کو ہی خراب کرینگے اور وہ پتلا ہو کر روٹی پکانے کے لایق ہی نہیں رہیگا یا گاڑھا اور سخت ہو کر اس کام کے ناقابل ہوگا اور یا اُسمیں آٹے کی گلٹیاں پڑ جائینگی - اور اگر ہمنے مطلب کے موافق آٹا گوندہ

کی یا وہ پھر ساری عمر ایسے مریض رہتے ہیں کہ کوئی علاج کارگر نہیں ہوتا اس کے ایک ایک عضو اور
رگ رگ میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اور کسی جگہ سے کچھ اور کسی جگہ سے کچھ اور
کسی جگہ سے کچھ اور کسی جگہ سے مرض ہوتی ہوئی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ہمیشہ روتا رہتا ہے
کہ ہر وقت کوئی نہ کوئی بیماری لگی رہتی ہے اور جو کوئی دوا کرتے ہیں سب بیکار ہو جاتی ہے
کہ کوئی علاج اس کا نہیں ہے اور جو لوگ علاج کرتے ہیں وہ بھی نہیں جانتے کہ اس کا کیا سبب ہے
اور کوئی نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے۔

مریض دیکھ کر ڈاکٹر لوگ کہتے ہیں کہ آپریشن کرتے ہیں اور جس طرح گوشت
سے پھوڑے نکال دیتے ہیں۔ اور بعض ڈاکٹروں نے مریض کے مرنے کے بعد اس کا پیٹ
چیر کر دیکھا کہ اس میں کیا چیز تھی اور جو کچھ ملا اس سے یہ ثابت کیا کہ
مرض کی وجہ کیا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ پیٹ کے اندر
اس کے بعض حصوں میں پیدا ہوتی ہیں نہایت مشکل سے یہ نکل سکتی ہیں اور
جب ان کو نکالتے ہیں تو بعض وقت مریض مر جاتا ہے اور بعض وقت بچ جاتا ہے
اور بعض کے پیٹ میں ڈاکٹر لوگ زخم کر کے اس کو نکال دیتے ہیں اور
پیٹ پر زخم کے نشان رہ جاتے ہیں اور بعض اوقات کو زندگی بھر تکلیف رہتی ہے
اس کا علاج اس طرح کرتے ہیں کہ ہر قسم کی دوا کھلاتے ہیں اور ڈاکٹر لوگ
یہ کہتے ہیں کہ یہ مرض جسم کے اندر کی کمزوری سے ہوتا ہے۔ اور بعض لوگ
یہ کہتے ہیں کہ یہ مرض ہر وقت ہوتا رہتا ہے اور یہ بعض اوقات
اس طرح کی قسم کے مرض ہیں کہ جب تک علاج نہ کریں تو جسم کی حالت
خراب ہو جاتی ہے اور کوئی دوا کارگر نہیں ہوتی اور ہر وقت یہ مرض رہتا ہے
اور ڈاکٹر لوگ کہتے ہیں کہ اس بات کا علاج یہ ہے کہ اس کا آپریشن کیا جائے
اور ان مشکلات کا علاج یہ ہے کہ اس کا سبب معلوم ہو اور اس کے
یہی وجہ ہے کہ اس مرض کا علاج نہایت مشکل ہے اور جو لوگ اس کا علاج کرتے ہیں
حقیقت میں وہ بھی نہیں جانتے اور جب تک اس کو پورا نہ سمجھ لیں علاج نہیں ہو سکتا

کو بنایا نہ انکی قوتون کو اور نہ انکی خاصیتون کو اور نہ پرمانو یعنے ذرات اجسام کو بنایا اور نہ انکی قوتون اور خاصیتون اور گنون کو تو اسپر کیا دلیل ہے کہ ایسے پرمیشر کو اُن قوتون اور خاصیتون اور گنون کا علم بھی ہے یہ کہنا کافی نہین ہے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اس کو علم ہے کیونکہ محض عقیدہ پیش کرنا کوئی دلیل نہین ہے اور بفرض محال اگر کسی قدر علم مان بھی لین تو وہ علم اس علم کے برابر کب ہو سکتا ہے کہ اس حالت مین ہوتا کہ جبکہ پرمیشر نے روحون اور ذرات عالم اور انکی قوتون اور خاصیتون کو اپنے ہاتھ سے بنایا ہوتا کیونکہ تمام عقلمندون کی یہ مانی ہوئی بات ہے کہ بنانے والے اور نہ بنانے والے کا علم برابر نہین ہوتا جیسا کہ ابھی ہم اوپر بیان کر چکے ہین لیکن قرآن شریف ہمین سکھلاتا ہے کہ وہ روحون اور ذرّات عالم کی تمام اندرونی کیفیتین اور قوتین اور خاصیتین جانتا ہے اور قرآن شریف مین خدا فرماتا ہے کہ مین اِس لئے اندرونی حالات ارواح اور ذرات کے جانتا ہون کہ مین اُن سب چیزون کا بنانیوالا ہون لیکن وید کا پرمیشر کوئی دلیل نہین دیتا کہ بلا تعلق اور بلا واسطہ کیون اور کس وجہ سے ارواح کی پوشیدہ قوتون اور گنون اور خواص کا اُسکو علم ہے اور ایسا ہی کیون اور کس طرح ذرات اجسام کے نہان در نہان خواص اور طاقتون اور گنون پر اسکو اطلاع ہے -

پھر ماسوا اسکے ہم خدا تعالی کے علم کا اسکی تازہ بتازہ وحی سے ہمیشہ مشاہدہ کرتے ہین اور ہم روز دیکھتے ہین کہ درحقیقت خدا تعالی غیب دان ہے اور نہ صرف اسی قدر بلکہ ہم اسکی قدرت کا بھی مشاہدہ کرتے ہین مگر آریہ صاحبون پر یہہ دروازہ بھی بند ہے اِسلئے ان کے لئے اس بات پر یقین کرنیکے لئے کوئی راہ کھلی نہین کہ اُن کا پرمیشر غیب دان ہے یا قادر مطلق ہے اور نہ وید انکو اس درجہ کے حاصل کرنیکی کوئی بشارت دیتا ہے

ایسا ہی آریہ صاحبان خود اقراری ہین کہ ان کے پرمیشر کیلئے اپنی فیض الوہیت مین کمال تام حاصل نہین کیونکہ وہ ہمیشہ ناقص طور پر لوگون کو مکتی خانہ مین داخل کرتا ہے اور پھر کچھہ مدت کے بعد ناکردہ گنہ مکتی خانہ سے باہر نکال لیتا ہے تا سلسلہ تناسخ مین کچھہ فرق نہ آوے اسلئے اسکی سزا اور رحمت کا قاعدہ بھی خود غرضی کی آمیزش اپنے اندر رکھتا ہے کیونکہ

وہ جانتا ہے کہ اگر میں رحمت تامہ سے کام لون اور سب کو ہمیشہ کیلئے نجات دیدون تو سلسلہ تناسخ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائیگا تو پہر بعد مین بیکار بیٹھنا پڑے گا کیونکہ جس حالت مین روحین محدود ہین یعنے ان کے شمار کی ایک مقدار تک حد مقرر ہے تو اس صورت مین اگر ایک بہگت کو جو عبادت مین اپنی تمام عمر بسر کرتا ہے نجات ابدی دی جائے تو ظاہر ہے کہ جو روح نجات پا گئی وہ ہاتہہ سے گئی اور تناسخ کے چکر سے آزاد ہوئی پس بالضرورت ایک دن ایسا آجائیگا کہ سب روحین ہمیشہ کے لئے نجات پا جائینگی اور یہ تو خود مانا ہوا مسئلہ ہے کہ پرمیشر روح پیدا کرنے پر قادر نہین - پس اس صورت مین بجز اسکے کیا نتیجہ ہو سکتا ہے کہ کسی دن تمام روحون کو دائمی مکتی پانی کے بعد پرمیشر گری کا تمام سلسلہ معطل پڑ جائے اور تناسخ کے لئے ایک روح بہی اسکے ہاتہہ مین نہ رہے پس اس تمام تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ آریہ صاحبان کا پرمیشر جیسا کہ روحون کے پیدا کرنے پر قادر نہین ایسا ہی وہ روحون کو نجات ابدی دینے پر بہی قادر نہین کیونکہ اگر وہ روحون کو نجات ابدی دیدے تو اسکا تمام سلسلہ ٹوٹتا ہے اسلئے اپنی تمام عملداری کے محفوظ رکہنے کے لئے بخل کی عادت کو اس نے لازم پکڑ لیا ہے اور اپنے راستباز پرستارون کے ساتہہ بخیلون کی طرح کارروائی کرتا ہے اور بار بار عزت کے بعد اُنکو ذلت دیتا ہے اور تناسخ کے چکر مین ڈالکر مکروہ در مکروہ جونون مین اُن کو ڈالتا ہے محض اسلئے کہ تا اُسکی عملداری مین فرق نہ آوے - اس بات کا آریہ صاحبونکو خود اقرار ہے کہ اس نے بارہا دنیا کے کل انسانون کو نجات دیدی ہے مگر پہر کچھ مدت کے بعد اُن نجات خانہ سے باہر نکال کر طرح طرح کی جونون مین اُنکو ڈالدیا ہے اب آریہ صاحبان ناراض نہ ہون ہم ادب سے عرض کرتے ہین اور جہان تک ہمین نرم الفاظ مل سکتے ہین ان مین ہماری یہ گذارش ہے کہ اس عقیدہ پر ایک سخت اعتراض ہوتا ہے اور ہم امید نہین کرتے کہ اس اعتراض کا کوئی آریہ صاحب صفائی سے جواب دے سکے اور اگر جواب دین تو ہم خوشی سے سنین گے اور اعتراض یہ ہے کہ جبکہ خود غرضی کی ضرورت کی وجہ سے پرمیشر کی یہ عادت ہے کہ وہ مکتی خانہ مین ہمیشہ لوگون کو رہنے نہین دیتا اور پہر طرح طرح کی

جونون میں ڈالتا ہے تو ان مختلف جونون سے ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی یعنے جو لوگ پرمیشر کے سچے بہگت ہو کر نجات پا چکے ہین اب مکتی خانہ سے باہر نکالنے کے وقت کسی کو مرد بنانا اور کسی کو عورت اور کسی کو گائی اور کسی کو بیل اور کسی کو کتا اور کسی کو سور اور کسی کو بندر اور کسی کو بہیڑیا اسمین خلاف عدالت طریق معلوم ہوتا ہے خصوصاً جس حالت مین ہر ایک مکتی پانے والا سخت امتحان کے بعد مکتی پاتا ہے اور کروڑہا برس تناسخ کے چکر مین رہکر پہر کہین اس مراد تک پہنچتا ہے تو کم سے کم اسکے لئے یہ رعائت تو ہونی چاہیئے تہی کہ وہ انسان بنایا جاتا۔ یہ کیا معاملہ ہے کہ اپنا پیارا بناکر اور اپنے قرب سے شرف بخش کر پہر آخر کار اسکو کتا یا سور بناکر مکتی خانہ سے باہر نکال دیا گیا اور اسکے ساتہہ کے اشخاص کو کتا نہ بنایا بلکہ انسان بنایا حالانکہ مکتی پانے کے شرائط سب نے برابر پورے کئے تہے پرمیشر کا کسی پر احسان نہ تہا پہر کیا وجہ کہ مکتی خانہ سے نکال کر کسی کو انسان اور کسی کو کتا بنایا گیا۔ اس صورت مین نہ سزا عدل کے طور پر ہوئی اور نہ رحمت۔

ایک اور بات ہے جو ہمین سمجہہ نہین آتی کیا کوئی شریف آریہ صاحب ہین جو اسکو سمجہہ سکتے ہین اور وہ یہ ہے کہ بموجب اس قاعدہ کے جو مکتی یافتون کو ایک مدت کے بعد پہر تناسخ کے چکر مین ڈالا جاتا ہے اور طرح طرح کے جونون کی ذلت انکو دیکہنی پڑتی ہے لازم آتا ہے کہ آریہ صاحبون کا کوئی مقدس بزرگ اس ذلت سے باہر نہ ہو گو ہماری یہ رائے نہین ہے کہ ہم کسی قوم کے بزرگون کو ذلت کے داغ کی طرف منسوب کرین بلکہ ہماری یہ رائے ہے کہ جس شخص کو خداے کریم اپنے فضل عظیم سے اپنی معرفت اور محبت اور اپنے پاک تعلق سے حصہ کامل بخشتا ہے اور اپنے عزت والے گروہ مین داخل کرتا ہے پہر اسکو کبہی ذلیل نہین کرتا اور ممکن نہین کہ وہ خدا تعالی کے قرب کا اتنا بڑا درجہ پاکر پہر کتا یا بلّا یا سور یا بندر بنایا جاوے مگر آریہ صاحبون کا یہ قاعدہ چاہتا ہے کہ ضرور مقدس لوگ ان جونون مین آتے ہین خواہ وہ اوتار کہلاوین یا رشی یا منی کے درجہ تک پہونچین ہم باادب دریافت کرتے ہین کہ کیا وید کے رشی جن پر چار وید نازل ہوئے تہے اور

راجہ رامچندر اور راجہ کرشن وغیرہ اوتار اس قاعدہ سے مستثنی ہیں یا نہین اور اگر مستثنے ہین تو کیا وجہ اور اگر نہین تو ان کو عزت سے یاد کرنا کیا معنے رکھتا ہے کیا عقل سلیم اِس بات کو چاہتی ہے کہ ایک کتاب کو تو عزت دی جائے اور اسکو آسمانی کتاب سمجھا جائے مگر جس پر وہ کتاب نازل ہوئی تہی اسکی نسبت یہ اعتقاد رکہا جاے کہ وہ رذیل سے رذیل جونون مین چکر کہاتا پہرتا ہے۔ غرض جو لوگ خدا تعالی کے جناب مین ایک مرتبہ عزت پا گئے پہر ان کو تناسخ کے چکّر مین ڈالنا اور کتے۔ بلے۔ سور بنانا۔ یہ اُس قدّوس خدا کا فعل نہین ہے جو پاک بنا کر پہر پلید بنانا نہین چاہتا۔ ورنہ اس صورت مین آریہ سماجیون کا کوئی بزرگ بہی یقینی طور پر قابل تعریف نہین ٹہرتا کیونکہ کیا معلوم کہ اب وہ کس جون مین ہے۔ غرض اس عقیدہ کے رو سے آریہ صاحبون کا پرمیشر نہ صرف بخیلی کی صفت مذمومہ سے موسوم ہوتا ہے بلکہ سخت دل اور ظالم اور کینہ ور بہی ٹہرتا ہے کہ جن لوگون نے اسکے ساتہہ سچے دل سے محبت کی اور اسکی راہ مین فدا ہوئے اور اسکو ہمیشہ کے لئے اختیار کیا وہ انکو بہی مکتی خانہ سے نکال کر اسی وقت یا کچھہ دن بعد بندر اور سور بنا دیتا ہے ایسے پرمیشر سے کونسی نیکی کی امید ہو سکتی ہے چاہئے کہ آریہ صاحبان اس مضمون کو غور سے مطالعہ کرین اور محض جوش اور غضب سے جواب نہ دین بلکہ اول بات کو سمجھہ لین پہر کوئی کلمہ موُنہہ پر لادین۔

آریہ سماجیون کا یہ دعویٰ ہے کہ وید مین عناصر پرستی اور ستارہ پرستی کی تعلیم نہین ہے اور اسمین محض خدائے واحد لاشریک کی پرستش کی تعلیم ہے لیکن ان کے مقابل پر قدیم مذہب سناتن دہرم کا ہے جو تمام آریہ ورت مین پہیلا ہوا ہے جسکی کروڑہا شاخین اس ملک مین موجود ہین اور صدہا پنڈت جا بجا پائے جاتے ہین ان کا یہ بیان ہے کہ ضرور عناصر پرستی کی تعلیمین وید مین پائی جاتی ہین اور بلا شبہ وید یہی ہدایت کرتا ہے کہ تم اگ کی پرستش کرو ہوا کی پرستش کرو پانی کی پرستش کرو زمین کی پرستش کرو سورج کی پرستش کرو

چاند کی پرستش کرو- اور اسی وجہ سے آریہ ورت مین قدیم سے ان چیزون کے پرستار پائے جاتے ہین چنانچہ گنگا کی پرستش کرنے والے اور کانگڑہ مین جوالا مکھی کی آگ کے پرستش کرنے والے اور سورج کے آگے ہاتہہ جوڑنے والے اب تک جا بجا ان پرستشون مین مشغول ہین- اور یہ سب لوگ وید کی پابندی کا دعوے کرتے ہین- اور قطع نظر اس کے جب کہ ہم خود بھی ایمان اور انصاف کے رو سے ان ویدون مین غور کرتے ہین جو اردو اور انگریزی مین ترجمہ ہو کر شائع کیئے گئے ہین تو صدہا شرتیون پر نظر ڈال کر ضرور ہمین ماننا پڑتا ہے کہ بلاشبہ اِن ویدون مین آگ اور ہوا اور سورج اور چاند وغیرہ سے دعائین مانگی گئی ہین اور مرادون کے پانیکے لئے ان سے مدد طلب کی گئی ہے چنانچہ ہم چند شرتیان **رگ وید** کی اِس جگہ محض نمونہ کے طور پر لکھتے ہین اور یہہ حصہ وید کا ترجمہ ہو کر سنسکرت پستک سے دوبارہ مقابلہ کیا گیا ہے اور پنڈتون کی شہادتون کے ساتہہ اسکی صحت کی اطمینان دلائی گئی ہے اور یونیورسٹی مین پڑہانے کے لئے قبول کیا گیا ہے اور وہ شرتیان یہہ ہین :-

" مین اگنی دیوتا کی جو ہوم کا بڑا گرو کارکن اور دیوتاؤن کو نذرین پہنچانے والا اور بڑے ثروت والا ہے مہما کرتا ہون- ایسا ہو کہ اگنی جسکا مہما زمانہ قدیم اور زمانہ حال کے رشی کرتے چلے آئے ہین دیوتاؤن کو اس طرف متوجہ کرے- اے اگنی جو کہ دو لکڑیون کے رگڑنے سے پیدا ہوئی ہے اس پاک کٹے ہوئے کشا پر دیوتاؤن کو لا تو ہماری جانب سے اُن کا بلانے والا ہے اور تیری پرستش ہوتی ہے- اے اگنی آج ہماری خوش ذایقہ قربانی دیوتاؤن کو اِن کے کہانے کے واسطے پیش کر- اے اگنی- وایو- سورج وغیرہ دیوتاؤن کو ہماری نذر پیش کر- اے بے عیب اگنی تو مہملہ اور دیوتاؤن کے ایک ہوشیار دیوتا ہے جو اپنے والدین کے پاس رہتا ہے اور ہمین اولاد عطا کرتا ہے تمام دولتون کا تو ہی بخشنے والا ہے- اے اگنی سرخ گھوڑون کے سوامی ہماری استت سے پرسن ہو

تینتیس دیوتاؤن کو یہان لا - اے اگنی جیسا کہ تو ہے لوگ اپنے گہرون مین تجہے محفوظ جگہ مین روشن کرتے ہین - اے عاقل اگنی تو بنا پت ہے یعنی اپنے جسم کا آپ جلانے والا ہے آج ہماری خوش ذائقہ قربانی دیوتاؤن کو اُن کے کہانے کے لئے پیش کر - اے اِندر اسے وایو یہ ارگ تمہارے واسطے چہڑکا گیا ہے ہمارے واسطے کہانا نیکر ادہر آؤ - اے اِندر کوسیکا رشی کے پوتر جلد آ اور مجہہ رشی کو مالدار کر دے[1] اے سورج اور چاند ہمارے یگ کو کامیاب کرو اور ہماری قوت زیادہ کرو - تم بہت آدمیون کے فایدے کے لئے پیدا ہوئے ہو بہتون کو تمہارا ہی آسرا ہے [غور کرنے کا مقام ہے کہ ایک طرف اِس شرتی مین اقرار ہے کہ سورج اور چاند دونون مخلوق اور پیدا شدہ ہین اور پہران سے مرادین بہی مانگی گئی ہین] سورج کے نکلنے پر ستارے اور رات چورون کی طرح بہاگ جاتے ہین - ہم سورج کے پاس جاتے ہین جو دیوتاؤن کے بیچ نہایت عمدہ دیوتا ہے - اے چاند ہمین تہمت سی بچا گناہ سے محفوظ رکہہ ہمارے توکل سے خوش ہو کر ہمارا دوست ہو جا ایسا ہو کہ تیری قوت زیادہ ہو - اے چاند تو دولت کو بخشنے والا ہے اور مشکلون سے نجات دینے والا ہمارے مکان پر دلیر بہادرون کے ہمراہ آ - اے چاند اور اگنی تم مرتبہ مین برابر ہو ہماری تعریفون کو آپس مین بانٹ لو - کہ تم ہمیشہ دیوتاؤن کے سردار رہے ہو - مین جل دیوتا کو جسمین ہمارے مویشی پانی پیتے ہین بلاتا ہون - اے دہرتی دیوتا ایسا ہو کہ تو بہت وسیع ہو جاوے تجہ پر کانٹے نہ رہین اور تو ہمارے رہنے کی جگہ ہو جائے اور ہمین بڑی خوشی دے -

---

[1] تمام پرانون کے شجرہ مین لکہا ہے کہ کوسیکا کا بیٹا وشوامتر تہا اور سیاناوید کا بہاشیکار اسکی وجہ بیان کرنے کو کہ اندر کوسیکا کا کیونکر پوتر ہو گیا یہ قصہ بیان کرتا ہے جو کہ وید کے تتمہ انوکرامینکا مین درج ہے کہ کوسیکا اشرا تہا کے پوتر نے یہ دل مین خواہش کر کے کہ اندر کی توجہ سے میرا بیٹا ہو تپ جپ اختیار کیا تہا جس تپ کے عوض مین خود اندر نے ہی اوس کے گہر جنم لیلیا اور آپ ہی اسکا بیٹا بن گیا - منہ

یہ چند شرتیاں ہین جو ہمنے رگوید سے بطور نمونہ کے لکھی ہین جس کا جی چاہے اصل سنسکرت پستک سے مقابلہ کرے۔ اس قسم کی شرتیان جو صدہا وید مین پائی جاتی ہین سناتن دہرم والے ہزارہا پنڈت جو آریہ ورت مین موجود ہین ان کے یہی معنے کرتے ہین کہ ان سے عناصر پرستی ثابت ہوتی ہے انسی وجہ سے آریہ قوم مین اگ کی پوجا کرنے والے اور ایسا ہی پانی کی پوجا کرنے والے اور سورج چاند کے پوجاری بہی پاے جاتے ہین اور ان معنون پر صرف انہین کی گواہی نہین بلکہ برہمو مذہب کے صدہا محقق بہی جنہون نے بڑی محنت سے سنسکرت مین چارون وید پڑہے تہے آجتک گواہی دیتے آئے ہین۔

اب غور کا مقام ہے کہ ان سب کے مقابل پر صرف ایک پنڈت دیانند جس کو کوئی وحی الہام نہین ہوتا تہا دعوے کرتا ہے کہ یہ سب پرمیشر کے نام ہین اور پہر وہ اس دعوی کو بہی اخیر تک نباہ نہین سکا بلکہ بعض مقام مین جہان کسی طرح اسکی تاویل پیش نہین گئی آپ قبول کر لیا ہے کہ اس جگہ اگ سے اگ ہی مراد ہے یا جل سے جل ہی مراد ہے اصل انصاف کی یہ بات ہے کہ پنڈت دیانند وید کی تاویل نہین کرتا تہا بلکہ ایک دوسرا وید بنانا چاہتا تہا آخر تاویل کی بہی ایک حد ہوتی ہے ظاہر ہے کہ وہ خدا کے آسمانی بندون مین سے تو نہین تہا جو خدا سے الہام پاتے ہین اور نہ اُسکو خدا کا مکالمہ نصیب تہا اور نہ اُسکی تائید مین کوئی آسمانی نشان ظاہر ہوئے بلکہ وہ بلا امتیاز صدہا ہندو پنڈتون مین سے ایک پنڈت تہا پہر خواہ نخواہ بے دلیل اسکی بات کو ماننا انصاف سے بعید ہے جبکہ ہزارہا پنڈت ایکطرف ہیں اور ایک طرف صرف وہ اور خدا کی طرف سے کوئی امتیازی نشان اسکے ساتھ نہین اور بجز تاویلون کے اور کوئی کام اس نے نہین کیا تو کیون بغیر تحقیق کے خواہ نخواہ اُسکی بات مان لی جاوے یہ صرف مسلمانون کا الزام نہین کہ ویدون مین مخلوق پرستی کی تعلیم ہے بلکہ سناتن دہرم والے قدیم ہند جن کے مذہب کے کروڑہا لوگ اس ملک مین پائے جاتے ہین وہ بہی اس بات کے ہمیشہ قایل چلے آتے ہین کہ ویدمین مخلوق پرستی کی تعلیم ہے۔ مین ہرگز

سمجھ نہین سکتا کہ اگر وید مین مخلوق پرستی کی تعلیم نہ ہوتی تو پھر کیون یہ ہزارہا پنڈت ایک دفعہ اندھے ہو جاتے اور خلاف واقعہ وید پر تہمتین لگاتے۔ عناصر پرستی کی شرتیان صرف ایک دو نہین بلکہ تمام رگوید اُن سے بھرا پڑا ہے اب کہان تک انسان تاویل کرتا جاوے۔ اگر دو شرتیان ہوتین یا دس ہوتین یا بیس ہوتین یا پچاس ہوتین تو کوئی شخص تکلف سے محنت اُٹھا کر تاویل بھی کرتا مگر وید مین تو صدہا شرتیان اسی قسم کی پائی جاتی ہین ان کی کہان تک تاویل ہو سکے تعصب امر الگ ہے اور گرفتار تعصب جو چاہے کہے لیکن انصاف کے ساتھ اگر سوچا جائے تو کوئی صورت تاویل کی معلوم نہین ہوتی۔

آریہ سماجیون کے دل مین خواہ نخواہ یہ وہم پیدا ہو گیا ہے کہ جو کچھ پنڈت دیانند نے سمجھا ہے وہ دوسرے ہزارہا پنڈتون نے نہین سمجھا لیکن یہ خیال بالکل بیہودہ ہے وید سامنے موجود ہے اور وہ تین فرقون کے ہاتھ مین ہے - ایک سناتن دھرم والے دوسرے برہم سماج والے تیسرے وید کے ترجمے جو اردو اور انگریزی میں ہو چکے ہین اس صورت مین کوئی قبول کر سکتا ہے کہ اس رائے کے ظاہر کرنے مین کہ ویدون مین مخلوق پرستی ہے ان تمام لوگون کی عقل ماری گئی اور صرف پنڈت دیانند صاحب اس دھوکہ سے بچ گئے۔ ہان میرے خیال مین ایک بات آتی ہے اگر اس امر کو آریہ سماجی لوگ ثابت کر سکین تو پھر پنڈت دیانند کی تاویل صحیح ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ جس قدر شد و مد سے ویدون مین مخلوق پرستی کی تعلیم ہے جیسا کہ ابھی ہم نے چند شرتیان نمونہ کے طور پر لکھی ہین اسکے مقابلہ پر ویدون مین سے بکثرت ایسی صاف صاف شرتیان پیش کر دی جائین جنمین یہ بیان ہو کہ تم نہ تو آگ کی پرستش کرو اور نہ ہوا کی اور نہ پانی کی اور نہ سورج کی اور نہ چاند کی اور نہ کسی اور چیز کی بلکہ محض پرمیشر کی ہی پرستش کرو مگر چاہیے کہ ایسی شرتیان کم سے کم پچاس یا ساٹھ ہون کیونکہ جس حالت مین عناصر پرستی اور شمس و قمر کی پوجا کے بارے مین صدہا شرتیان وید مین پائی جاتی ہین تو ان کے رد مین صرف دو چار شرتیان کافی نہین ہو سکتین کیونکہ وہم گذرتا ہے کہ

کسی نے وید کی پردہ پوشی کیلئے پیچھے سے ملادی ہونگی اسی فیصلہ کے لئے میں نے یہ گذارش
کیا ہے اگر ایسی شرتیاں جو مخلوق پرستی کے وہم کو رد کرتی ہوں بہت ہی تھوڑی ہوں
تب بھی کم سے کم پچاس یا ساٹھہ ہونی چاہئیں تا کسی وہم کی گنجائش نہ رہے اور اگر مشرکانہ
تعلیم کی کثرت کے مقابل ایسی شرتیوں کی کثرت ثابت نہ ہو تو اگر ایک پنڈت دیانند نہیں کروڑہا پنڈت
دیانند ہوں ہرگز ان مشرکانہ شرتیوں کی تاویل میں ایمانداری سے جواب نہیں دیسکے گا ظاہر
ہے کہ وید کی ان تعلیموں سے کروڑہا مخلوقات گمراہ ہو چکی ہے اور بیسیوں مخلوق پرستی کے
مذہب آریہ قوم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ پس اگر فرض کے طور پر پنڈت دیانند کی طرح کسی اور وید
کے بھاشی کارنے بھی ان شرتیوں کی وہی تاویل کی ہو جو دیانند نے کی ہے تو وہ بھی ہرگز پذیرائی
کے لائق نہیں ہوگی کیونکہ ایسی تاویل کرنے والے کو وحی اور الہام کا دعوی نہیں ممکن ہے کہ کسی شخص
نے جسکو مشرکانہ تعلیم بُری معلوم ہوئی ہو وید کی ان شرتیوں پر اپنی تاویل سے پردہ ڈالدیا ہو
تو جبکہ اسکے مقابل دوسرے بھاشی کاروں نے قبول کیا ہے کہ ضرور اسمیں مشرکانہ تعلیم ہے
تو دو مختلف رائیوں کے ساتھہ فیصلہ کیونکر ہو اور ایسے بے اصل خیالات سے گو وہ قدیم ہوں یا جدید
قطعی طور پر ہرگز یہہ رائے قائم نہیں ہو سکتی کہ وید اس داغ سے مبرا ہے کیونکہ ہم دوسرے بھاشیکاروں
کی شہادت کو کہاں چھپائیں اور جس طور کے معنی کروڑہا لوگ ابتدا سے سمجھتے چلے آئے ہیں ان معنوں
سے بلاوجہ کیونکر اعراض کیا جائے یہ وید کا خود اپنا فرض تھا کہ جس حالت میں اُسنے ایسے الفاظ
استعمال کئے جن سے قوم شرک کی نجاست سے آلودہ ہو گئی تو وہ دھوکہ دور کرنے کیلئے آپ ہی
پچاس یا ساٹھہ یا سو مرتبہ تاکید کے طور پر بار بار لکھدیتا کہ تمنے سورج چاند آگ پانی وغیرہ کی پرستش
ہرگز نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤگے۔

ایک اور امر ہے جو قرآن شریف کی تعلیم سے ہمیں معلوم ہوا ہے اور ہم تکمیل بحث
کے لئے اسکا ذکر بھی اس جگہ مناسب سمجھتے ہیں اور ہمیں خیال گذرتا ہے کہ شاید رگوید کی شرتیوں
کا بھی یہی منشا ہو اور پھر ایک زمانہ کے گذرنے کے بعد وہ منشا سطحی نظروں سے چھپ گیا ہو اور

ساتھہی اسکے یہہ بہی ممکن ہے کہ ابتدا زمانہ مین ایسی شرتیان وید مین بہت ہون جنکا
مضمون یہہ ہو کہ آگ اور پانی اور ہوا اور سورج اور چاند وغیرہ کی پرستش نہین کرنی چاہئیے -
پہر بعد مین جبکہ آریہ ورت مین ایسے فرقے بہت پیدا ہو گئے جو وید کے ظاہری الفاظ کو دیکھ کر
عناصر پرست اور آفتاب پرست وغیرہ بنگئے تو رفتہ رفتہ اونہون نے وہ شرتیان وید مین
سے نکال دین کیونکہ طبعاً انسان مین یہ عادت ہے کہ جب وہ اپنی عقل اور فہم کے حد تک دو
مخالف مضمون کو ایک کتاب مین دیکہتا ہے تو کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح ان دونون کو
مطابق کرے اور جب مطابق نہین کرسکتا تو پہر اس کوشش مین لگ جاتا ہے کہ کسی طرح
اس حصہ کو نکال دے کہ جو اسکے مسلم حصہ کے مخالف ہے جیساکہ عیسائی صاحبان بہی دن رات
یہی کوشش کر رہے ہین اور انجیل کے وہ حصے جنمین صریح گواہی دیگئی ہے کہ یسوع ابن مریم انسان
تہا وہ ان پر بہت ناگوار گذر رہی ہین اگر انکے مشورہ سے انجیلین لکہی جاتین تو بہت سے مقامات
انجیل کے نکال دینے کے لایق تہے اور حتی المقدور اب بہی یہ کارروائی مختلف ترجمون کے
ذریعہ سے کی جاتی ہے اسی طرح اس تقریر کے لحاظ سے جو ہم ذیل مین لکہتے ہین جسکو ہمنے نہ اپنی
طرف سے بلکہ قرآن شریف کی استنباط سے لکہا ہے ممکن معلوم ہوتا ہے کہ وید بہی کسی زمانہ مین خدا کی
وحی ہو اور خدا کی طرف سے یہ کتاب ہو اور پہر ایک مدت کے بعد اسکے اصلی معنون کے سمجہنے
مین لوگون نے غلطی کہائی اور اس وجہ سے آریہ ورت مین آریہ قوم مین یہ فرقے پیدا ہو گئے
کہ کوئی سورج کی پوجا کرتا ہے اور کوئی آگ کا پوجاری اور کوئی گنگا سے مرادین مانگتا ہے اور
جب ان فرقون نے دیکہا کہ وید کی صدہا دوسری شرتیان مخلوق پرستی کے مخالف ہین تب
اونہون نے رفتہ رفتہ ان تمام شرتیون کو وید مین سے باہر نکال دیا اور صرف وہی شرتیان
وید مین رہنے دین جو مشرکانہ تعلیم کے رنگ مین نہین - اگر یہہ امر ثابت ہو جائے کہ درحقیقت
ایسی صدہا شرتیان وید مین سے نکال دی گئی ہین تو کم سے کم ایک خداترس کو تقوی کے
لحاظ سے وید کے بارے مین جلدی سے تکذیب کرنا منع ہوگا اور وید کی تکذیب کیلئے صرف

اس قدر کافی نہین ہوگا کہ اسمین آگ وغیرہ کی پرستش واستت وہما موجود ہے کیونکہ قرآن
شریف کی بعض آیات جیساکہ ہم آگے چلکر بیان کرینگے وید کے اس طرز کو توحید مین داخل کرتے ہین
گو عناصر پرستی کے متعلق بعض شرتیان وید مین اس قسم کی ہین کہ اُنکی تاویل کرنا بہت مشکل
ہے مگر اسمین کچھ شک نہین کہ اُس طور پر جو قرآن شریف مین اشارات مذکور ہین بعض شرتیون
کی تاویل بھی ہوسکتی ہے چنانچہ ہم اس قاعدہ کو ذیل مین لکھینگے۔ اور اسکے ساتھ ہم یہ بھی
اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہین کہ گو وید اپنی موجودہ حالت مین ایک دھوکا دینے والی کتاب
ہے جو شرک کی تعلیم جابجا اسمین دکھائی دیتی ہے اور کروڑہا لوگون پر اُس کا یہ بد اثر پایا جاتا ہے
کہ وہ آتش پرستی وغیرہ مشرکانہ طریقون مین سرگرم ہین بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ جو ستارہ پرستی اور
آتش پرستی پارسیون مین موجود ہے وہ بھی وید سے ہی اُنہین پہنچی ہے اور تعجب نہین کہ رومیون
اور یونانیون مین بھی یہ مشرکانہ تعلیمین وید کے ذریعہ سے ہی رواج پائی ہون کیونکہ آریہ
قوم کا خیال ہے کہ وید قدیم ہے لہذا ہر ایک جھوٹی اور مشرکانہ تعلیم کا سرچشمہ ایسی کتاب کو ہی ماننا
پڑے گا جو سب سے پُرانی کہلاتی ہے پس وہ نمونہ جو وید کی تعلیم نے دکھلایا ہے وہ ان کروڑہا لوگون
کے عقیدون سے ظاہر ہے جو وید کی پابندی کا دعوی رکھتے ہین۔ اور موجودہ حالت مین وید مین
کوئی نور توحید نظر نہین آتا۔ ہر ایک صفحہ پر مشرکانہ تعلیم کے الفاظ نظر آتے ہین اور بے اختیار دل
مین گذرتا ہے کہ یہ چار کا عدد ہی شرک سے کچھ مناسبت رکھتا ہے انجیلین چار ہین انہون
نے ایک مصنوعی خدا پیش کیا اور پھر وید بھی چار ہین اُنہون نے آگ وغیرہ کی پرستش سکھلائی
لیکن تاہم ممکن اور قرین قیاس ہے کہ یہ کتاب تحریف کی گئی ہو اور کسی زمانہ مین صحیح ہو اور خدا تعالی
کیطرف سے ہو اور پھر نادانون کے تصرف اور تحریف سے بگڑ گئی ہو اور وہ شرتیان اسمین سے
نکال دی گئی ہون جن مین یہ ذکر تھا کہ تم سورج اور چاند اور ہوا اور آگ اور پانی اور اکاش
اور خاک وغیرہ کی پرستش مت کرو اگرچہ اس قدر تغیر اور انقلاب سے یہ کتاب خطرناک اور مضر
ہوگئی تاہم کسی زمانہ مین بیکار نہ تھی اور جس شخص کو ہندوؤن کی تاریخ سے واقفیت ہے وہ خوب جانتا ہے

کہ وید پر بڑے بڑے تغیرات آئے ہین اور ایک زمانہ مین ویدون کو مخالفون نے آگ مین جلا دیا تہا اور مدت تک وہ ایسے لوگون کے قبضہ مین رہے جو عناصر پرستی اور مورتی پوجا کے دلدادہ تہے اور بجز اس قسم کے برہمنون کے دوسرون پر اُن کا پڑھنا حرام کیا گیا تہا۔ پس اس وجہ سے وید کے پستک عام طور پر مل نہین سکتے تہے بلکہ صرف بڑے بڑے برہمنون کے کُتب خانون مین ہی پائے جاتے تہے جو بت پرست اور عناصر پرست ہو چکے تہے اس صورت مین خود عقل قبول کرتی ہے کہ ان دنون مین اُن برہمنون نے بہت کچھہ مشرکانہ حاشئے وید پر چڑہائے ہون گے اور اس بات کے اکثر محقق آریہ ورت کے قائل ہین کہ بعض زمانون میں وید بڑہائے گئے اور بعض مین گہٹائے گئے اور بعض وقت جلائے گئے اور جب آریہ قوم نے اندرونی لڑائیون سے فراغت پائی تو بیرونی حکومتون کے پنجہ مین پہنس گئے اسلامی حکومت بہی ساتسے سو برس تک اس ملک مین رہی۔ اس لمبے زمانہ مین بہی جو کچھ مسلمانون نے آریہ قوم کا عقیدہ دیکھا وہ بت پرستی اور آتش پرستی وغیرہ تہا۔ اسی زمانہ مین شیخ سعدی بہی ایک مرتبہ اس ملک مین آئے تہے اور بت پرستی کا بڑا زور تہا چنانچہ وہ اپنی کتاب بوستان مین فرماتے ہین۔

بُتے دیدم از عاج در سومنات ... مرصع چو در جاہلیت منات

بتک را یکی بوسہ دادم بدست ... کہ لعنت بر و باد و بر بُت پرست

گائی کے لئے جس قدر آریہ صاحبون کو جوش ہے وہ بہی در اصل مخلوق پرستی کی ایک جڑھ ہے ورنہ ایک حیوان سکتے لئے اس قدر جوش کیا معنے رکہتا ہے۔ قریباً تیرہ سو برس ہوتے ہین کہ مسلمانون نے اس ملک کا ایک حصہ فتح کر لیا تہا اس وقت بہی اس ملک مین عام طور پر بت پرستی اور آتش پرستی وغیرہ پہیلی ہوئی تہی پس جہان تک تاریخ کا قدم روشنی مین ہے ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ آریہ ورت پر کوئی ایسا زمانہ بہی آیا تہا کہ وہ خدا پرست تہے۔

مسلمانون پر یہ اعتراض آریون کا کہ اُن کے بادشاہون نے ہمارے بزرگون کو جبراً بت پرستی سے چہوڑا کر مسلمان بنایا تہا یہ بہی صاف بتلا رہا ہے کہ اب تک آریہ صاحبون کو

بت پرستی سے بہت پیار ہے - عملی طور پر توحید سے کچھ تعلق ثابت نہین ہوتا اس پر
یہ کافی دلیل ہے کہ وہ بت پرستون کے مسلمان ہونے سے بہت ناراض ہین ایک
بت پرست حقیقت رائے کا قصہ بہی اسی غرض سے گھڑا گیا ہے جسکو بقول اُن کے
کسی مسلمان بادشاہ سنے مورتی پوجا سے جبرًا چھوڑا کر مسلمان کرنا چاہا تہا مگر وہ لڑکا
بت پرستی پر عاشق تہا اسی مین اوس نے جان دی -

غرض اسلامی تاریخ بہی قریبًا ایک ہزار برس سے اس بات کی گواہ ہے
کہ یہ ملک آریہ ورت بت پرستی اور مورتی پوجا کا ایک بہاری مرکز ہے اُس زمانہ
کا کون ثبوت دے سکتا ہے کہ جب ان کروڑہا لوگون کی طرح جو بت پرست اور عناصر
پرست نظر آتے ہین وید مقدس کی تعلیم سے اس ملک مین کروڑہا خدا پرست مُوحّد بہی
موجود تہے - جگناتہہ جی کا قدیم بت خانہ اور ایسا ہی اور بعض پُرانے بت خانے جنکی
عمارت ہزارہا برس کی معلوم ہوتی ہے صاف طور پر گواہی دے رہے ہین کہ یہ بت
پرستی اور مورتی پوجا کا مذہب کچھہ نیا نہین بلکہ قدیم ہے - ایسا ہی بہاگوت وغیرہ کتابین
جو ہزارہا برس کی تالیف معلوم ہوتی ہین جن کو سناتن دہرم والے سید ہے سادہے
ہندو بڑے پیار سے پڑہا کرتے ہین اس قدامت شرک کے گواہ ہین اسکے ساتھہ پرانے
کتنے بہی اس ملک مین ایسے پائے گئے ہین کہ وہ ایک پُرانے زمانے کی حالت کی
ایک آئینہ کی طرح شکل دکہلا رہے ہین اور بلند آواز سے گواہی دے رہے ہین کہ اُس وقت
بہی اس ملک مین بُت پرستی تہی اور جہان تک تاریخ کا سلسلہ صفائی سے چل سکتا ہے
یہی ظلمت شرک اور عناصر پرستی اور مورتی پوجا کے رسوم ہر ایک زمانہ مین پائی جاتی ہین
اور ایسے گلے کا ہار ہو رہے ہین کہ جبتک ایک ہندو اسلام اختیار نہ کرے یہ شرک کا
داغ اُس سے بکلی دور ہی نہین ہو سکتا گو آریہ سماجی بنے یا کچھہ اور ہو جائے زمانہ دراز
سے جسکا ابتدا معلوم کرنا مشکل ہے مورتی پوجا اور عناصر پرستی کا مذہب آریہ قوم مین
چلا آتا ہے اور دوسری قومون کے مورخون کو کبہی یہ نصیب نہین ہوا کہ وہ گواہی دین کہ

آریہ ورت میں بھی کسی وقت توحید تھی اور اس زمانہ دراز میں اگر ہم یہ کہیں کہ کروڑہا پنڈت آریہ ورت میں عناصر پرستی کے حامی گذرے ہیں تو بھی کچھ مبالغہ نہ ہوگا پس ایسے پنڈتوں کے وجود سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ہمیشہ تمام ملک ایک سمندر کی طرح بت پرستی اور عناصر پرستی اور مورتی پوجا سے بھرا رہا ہے اور اس ملک کو توحید نصیب نہ ہوئی جب تک اسلام اس ملک میں نہ آیا مگر جن بادشاہوں نے توحید کو اس ملک میں پھیلایا اور بت پرستی کی جڑ کھوئی وہی آریہ صاحبوں کے نظر میں برے بنے۔ اب تک ہندو صاحبان محمود غزنوی کو بھی گالیاں دیتے ہیں کہ اس نے کیوں اُن کے قدیم بتخانے توڑے غرض بت پرستی اور عناصر پرستی کا مذہب اس ملک میں اس قدر قدیم ہے کہ محققانہ طور پر اُسکا کوئی ابتدا ٹھہرانا مشکل ہے بجز اسکے کہ اس مذہب کو وید کے ساتھ تسلیم کیا جائے مگر پھر بھی جیسا کہ میںنے اوپر ذکر کیا ہے مجھے بعض قرآنی آیتوں پر نظر ڈال کر خیال آتا ہے کہ شاید اصل تعلیم وید کی عناصر پرستی سے پاک ہو اور عناصر کی مہما اور استت سے کچھ اور مطلب ہو مگر جیسا کہ میںنے ذکر کیا ہے یہ میرا خیال اس وقت یقین کے مرتبہ تک پہنچے گا جب کہ وید کی سچائی پاس یا ساٹھ یا ستر شرتیوں سے یہ ثابت ہو جائے کہ وہ ان تمام عناصر اور اجرام فلکی کی پوجا سے جنکی مہما اور استت رگوید میں موجود ہے صاف اور صریح لفظوں کے ساتھ منع کرتا ہے ❊

وید کی شرتیوں کی وہ تاویل جسکے لکھنے کا ہمنے وعدہ کیا تھا۔

وید کی شرتیوں کی وہ تاویل جسکا میں اوپر ذکر آیا ہوں قرآن شریف کی چند آیتوں پر غور کرنے سے میرے دل میں گذرتی ہے پہلی آیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی سورۃ فاتحہ میں فرماتا ہے الحمد للہ رب العٰلمین۔ یعنے ہر ایک حمد و ثنا اسی خدا کے لئے مسلم ہے

جسکی تربیت ہر ایک عالم مین یعنے ہر ایک رنگ میں ہر ایک پیرایہ مین اور ہر ایک فائدہ بخش صنعت الٰہی کے ذریعہ سے مشہود اور محسوس ہو رہی ہے یعنی جن جن متفرق وسیلون پر اس دنیا کے لوگون کی بقا اور عافیت اور تکمیل موقوف ہے در اصل انکے پردہ مین ایک ہی پوشیدہ طاقت کام کر رہی ہے جس کا نام اللہ ہے چنانچہ اس دنیا کے کاروبار کی تکمیل کے لئے ایک قسم کی تربیت سورج کر رہا ہے جو ایک حد تک انسان کے بدن کو گرمی پہنچاکر دوران خون کا سلسلہ جاری رکھتا ہے جس سے انسان مرنے سے بچتا ہے اور اسکے آنکھون کے نور کی مدد کرتا ہے پس حقیقی سورج جو حقیقی گرمی پہنچانے والا اور حقیقی روشنی عطا کرنے والا ہے وہ خدا ہے کیونکہ اسی کی طاقت کے سہارے سے یہ سورج بھی کام کر رہا ہے اور اس حقیقی سورج کا صرف یہی کام نہین کہ وہ دوران خون کے سلسلہ کو جاری رکھتا ہے جسپر جسمانی زندگی موقوف ہے اس طرح پر کہ اس فعل کا آلہ انسان کے دل کو ٹھیراتا ہے اور آسمانی روشنی سے آنکھون کے نور کی مدد کرتا ہے بلکہ وہ روحانی زندگی کو نوع انسان کے تمام اعضا تک پہنچانے کے لئے منجملہ انسانون کے ایک انسان کو اختیار کر لیتا ہے اور انسانی سلسلہ کے مجموعہ کے لئے جو ایک جسم کا حکم رکھتا ہے اس کو بطور دل کے قرار دیدیتا ہے اور اسکو روحانی زندگی کا خون نوع انسان کے تمام اعضاء تک پہنچانے کے لئے ایک آلہ مقرر کر دیتا ہے پس وہ طبعاً اس خدمت مین لگا رہتا ہے کہ ایک طرف سے لیتا اور پھر تمام مناسب اطراف مین تقسیم کر دیتا ہے اور جیسا کہ غیر حقیقی اور جسمانی سورج آنکھون کو کامل روشنی پہنچاتا اور تمام نیک بد چیزین ان پر کھول دیتا ہے - ایسا ہی یہ حقیقی سورج دل کی آنکھہ کو معرفت کے بلند مینار تک پہنچاکر دن چڑھا دیتا ہے اور جیسا کہ وہ جسمانی سورج حقیقی سورج کے سہارے سے پھلون کو پکاتا ہے اور ان مین شیرینی اور حلاوت ڈالتا اور عفونتون کو دور کرتا اور بہار کے موسم مین تمام درختون کو ایک سبز چادر پہناتا اور خوشگوار پھلون کی دولت سے ان کے دامن کو پُر کرتا اور پھر خریف مین اسکے برخلاف اثر ظاہر کرتا ہے اور تمام درختون کے پتے گرا دیتا اور بدشکل بنا دیتا اور پھلون سے

محروم کرتا اور بالکل انہین ننگے کر دیتا ہے بجز اُن ہمیشہ بہار درختون کے جن پر وہ ایسا اثر نہین ڈالتا یہی کام اُس حقیقی آفتاب کے ہین جو سر چشمہ تمام روشنیون اور فیضون کا ہے وہ اپنی مختلف تجلیات سے مختلف طور کے اثر دکہاتا ہے ایک قسم کی تجلی سے وہ بہار پیدا کر دیتا ہے اور پہر دوسری قسم کی تجلی سے وہ خزان لاتا ہے اور ایک تجلی سے وہ عارفون کے لئے معرفت کی حلاوتین پیدا کرتا ہے اور پہر ایک تجلی سے کفر اور فسق کا عفونت ناک مادہ دنیا سے دور اور دفع کر دیتا ہے۔ پس اگر غور سے دیکہا جاے تو وہ تمام کام جو یہ جسمانی آفتاب کر رہا ہے وہ سب کام اوس حقیقی آفتاب کے ظل ہین اور یہ نہین کہ وہ صرف روحانی کام کرتا ہے بلکہ جس قدر اس جسمانی سورج کے کام ہین وہ اسکے اپنے کام نہین ہین بلکہ درحقیقت اسی معبود حقیقی کی پوشیدہ طاقت اسکے اندر وہ تمام کام کر رہی ہے جیسا کہ اسی کیطرف اشارہ کرنیکے لئے قرآن شریف مین ایک ملکہ کا قصہ لکہا ہے جو آفتاب پرست تھی اور اسکا نام بلقیس تہا اور وہ اپنے ملک کی بادشاہ تھی اور ایسا ہوا کہ اُسوقت کے نبی نے اوسکو دہمکی دے بہیجی کہ تجہے ہمارے پاس حاضر ہونا چاہیئے ورنہ ہمارا لشکر تیرے پر چڑہائی کریگا اور پہر تیری خیر نہین ہو گی۔ پس وہ ڈر گئی اور اُس نبی کے پاس حاضر ہونیکے لئے اپنے شہر سے روانہ ہوئی اور قبل اسکے کہ وہ حاضر ہو اسکو متنبہ کرنیکے لئے ایک ایسا محل طیار کیا گیا جس پر نہایت مصفا شیشہ کا فرش تہا اور اس فرش کے نیچے نہر کی طرح ایک وسیع خندق طیار کی گئی تہی جسمین پانی بہتا تہا اور پانی مین مچہلیان چلتی تہین جب وہ ملکہ اس جگہ پہنچی تو اُسکو حکم دیا گیا کہ محل کے اندر آجا تب اُس نے نزدیک جاکر دیکہا کہ پانی زور سے بہ رہا ہے اور اس مین مچہلیان ہین اس نظارہ سے اس پر یہہ اثر ہوا کہ اس نے اپنی پنڈلیون پر سے کپڑا اُٹہا لیا کہ ایسا نہ ہو کہ پانی مین تر ہو جائے۔ تب اُس نبی نے اُس ملکہ کو جس کا نام بلقیس تہا آواز دی کہ اے بلقیس تو کس غلطی مین گرفتار ہو گئی یہ تو پانی نہین ہے جس سے ڈر کر تو نے پاجامہ اوپر اُٹہا لیا یہ تو شیشہ کا فرش ہے اور پانی اسکے نیچے ہے۔ اس مقام مین قرآن شریف مین یہ آیت ہے

قال صرح ممرد من قواریر۔ یعنے اس نبی نے کہا کہ اے بلقیس تو کیون دہوکا کہاتی ہے یہ تو شیش محل کے شیشے ہین جو اوپر کی سطح پر بطور فرش کے لگائے گئے ہین اور پانی جو زور سے بہ رہا ہے وہ تو ان شیشون کے نیچے ہے نہ کہ یہ خود پانی ہین تب وہ سمجھ گئی کہ میری مذہبی غلطی پر مجھے ہوشیار کیا گیا ہے اور مینے فی الحقیقت جہالت کی راہ اختیار کر رکہی تہی جو سورج کی پوجا کرتی تہی۔

تب وہ خدائے واحد لاشریک پر ایمان لائی اور اسکی آنکہین کہل گئین اور اس نے یقین کر لیا کہ وہ طاقت عظمی جسکی پرستش کرنی چاہیئے وہ تو اور ہے اور مین دہوکہ مین رہی اور سطحی چیز کو معبود ٹہرایا۔ اور اس نبی کی تقریر کا ماحصل یہ تہا کہ دنیا ایک شیش محل ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اور عناصر وغیرہ جو کچہہ کام کر رہے ہین یہ در اصل ان کے کام نہین یہ تو بطور شیشون کے ہین بلکہ ان کے نیچے ایک طاقت مخفی ہے جو خدا ہے یہ سب اس کے کام ہین اس نظارہ کو دیکہہ کر بلقیس نے سچے دل سے سورج کی پوجا سے توبہ کی اور سمجہہ لیا کہ وہ طاقت ہی اور ہے کہ سورج وغیرہ سے کام کراتی ہے اور یہ تو صرف شیشے ہین۔

یہ تو ہمنے سورج کا حال بیان کیا ایسا ہی چاند کا حال ہے جن صفات کو چاند کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ در اصل خدا تعالی کے صفات ہین وہ راتین جو خوفناک تاریکی پیدا کرتی ہین چاند انکو روشن کرنے والا ہے جب وہ چمکتا ہے تو فی الفور اندہیری رات کی تاریکی اٹھ جاتی ہے کبہی وہ پہلے وقت سے ہی چمکنا شروع کرتا ہے اور کبہی کچہہ تاریکی کے بعد نکلتا ہے۔ یہ عجیب نظارہ ہوتا ہے کہ ایک طرف چاند چڑہا اور ایک طرف تاریکی کا نام ونشان نہ رہا اسی طرح خدا بھی جب نہایت گندہ اور تاریک آدمیون پر جو اسکی طرف جھکتے ہین چمکتا ہے تو انکو ایسی طرح روشن کر دیتا ہے جیسا کہ چاند رات کو روشن کرتا ہے۔ اور کوئی انسان اپنی عمر کے پہلے زمانہ مین ہی اس چاند کی روشنی سے حصہ لیتا ہے اور کوئی نصف عمر مین اور کوئی آخری حصہ مین اور بعض بدبخت سلخ کی راتون کی طرح ہوتے ہین یعنے تمام عمر انپر اندہیرا ہی چہایا رہتا ہے اس حقیقی چاند سے حصہ لینا ان کے نصیب نہین ہوتا۔ غرض کہ یہ سلسلہ چاند کی روشنی کا

اس حقیقی چاند کی روشنی سے بہت مناسبت رکھتا ہے - ایسا ہی چاند پہلون کو موٹا کرتا اور اُن مین طراوت ڈالتا ہے اسی طرح وہ لوگ جو عبادت کرکے اپنے درخت وجود مین پہل تیار کرتے ہین چاند کی طرح خدا کی رحمت ان کے شامل حال ہوجاتی ہے اور اس پہل کو موٹا اور تازہ بتازہ کردیتی ہے اور یہی معنے رحیم کے لفظ مین مخفی ہین جو سورۃ فاتحہ مین خدا کی دوسری صفت بیان کی گئی ہے اسکی تفصیل یہ ہے کہ جسمانی طور پر چار قسم کی ربوبیت ایسی ہورہی ہے جس سے نظام عالم وابستہ ہے ایک آسمانی ربوبیت یعنی اکاش سے ہی جو جسمانی تربیت کا سرچشمہ ہے جس سے پانی برستا ہے اگر وہ پانی کچھہ مدت نہ برسے تو جیسا کہ علم طبعی مین ثابت کیا گیا ہے کوؤن کے پانی بہی خشک ہوجائین یہ آسمانی ربوبیت یعنی اکاش کا پانی ہی دنیا کو زندہ کرتا ہے اور نابود کو بود کی حالت مین لاتا ہے اس طور پر آسمان ایک پہلا رب النوع ہے جس سے + پانی برستا ہے جسکو وید مین اندر کے نام سے یاد کیا گیا ہے جیسا کہ قرآن شریف مین اللہ تعالی فرماتا ہے وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ اس جگہ آسمان سے مراد وہ کرہ زمہریر ہے جس سے پانی برستا ہے اور اس آیت مین اس کرہ زمہریر کی قسم کہائی گئی جو مینہ برساتا ہے اور رجع کے معنی مینہ ہے اور خلاصہ معنی آیت یہ ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ مین وحی کا ثبوت دینے کے لئے آسمان کو گواہ لاتا ہون جس سے پانی برستا ہے یعنی تمہاری روحانی حالت بہی ایک پانی کی محتاج ہے اور وہ آسمان سے ہی آتا ہے جیسا کہ تمہارا جسمانی پانی آسمان سے آتا ہے اگر وہ پانی نہ ہو تو تمہاری عقلون کے پانی بہی خشک ہوجائین - عقل بہی اسی آسمانی پانی یعنے وحی الہی سے تازگی اور روشنی پاتی ہے - غرض جس خدمت مین آسمان لگا ہوا ہے یعنی پانی برسانے کی خدمت یہ کام آسمان کا خدا تعالی کی پہلی صفت کا ایک ظل ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ ابتدا ہر ایک چیز کا پانی سے ہے انسان بہی پانی سے ہی پیدا ہوتا ہے اور وید کی رو سے پانی کا دیوتا اکاش ہے جسکو وید کی اصطلاح مین اندر کہتے ہین مگر یہ سمجھنا غلطی ہے کہ یہ اندر کچھہ چیز ہے بلکہ وہی پوشیدہ اور نہان در نہان طاقت عظمی جس کا نام خدا ہے اسمین کام کر رہی ہے اسی کو بیان

+ قرآن شریف کی اصطلاح کی رو سے جو فضا یعنی پول اوپر کیطرف ہے جسمین بادل جمع ہوکر مینہ برستا ہے اسکا نام بہی آسمان ہے جسکو ہندی مین اکاش کہتے ہین - منہ

کرنے کے لئے خدا تعالی نے قرآن شریف مین یعنے سورۃ فاتحہ مین یون فرمایا ہے

الحمد للہ رب العلمین

یعنے مت خیال کرو کہ بجز خدا کے کوئی اور بھی رب ہے جو اپنی ربوبیت سے دنیا کی پرورش کر رہا ہے بلکہ وہی ایک خدا ہے جو تمہارا رب ہے اُسی کی طاقت ہر ایک جگہ کام کرتی ہے اس جگہ اس ترتیب کے لحاظ سے جو اس سورت مین ہے اندر دیوتا کا رد ملحوظ ہے کیونکہ پہلی تربیت اسی سے شروع ہوتی ہے اسی کو دوسرے لفظون مین آسمان یا اکاش کہتے ہین - اسی وجہ سے دُنیا کے لوگ تمام قضا و قدر کو آسمان کی طرف منسوب کیا کرتے ہین - اور بت پرستون کے نزدیک بڑا رب النوع وہی ہے جو اندر کہلاتا ہے پس اس جگہ اسی کا رد منظور ہے اور یہ جتلانا مقصود ہے کہ حقیقی اندر وہی اکیلا خدا ہے اُسی کی طاقت ہے جو پانی برساتی ہے آسمان کو رب العالمین کہنا حماقت ہے بلکہ رب العالمین وہی ہے جس کا نام اللہ ہے -

غرض خدا تعالی کی یہ پہلی ربوبیت ہے جسکو نادانون نے اکاش یعنے اندر کی طرف منسوب کیا ہے بات یہی ہے کہ اندھون کو اکاش سے پانی برستا نظر آتا ہے مگر برسانے والی ایک اور طاقت ہے اور اس طور پر برسانا یہ جلوہ دکھلاتا ہے کہ یہ بھی اسکی ایک صفت ہے پس آسمان کی یہ ظاہری ربوبیت اسکی حقیقی ربوبیت کا ایک ظل ہے اور جو سامان رعد اور صاعقہ وغیرہ کا بادل مین ہوتا ہے در اصل یہ سب اسکی صفات کے رنگون مین سے ایک رنگ ہے - پھر دوسری ربوبیت خدا تعالی کی جو زمین پر کام کر رہی ہے رحمانیت ہے - اس لفظ رحمان سے بت پرستون کے مقابل پر سورج دیوتا کا رد ملحوظ ہے کیونکہ بموجب بت پرستون کے خیال کے جیسا کہ اکاش یعنے آسمان پانی کے ذریعہ سے چیزون کو پیدا کرتا ہے ایسا ہی سورج بہار کے ایام مین تمام درختون کو لباس پہناتا ہے گویا یہ اسکی وہ رحمت ہے جو کسی عمل پر مترتب نہین - پس سورج جسمانی طور پر رحمانیت کا مظہر ہے کیونکہ وہ موسم بہار مین ننگے درختون کو پتون کی چادر پہناتا ہے اور اسوقت تک درختون نے اپنے طور پر کوئی عمل نہین کیا ہوتا یعنی کچھ بنایا نہین ہوتا

تابناک ہوئے پر کچہہ زیادہ کیا جاسے بلکہ وہ خزان کی غارت گری کے باعث سے محض ننگی اور برہنہ کہڑے ہوتے ہین پہر سورج کے پرتوہ عاطفت سے ہر ایک درخت اپنے تئین آراستہ کرنا شروع کر دیتا ہے آخر سورج کی مدد سے درختون کا عمل اس حد تک پہنچتا ہے کہ وہ پہل بنا لیتے ہین پس جبکہ وہ پہل بنا کر اپنے عمل کو پورا کر چکتے ہین تب چاند اُن پر اپنی رحیمیت کا سایہ ڈالتا ہے۔ اور رحیم اسکو کہتے ہین کہ عمل کرنے والے کو اُسکے تکمیل عمل کے لئے مدد دے تا اُسکا عمل ناتمام نرہ جاوے پس چاند درختون کے پہلون کو یہ مدد دیتا ہے کہ اُن کو موٹے کر دیتا ہے اور اُن مین اپنی تاثیر سے رطوبت ڈالتا ہے چنانچہ علم طبعی مین یہ مُسلّم مسئلہ ہے کہ چاند کی روشنی مین باغبان لوگ انارون کے پہٹنے کی آواز سنا کرتے ہین غرض استعارہ کے طور پر قمر جو نیّر دوم ہے رحیم کے نام سے موسوم ہوا کیونکہ بڑا فعل اس کا یہی ہے جو موجود شدہ پہلون کی مدد کرتا ہے اور موٹا اور تازہ کر دیتا ہے پہر جب وہ پہل طیار ہو جاتے اور اپنے کمال کو پہنچ جاتے ہین تو زمین اُنکو اپنی مالکانہ حیثیت سے اپنی طرف گراتی ہے تا وہ اپنی جزا سزا کو پہنچین۔ پس اگر وہ عمدہ اور نفیس پہل ہین تو زمین پر انکی بڑی عزت ہوتی ہے اور وہ قابل قدر جگہون مین رکہے جاتے ہین اور اگر وہ ردّی ہین تو خراب جگہون مین پہینک دئے جاتے ہین اور یہ سزا جزا گویا زمین کے ہاتہہ مین ہوتی ہے کہ جو خدا نے اسکی فطرت کو دے رکہی ہے کہ اچہے پہل کا قدر کرتی ہے اور بُرے پہل کو ذلیل جگہ رکہتی ہے۔

غرض وید مین بطور استعارہ کے یہ چار نام ہین جو چار بڑے بڑے دیوتاؤن کو عطا ہوئے ہین اول اکاش یعنے آسمان جسکو اندر دیوتا بو+ لتے ہین وہ پانی کا داتا ہے اور قرآن شریف مین ہے

+ حاشیہ۔ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ حقیقت مین یہ سب دیوتا ہین بلکہ یہ سب ایک ہی مالک کی قبضہ مین ہین اور انسان کے فایدہ کیلئے بنائے گئے ہین ہمنے اسجگہ دیوتا کا لفظ محض وید کا استعارہ بیان کیا ہے کیونکہ ان چار دیگر فیوض کو جو ہمیشہ ایک طور سے جاری ہین گویا اختیار سے یہ فیض پہنچا رہے ہین مگر یہ سب خدا کی مخلوق ہین اپنے ارادہ سے کوئی کام نہین کرتے اور نہین جانتے کہ کیا کام کرتے ہین گویا مردہ بدست زندہ ہین یہ چار صفات کے نمونہ جو اکاش اور سورج اور چاند اور زمین مین پائے جاتے ہین یہ انسانون کو غور کرنیکے لئے دئے گئے ہین تا صفات الٰہی کے سمجہنے مین یہ دیو مثلاً آریہ لوگ خدا کی رحمانیت سے منکر ہین درحالانکہ وید سورج مین استعارہ کے رنگ مین خود رحمانیت کی صفت قرار دیتا ہے یہ اسی غرض سے کہ انسانون کی معرفت کے لئے صفات الٰہیہ کا نظارہ ہے۔ نیز

کہ وجعلنا من الماء کل شئ حی یعنے ہر ایک چیز پانی سے ہی زندہ ہے اِسلئے یہ مجازی دیوتا یعنے اندر جسکو اکاش کہنا چاہئے سب مجازی دیوتاؤن سے بڑا ہے جسکی بغلون میں سورج اور چاند پرورش پاتے ہین یہ بہ نسبت اَورون کے ربوبیت عامہ کا دیوتا ہے بعد اسکے سورج دیوتا ہے جو رحمانیت کا مظہر ہے اسکی ربوبیت چاند سے زیادہ اور اکاش یعنے اندر دیوتا سے کم ہے وہ کام جو اسکے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ بغیر موجودگی عمل کے درختون پر اپنی عنایت اور کرپا ظاہر کرتا ہے کیونکہ درخت ننگ دھڑنگ کھڑے ہوتے ہین اور خزان کے مارے ہوئے ایسے ہوتے ہین کہ گویا مُردے ہین جو زمین مین گاڑے گئے ہین اور تہیدست فقیرون کی طرح ایک پاؤن پر کھڑے ہوتے ہین پس سورج دیوتا بہار کے موسم مین موج مین آکر ان کو لباس بخشتا ہے اور ان کا دامن پہلون اور پہولون سے بھر دیتا ہے اور چند روز مین اُن کے سر پر پہولون کے سہرے باندہتا ہے اور سبز پتون کے ریشمی قبا انکو پہناتا ہے اور پہلون کی دولت سے اُن کو مال مال کر دیتا ہے اور اس طرح پر ایک شاندار نوشہ اُن کو بنا دیتا ہے پس اسکی رحمانیت مین کیا شک رہا جو بغیر کسی سابق عمل کے ننگے درویشون پر اس قدر کرپا اور مہربانی کرتا ہے۔ اس قسم کے استعارات وید مین بہت موجود ہین کہ اول شاعرانہ طور پر معلوم ہوتے ہین اور پہر ذرہ غور کرین تو کوئی علمی چمک بہی انمین دکہائی دیتی ہے۔

پہر سورج کے بعد وید کی رو سے چاند دیوتا ہے کہ وہ کمزورون کے عملون کو دیکہہ کر اپنی مدد سے اُن کے اعمال انجام تک پہنچاتا ہے یعنی بہار کے موسم مین درخت پہل تو پیدا کر لیتے ہین لیکن اگر چاند نہ ہوتا تو یہہ عمل ان کا ناقص رہ جاتا اور پہلون مین تازگی اور فربہی اور طراوت ہرگز نہ آتی۔ پس چاند اِن کے عمل کا متمم ہے اس لئے اس لائق ہوا کہ مجازی طور پر اسکو رحیم کہا جائے سو وید اُسکو رحیم قرار دیتا ہے سو استعارہ کے طور پر کچہہ حرج نہین۔

پہر چاند کے بعد دہرتی دیوتا ہے جس نے مسافرون کو جگہ دینے کے لئے اپنی پشت کو بہت وسیع کر رکہا ہے ہر ایک پہل درخت پر مسافر کی طرح ہوتا ہے آخرکار مستقل سکونت اسکی

زمین پر ہوتی ہے اور زمین اپنے مالکانہ اختیارات سے جہان چاہے اُسکو اپنی پشت پر جگہ دیتی ہے اور جیسا کہ خدا نے قرآن شریف مین فرمایا وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کہ ہمنے انسانون کو زمین پر اور دریاؤن پر خود اُٹھایا ایسا ہی زمین بہی ہر ایک چیز کو اُٹھاتی ہے اور ہر ایک خاکی چیز کی سکونت مستقل زمین مین ہے وہ جسکو چاہے عزّت کے مقام پر بٹھادے اور جسکو چاہے ذلّت کے مقام میں پہینک دے - پس اس طرح پر زمین کا نام مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ہوا یعنے استعارہ کے طور پر صحیفہ فطرت کے آئینہ مین یہ چارون الٰہی صفات نظر آتی ہین - غرض اسی طرح خدا نے چاہا کہ اپنی صفات کو مجازی مظاہر مین بہی ظاہر کرے تا طالب حق مثالون کو پاکر اُس کے دقیق در دقیق صفات پر اطمینان پکڑ لے -

اب اس تمام تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ چار مجازی دیوتے جو وید مین مذکور ہین چار مجازی صفات اپنے اندر رکہتے ہین چنانچہ اکاش مجازی طور پر ربوبیت کبریٰ کی صفت اپنے اندر رکہتا ہے اور سورج رحمانیت کی صفت سے موصوف ہے اور چاند رحیمیت کی صفت سے حصہ دیا گیا ہے اور زمین مالک یوم الدین کی صفت سے بہرہ یاب ہے اور یہ چارون صفات مشہود و محسوس ہین - انہین امور کی وجہ سے موٹی عقل والون نے درحقیقت انکو دیوتے* قرار دیا ہے اور انکو ربّ النوع اور قابل پرستش سمجہا ہے پس ان لوگون کے ردّ کے لئے خدا نے اپنی پاک کتاب قرآن شریف مین یعنے سورۃ فاتحہ مین فرماتا ہے

الحمد لله رب العٰلمين - الرحمٰن - الرحيم - مٰلك يوم الدّين - اياك نعبد واياك نستعين - اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين انعمت عليهم - غير المغضوب عليهم ولا الضالين - اٰمين -

ترجمہ - حمد اور ستائش اور ہما اس بڑے ربّ کیلئے خاص ہے جس کا نام اللہ ہے جو رب العالمین ہے - اور رحمان العالمین ہے اور رحیم العالمین ہے - اور مالک جمیع عالم یوم الدین ہے یعنی یہ مرتبہ پرستش کا خدا کیلئے مخصوص ہے کہ اُسکی ربوبیت[1] اور رحمانیت[2] اور

* دیوتا سنسکرت میں ربّ کو کہتے ہیں جو کسی کی ربوبیت کرتا ہے یعنی پرورش کرتا ہے - پس سورج بجائے خود ایک ربّ ہے یعنی دیوتا ہے اور چاند بجائے خود ایک ربّ ہے یعنی دیوتا ہے ان تمام ربوں یعنی دیوتاؤں کے سر پر ایک بڑا ......

...... ربّ ہے جو مدبر بالارادہ ہے اور وہی خدا ہے اس کا نام ربّ العالمین ہے یعنی سب کا ربّ اور تمام ربّوں کا بہی ربّ - ارادہ اور اختیار سے کام کرنیوالا وہی ایک ہے باقی سب کلیں ہیں جو اس کے ہاتھ سے چلتی ہیں - پس عبادت اور حمد کے لائق وہی ہے اسی واسطے فرمایا الحمد لله ربّ العالمین - منہ

رحیمیت اور جزا سزا کے لئے مالکیت ایک عالم اور ایک رنگ مین محدود نہین بلکہ یہ صفات اس کی بے انتہا رنگون مین ظاہر ہوتی ہین کوئی ان کا انتہا نہین پاسکتا اور آسمان اور سورج وغیرہ کی ربوبیتین یعنے پرورشین ایک خاص رنگ اور ایک خاص قسم مین محدود ہین اور اس اپنے تنگ دائرہ سے آگے نہین نکلتین اسلئے ایسی چیزین پرستش کے لایق نہین- علاوہ اس کے اُن کے یہ افعال بالارادہ نہین بلکہ ان سب کے نیچے الہی طاقت کام کر رہی ہے- پھر فرمایا کا وہ کیسے رب کہ جو بے انتہا رنگون مین اپنے یہ صفات ظاہر کرتا ہے پرستش کے لایق تو ہی ہے اور سورج چاند وغیرہ پرستش کے لائق نہین ہین اسیطرح دوسرے مقام مین فرمایا لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ یعنے نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو بلکہ اُس خدا کو سجدہ کرو جس نے یہ تمام چیزین سورج چاند- آسمان- آگ- پانی وغیرہ پیدا کی ہین- چاند اور سورج کا ذکر کر کے پھر بعد اسکے جمع کا صیغہ بیان کرنا اس غرض سے ہے کہ یہ کل چیزین جنکی غیر قومیں پرستش کرتی ہین تم ہرگز اُنکی پرستش مت کرو- پھر اس سورۃ مین یعنے سورۃ فاتحہ مین اس بات کا جواب ہے کہ جب اکاش اور سورج اور چاند اور آگ اور پانی وغیرہ کی پرستش سے منع کیا گیا تو پھر کونسا فائدہ اللہ کی پرستش مین ہے کہ جو ان چیزون کی پرستش مین نہین تو وعلکمہ پیرایہ مین اسکا جواب دیا گیا کہ وہ خدا ظاہری اور باطنی نعمتین عطا کرتا ہے اور اپنے تئین آپ اپنے بندون پر ظاہر کرتا ہے انسان صرف اپنی عقل سے اُسکو شناخت نہین کرتا بلکہ وہ قادر مطلق اپنی خاص تجلی سے اور اپنی زبردست قدرتون اور نشانون سے اپنے تئین شناخت کرواتا ہے وہی ہے کہ جب غضب اور قہر اس کا دنیا پر بھڑکتا ہے تو اپنے پرستار بندون کو اُس غضب سے بچا لیتا ہے وہی ہے جو انسان کی عقل کو روشن کر کے اور اُسکو اپنے پاس سے معرفت عطا کر کے گمراہی سے نجات دیتا ہے اور گمراہ ہونے نہین دیتا- یہ سورہ فاتحہ کا خلاصہ مطلب ہے جسکو پانچ وقت مسلمان نماز مین پڑھتے ہین بلکہ دراصل اسی دعا کا نام نماز ہے اور جبتک

انسان اِس دُعا کو ورد دل کے ساتھ خدا کی حضور مین کھڑے ہو کر نہ پڑھے اور اس سے وہ عقدہ کشائی نہ چاہے جس عقدہ کشائی کے لئے یہ دعا سکھلائی گئی ہے تب تک اُس نے نماز نہین پڑھی- اور اس نماز مین تین چیزین سکھلائی گئی ہین-

(۱) اول خدا تعالیٰ کی توحید اور اسکی صفات کی توحید تا انسان چاند- سورج اور دوسرے جھوٹے دیوتاؤن سے مُنہ پھیر کر صرف اسی سچے دیوتا کا ہو جا اور اسکی روح سے یہ آواز نکلے کہ

ایاك نعبد وایاك نستعین

یعنی مین تیرا ہی پرستار ہون اور تجھ سے ہی مدد چاہتا ہے اور دوسری یہ سکھلایا گیا ہے کہ وہ اپنی دعاؤن مین اپنے بھائیون کو شریک کرے اور اس طرح پر بنی نوع کا حق ادا کرے اس لئے دعا مین اِهْدِنَا کا لفظ آیا ہے جس کے یہ معنی ہین کہ اے ہمارے خدا ہم لوگون کو اپنی سیدھی راہ دکھلا- یہ معنے نہین کہ مجھ کو اپنی سیدھی راہ دکھا- پس اس طور کی دعا سے جو جمع کے صیغہ کے ساتھ ہے بنی نوع کا حق بھی ادا ہو جاتا ہے اور تیسری اس دعا مین یہہ سکھلانا مقصود ہے کہ ہماری حالت کو صرف خشک ایمان تک محدود نہ رکھ بلکہ وہ ہمین روحانی نعمتین عطا کر جو تو نے پہلے راستبازون کو دی ہین اور پھر کہا کہ یہ دعا بھی کرو کہ ہمین ان لوگون کی راہون سے بچا جن کو روحانی آنکھین عطا نہین ہوئین آخر اُنہون نے ایسے کام کئے جن سے اسی دنیا مین غضب اُن پر نازل ہوا- اور یا اس دُنیا مین غضب سے تو بچے مگر گمراہی کی موت سے مرے اور آخرت کے غضب مین گرفتار ہوئے خلاصہ دعا کا یہ ہے کہ جسکو خدا روحانی نعمتین عطا نہ کرے اور دیکھنے والی آنکھین نہ بخشے اور دل کو یقین اور معرفت سے نہ بھر دے آخر وہ تباہ ہو جاتا ہے اور پھر اسکی شوخیون اور شرارتون کی وجہ سے اِسی دُنیا مین اس پر غضب پڑتا ہے کیونکہ وہ پاکون کے حق مین بدزبانی کرتا ہے اور کتون کی طرح زبان نکالتا ہے پس ہلاک کیا جاتا ہے جیسا کہ یہود اپنی شرارتون اور شوخیون کی وجہ سے ہلاک کئے گئے اور بارہا طاعون کا عذاب اُن پر نازل ہوا جس نے انکی بیخکنی کر دی اور یا اگر وہ دنیا مین

شوخی اور شرارت نہ کرے اور بدزبانی اور شرارت کے منصوبے مین شریک نہ ہو تو اُس کے عذاب کی جگہ عالم ثانی ہو جب اس دُنیا سے وہ گذر جائے گا۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین یہ ممکن ہے کہ رگوید مین جو اندر اور سورج اور چاند اور آگ وغیرہ دیوتاؤن سے دُعائین مانگی گئی ہین اُس سے مراد وہ اعلےٰ طاقت حضرت احدیت ہو جو انکی پردہ مین کام کر رہی ہے جو سب مجازی دیوتاؤن کا دیوتا ہے کیونکہ ہم بعض جگہ قرآن شریف مین اِس بات کی طرف بھی اشارہ پاتے ہین کہ جس قدر اس عالم مین مختلف چیزین نظام عالم کا قائم رکھنے کے لئے کام کر رہی ہین وہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے اسماء اور صفات کے نمونے ہین جو مجازی رنگ مین ظاہر ہو رہی ہین گویا اجرام فلکی اور عناصر ارضی ایک کتاب کے اوراق ہین جن سے ہمین خدا تعالیٰ کی صفات کے بارے مین معرفت کا سبق ملتا ہے اور عادت اللہ کا پتہ لگتا ہے مثلاً سورج چار فصلون مین چار تغیرات دکھلاتا ہے

اوّل **تغیر موسم خریف** جو موسم بہار کے مخالف ہے اس تغیر سے وہ درختون کے آب و تاب کو ویران کرنا شروع کرتا ہے اکثر درختون کے پتے گر جاتے ہین اور اُن کے اندر کا مادہ سیّالہ جو تازگی بخش ہوتا ہے خشک ہو جاتا ہے انسانون کے بدن پر بھی اس موسم کا یہی اثر ہوتا ہے کہ خشک اور سوداوی امراض پیدا ہوتے ہین۔ پس اسی طرح خدا کی ایک **تجلی** بھی موسم خریف سے **مشابہ** ہے کہ ایک زمانہ انسانون پر آتا ہے کہ اُن کے دلون پر قبض طاری ہوتی ہے اور **وجد** اور یاد الٰہی کا مادہ سیّالہ جو روحانی تازگی کو بخشتا ہے وہ کم ہونا شروع ہو جاتا ہے گو کھلے کھلے معصیت اور فسق کا **دَور** ابھی نہین آتا مگر **اُنس** الٰہی کا جوش جاتا رہتا ہے اور دلون پر افسردگی اور مُردگی اور جمود طبع اور قبض غالب ہو جاتا ہے اور لذت اور ذوق شوق الٰہی باقی نہین رہتا اور یہ زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا اسکو **کلجگ** کا پیش خیمہ کہنا چاہئے۔

پھر دوسرا زمانہ جو بذریعہ سورج کے خریف کے بعد ظاہر ہوتا ہے وہ **موسم سرما** کا زمانہ

ہے جبکہ آفتاب اپنی دوری کی وجہ سے شدت برودت ظاہر کرتا ہے سو اسی طرح اُس آفتاب حقیقی کے جسکا نام خدا ہے ایک تجلی ہے جو جاڑے سے مشابہت رکھتی ہے یہ اُس وقت ہوتا ہے جبکہ خدا کی محبت دلون سے بکلی ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور انسانی طبیعتین اسکو چھوڑ دیتی ہین اور بجائے اس کے ہر ایک شخص نفس اور شہوات کی راہ کو پسند کرتا ہے اور شراب خواری - قمار بازی - زنا کاری اور جھوٹ - فریب - دغا - بدزبانی - تکبر - دنیا پرستی - چوری - خیانت - خون ریزی - ٹھٹھا ہنسی اور ہر ایک قسم کا پاپ اور ہر ایک قسم کا پلید کام دنیا مین پہیل جاتا ہے اور تمام لیاقتین زبان کی چالاکیون سے آزمائی جاتی ہین اور جو شخص ایسے طریقون سے اپنی چالاکیان دکھلاتا ہے وہ بڑا لایق سمجھا جاتا ہے اور بڑی عزت سے دیکھا جاتا ہے اور اگر مر ہی جائے تو اسکی یادگارین قایم ہوتی ہین - ایسا ہی زمین سنسان پڑی ہوئی ہوتی ہے شاذو نادر کے طور پر کوئی زمین پر ہوتا ہے جو پاک دل اور پاک زبان اور پاک خیال اور خدا سے ڈرنے والا اور معرفت کے پاک پانی سے سیراب ہونے والا ہو یہ موسم ایسا ہے گویا اسکو کل جگ کہہ سکتے ہین کیونکہ اسمین نیکی کا **کال** اور بدی کا **اقبال** ہوتا ہے اور زمین پاپ اور گناہ سے بھر جاتی ہے

پھر دوسرا زمانہ جو سورج اپنے تغیرات سے جاڑے کے بعد ظاہر کرتا ہے وہ **ربیع** کا زمانہ ہے یہ وہ زمانہ ہے جبکہ مُردہ پودے نئے سر سے **زندہ** کئے جاتے ہین اور نباتات کا خشک شدہ خون نئے سر سے پیدا کیا جاتا ہے سو اسی طرح وہ جو آفتاب حقیقی ہے ایک بہاری تجلی اپنی جو موسم بہار کو دکھلاتی ہے دنیا پر ظاہر کرتا ہے تب زمین کے زندہ کرنیکے لئے ایک نیا پانی آسمان سے نازل ہوتا ہے اور وہ پانی اس طرح اُترتا ہے کہ خدا تعالی اپنے بندون مین سے کسی کو **منتخب** کرکے اُسکے دل کو اُس پانی کا **ابرِ مہار** بناتا ہے تب وہ پانی اُس بادل مین سے خدا تعالی کے اِذن سے نکلتا رہتا ہے اور اُن خشک پودون پر پڑتا ہے جنکو خریف کی **بادِ صرصر** نے تباہ اور خراب کر دیا تھا

اور ان مین معرفت الٰہی کے نئے پتے پیدا کرتا ہے اور ذوق شوق کے پہول اُن مین نمایان کردیتا ہے اور آخر انسانی شاخون کو نیک اعمال کے پہلون سے بہر دیتا ہے۔

پہر تیسرا زمانہ جو زمانہ بہار کے بعد سورج دیوتا ظاہر کرتا ہے وہ **صیف** کا زمانہ ہی جو موسم گرما کا زمانہ کہلاتا ہے اور موسم گرما مین سورج اُن پہلون کو پکا دیتا ہے جو بہار کے موسم مین ابہی کچے تہے۔ پس اسی طرح خدا کی تجلی کے لئے بہی ایک موسم صیف یعنی موسم گرما آتا ہے یہ وہ موسم ہوتا ہے جبکہ بہار کے دنون سے ترقی کر کے انسانی پاک طبیعتین خدا تعالیٰ کی یاد مین اور اسکی محبت مین گرم ہوتی ہیں اور طبیعتون مین ذکر الٰہی کے لئے جوش پیدا ہوتے ہین اور ترقیات کمال کو پہنچتی ہین اور یہ زمانہ پورے معنے سے **سَت جُگ** کا زمانہ ہوتا ہے۔ تب اکثر لوگ درحقیقت خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق چلتے ہین اور اُسکی خواہشون کو اپنی خواہشین بناتے ہین۔

اب ظاہر ہے کہ سورج کے ان چار تغیر کے مقابل خدا تعالیٰ کے بہی چار تغیر پائے جاتے ہین پس ہمین **کلام** کی جگہ نہین کہ جو کچہہ اجرام فلکی اور عناصر مین جسمانی اور فانی طور پر **صفات** پائی جاتی ہین وُہ روحانی اور ابدی طور پر خدا تعالیٰ مین **موجود** ہین۔ اور خدا تعالیٰ نے یہ بہی ہمپر کہول دیا ہے کہ سورج وغیرہ **بذات خود** کچہہ چیز نہین مین یہ اُسی کی **طاقت زبردست** ہے جو پردہ مین ہر ایک کام کر رہی ہے **وُہی** ہے جو چاند کو پردہ پوش اپنی ذات کا بنا کر اندہیری راتوں کو روشنی بخشتا ہے جیسا کہ وہ تاریک دلون مین **خود** داخل ہو کر اُن کو **مُنوّر** کر دیتا ہے اور آپ انسان کے اندر بولتا ہے۔ **وُہی** ہے جو اپنی طاقتون پر سورج کا پردہ ڈالکر دن کو ایک عظیم الشان روشنی کا **مظہر** بنا دیتا ہے اور مختلف فصلون مین مختلف اپنے کام ظاہر کرتا ہے اُسی کی طاقت آسمان سے برستی ہے جو **مینہ** کہلاتی ہے اور خشک زمین کو سرسبز کر دیتی ہے اور پیاسون کو **سیراب** کر دیتی ہے **اُسی** کی طاقت آگ مین ہو کر جلاتی ہے اور ہوا مین ہو کر دم کو تازہ کرتی اور پہولون

کو شگفتہ کرتی اور بادلون کو اُٹھاتی اور آواز کو کانون تک پہنچاتی ہے یہ **اُسی** کی طاقت ہے کہ زمین کی شکل مین مجسّم ہو کر نوع انسان اور حیوانات کو اپنی پشت پر اُٹھا رہی ہے مگر کیا یہ **چیزین خدا ہین**؟ نہین بلکہ **مخلوق** مگر اُن کے اجرام مین خدا کی طاقت ایسے طور سے پیوستہ ہو رہی ہے کہ جیسے قلم کے ساتھہ ہاتھہ ملا ہوا ہے اگرچہ ہم کہہ سکتے ہین کہ قلم لکھتی ہے مگر قلم نہین لکھتی بلکہ ہاتھہ لکھتا ہے یا مثلاً ایک لوہے کا ٹکڑا جو آگ مین پڑ کر آگ کی شکل بنگیا ہے ہم کہہ سکتے ہین کہ وہ جلاتا ہے اور روشنی بھی دیتا ہے مگر دراصل وہ صفات اسکی نہین بلکہ آگ کے ہین اسی طرح تحقیق کی نظر سے یہ بھی سچ ہے کہ جس قدر اجرام فلکی و عناصر ارضی بلکہ ذرہ ذرہ عالم سفلی اور علوی کا مشہود اور محسوس ہے یہ سب باعتبار اپنی مختلف خاصیتون کے جو انمین پائی جاتی ہین خدا کے نام ہین اور خدا کی صفات ہین اور خدا کی طاقت ہی جو انکے اندر پوشیدہ طور پر جلوہ گر ہے اور یہ سب ابتدا مین اُسی کے کلمے تھے جو اسکی قدرت نے انکو مختلف رنگون مین ظاہر کر دیا - نادان سوال کریگا کہ خدا کے کلمے کیونکر مجسّم ہوئے کیا خدا انکے علیحدہ ہونے سے کم ہوگیا مگر اُسکو سوچنا چاہیئے کہ آفتاب سے جو ایک **آتشی شیشی**+ آگ حاصل کرتی ہے وہ آگ کچھہ آفتاب مین سے **کم** نہین کرتی - ایسا ہی جو کچھہ چاند کی تاثیر سے پہلون مین فربہی آتی ہے وہ چاند کو دُبلا نہین کر دیتی - یہی خدا کی معرفت کا ایک **بھید** اور تمام نظام روحانی کا **مرکز** ہے کہ خدا کے کلمات

+ حاشیہ آریہ صاحبان کا یہ عقیدہ ہے کہ پرمیشر نے زمین اور آسمان کی کسی چیز کو پیدا نہین کیا صرف موجودہ چیزون کو جو قدیم سے تھے نہین باہم جوڑا ہے جیسا کہ جیو جو قدیم سے اور انادی ہے اور پرمانو یا پرکرتی جو اجسام کے چھوٹے چھوٹے حصے ہین اور قدیم اور انادی ہین - مگر ہم ایسے اعتقاد کی وجہ سے اس قدر آریہ صاحبون پر غصہ نہین کرتے جس قدر ہمین انکی بے نصیبی پر رحم آتا ہے کیونکہ جب کہ اُنہون نے خدا تعالیٰ کی قدرت ایجاد کو شناخت نہین کیا تو کیا شناخت کیا اور کونسا سچا اور کامل **گیان** اونکو حاصل ہوا - وہ خدا جس نے اسقدر بڑے بڑے **اجرام آسمان** مین پیدا کئے جیسے سورج اور چاند اور اس قدر ستارے پیدا کئے جن کا ابتک انسانون کو پتہ نہین لگا -

✻ کوئی محبت بغیر مشاہدہ حسن یا احسان کے پیدا نہین ہوسکتی اور کوئی گناہ بغیر خدا کی محبت اور اندیشہ اسکی ناراضگی کے دور نہین ہو سکتا محبت گناہ کو ایسا جلاتی ہو جیسا کہ آگ میل کو جس سونے کو ہر روز آگ مین ڈالوگے کیا اسپر کوئی میل رہ سکتی ہے ! مگر وہ شخص جو نہ خدا کے حسن کا قایل ہے یعنی اسکو پورا واقف نہین جانتا اور نہ خدا کے احسان کا قایل ہے یعنی یقین نہین رکھتا جو اسکی روح جو اُسکے اندر بول رہی ہے وہ خدا سے ہے وہ خاک اپنے پرمیشر سے محبت کریگا - منہ

سے ہی دُنیا کی پیدائش ہے جبکہ یہ بات طے ہو چکی اور خود قرآن شریف نے یہ علم ہمیں عطا کیا تو پھر میرے نزدیک ممکن ہے کہ ویدنے جو کچھہ آگ کی تعریف کی یا ہوا کی تعریف کی یا سورج کی مہما اور اُستت کی اُسکا یہی مقصد ہوگا کہ **الٰہی طاقت** ایسے شدید تعلق سے اُن کے اندر کام کر رہی ہے کہ درحقیقت اُسکے مقابل وہ سب **اجرام بطور چھلکے** کے ہیں اور وُہ **مغز** ہے اور سب صفات اُسی کی طرف رجوع کرتی ہیں اسلئے اسی کا نام آگ رکھنا چاہیئے اور اسی کا نام پانی اور اسی کا نام ہوا کیونکہ ان کے فعل انکے فعل نہیں بلکہ یہ سب اُس کے فعل ہیں اور اِن کی طاقتیں اُن کی طاقتیں نہیں بلکہ یہ سب اُسکی طاقتیں ہیں جیسا کہ سورۃ فاتحہ کی اِس آیت میں کہ الحمد للہ رب العالمین اسی کی طرف اشارہ ہے یعنے مختلف رنگوں اور پیرایوں اور عالموں میں جو دنیا کا نظام قایم

بقیہ حاشیہ

کیا وہ پیدا کرنے میں کسی مادّہ کا محتاج تھا- جب میں ان بڑے بڑے اجرام کو دیکھتا ہوں اور انکی عظمت اور عجائبات پر غور کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ صرف ارادہ الٰہی سے اور اسکے اشارہ سے ہی سب کچھہ ہو گیا تو میری رُوح بے اختیار بول اُٹھتی ہے کہ اے ہمارے قادر خدا تو کیا ہی بزرگ قدرتوں والا ہے تیرے کام کیسے عجیب اور وراء العقل ہیں- نادان ہے وہ جو تیری قدرتوں سے انکار کرے اور احمق ہے وہ جو تیری نسبت یہ اعتراض پیش کرے کہ اس نے ان چیزوں کو کس مادہ سے بنایا- افسوس کہ آریہ صاحبان یہ نہیں خیال کرتے کہ اگر خدا کو مخلوق کی بنانے میں انسانی اسباب کی پابندی ضروری ہے تو پھر وہ جیسے بغیر مادہ کے کچھہ بنا نہیں سکتا ویسا ہی وہ بغیر کسی کافی وقت کے کچھہ بنا نہیں سکتا پس اس صورت میں جیسا کہ ہم ایک دیوار کے بنانے میں اندازہ کرتے ہیں کہ ایک معمار اتنے دنوں میں اسکو تیار کر سکتا ہے اس سے پہلے نہیں- ایسا ہی ہمیں یہ اندازہ کرنا پڑیگا کہ خدا کو مثلاً سورج یا چاند بنانے میں اس قدر وقت کی ضرور حاجت پڑی ہوگی اور اس سے پہلے اسکے لئے غیر ممکن ہوگا کہ کچھہ بنا سکے مگر ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کے لئے یہ حدیں مقرر کرنا اور کسی خاص اندازہ وقت کی طرف کسی کام کے لئے اوس کو محتاج سمجھنا کفر ہے اور گو وہ اپنی مرضی سے کوئی کام جلدی سے کرے یا دیر سے مگر وہ وقت کا محتاج نہیں- پس اس صورت میں

رکھنے کے لئے زمین آسمان کی چیزین کام کر رہی ہین یہ وہ نہین کام کرتین بلکہ خدائی طاقت ان کے نیچے کام کر رہی ہے جیسا کہ دوسری آیت مین بھی فرمایا صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ یعنے دنیا ایک شیش محل ہے جسکے شیشون کے نیچے زور سے پانی چل رہا ہے اور نادان سمجھتا ہے کہ یہی شیشے پانی ہین حالانکہ پانی ان کے نیچے ہے۔ اور جیسا کہ قرآن شریف مین ایک تیسری جگہ بھی فرمایا وحملناهم فی البرّ والبحر یعنے یہ خیال مت کرو کہ زمین تمہین اٹھاتی ہے یا کشتیان دریا مین تمہین اٹھاتی ہین بلکہ ہم خود تمہین اوٹھا رہے ہین

خلاصہ مطلب یہ کہ ہم ان معنون کو جو اوپر بیان ہوئے وید کی نسبت قبول کر سکتے ہین اور ہم خیال کر سکتے ہین کہ جیسا کہ قرآن شریف نے ہمین ہدایت دی ہے

بقیہ حاشیہ وہ مادہ کا کیونکر محتاج ہو گیا۔ انسانی ضعف کے لئے جو منطق بنائی گئی ہے اُس منطق سے اسکے حق مین بھی کوئی نتیجہ نکالنا اس سے زیادہ کون سی حماقت ہو گی۔ مین ہرگز یقین نہین رکھتا کہ وید کی یہ تعلیم ہو بلکہ خاص پنڈت دیانند کے پیٹ سے یہ تعلیم نکلی ہے پنڈت صاحب نے جب دیکھا کہ بغیر روٹی کھانے کے وہ جی نہین سکتے اور بغیر پانی کے اونکی پیاس نہین بجھتی اور بغیر مشقت اور مغز خوری کے وید نہ پڑھ سکے تو انہون نے سمجھ لیا کہ جیسا وہ ایک چیز کے حصول کے لئے مادہ کے محتاج ہین ایسا ہی انکا پرمیشر بھی مادہ کا محتاج ہے انسان کا قاعدہ ہے کہ وہ دوسرے کے کامون کو اپنے نفس پر قیاس کر لیتا ہے چنانچہ بازاری عورتین ہرگز سمجھ نہین سکتین کہ دنیا مین پاک دامن اور پاک دل عورتین بھی ہوتی ہین جسکو آنکھین ملی ہین وہ آنکھون کے بعد اپنے تئین اندھا نہین کر سکتا اور جسکو کوئی حصہ گیان اور معرفت کا ملا ہے وہ پھر جہالت کو پسند نہین کر سکتا ہمنے صدہا امور اپنی آنکھون سے ایسے خارق عادت دیکھے ہین کہ اگر ہم بعد اسکے گواہی نہ دین کہ درحقیقت ہمارا خدا قادر مطلق ہے اور کسی مادہ کا محتاج نہین تو ہم سخت گنہگار ہونگے شائد چودہ سال کے قریب ہو گیا ہے یا کم زیادہ جو مینے دیکھا تھا کہ عالم کشف مین ایک کاغذ پر مینے بعض باتین لکھی ہین اس غرض سے کہ ایسے طور سے وہ ہو جائین

وید کا بہی یہی مدعا ہے مگر دو باتون کا ثابت ہونا ضروری ہے (۱) اول یہہ کہ وید کا بہی یہی مذہب ہو جو قرآن نے ظاہر کیا ہے کہ یہ سب چیزین کیا آسمان کے اجرام اور کیا زمین کے عناصر اور کیا ذرہ ذرہ مخلوقات خدا کے ہاتہہ سے نکلے ہین کیونکہ اگر ایسا تسلیم نہ کرین تو پہر ان چیزون کی صفات پرمیشر کے صفات نہین ہو سکتے اور ان چیزون کے گن پرمیشر کے گن نہین کہلا سکتے - اور ان چیزون کی طاقتین پرمیشر کی طاقتین نہین کہلا سکتین مگر افسوس کہ آریہ سماجی اصول کے موافق ذرات یعنی پرمانو اور جیو یعنی روح یہ سب انادی اور قدیم اور غیر مخلوق ہین اسلئے انکے گن اور صفات اور خواص اور طاقتین بہی غیر مخلوق اور انادی ہین پرمیشر کو انمین کچہہ دخل نہین پس اگر وید کا یہی مذہب ہے تو ماننا پڑتا ہے کہ وید نے اگ کے صفات بیان کرکے آتش پرستی سکہائی ہے اور سورج کی استت اور مہما کرکے سورج پرستی سکہائی ہے ہان اگر ان سب چیزون کو پرمیشر سے نکلی ہوئی مان لین اور انکی طاقتین اسکی طاقتین مان لین تو پہر اعتراض باقی نہین رہتا اور یاد رہے کہ اسکے ساتہہ دوسری شرط بہی ہے اور وہ یہ ہے کہ وید مین ان صد ہا شرتیون کے مقابل جنمین سورج اور اگ وغیرہ کی استت و مہما موجود ہے پچاس یا ساٹھہ یا ستر ایسی شرتیان بہی پائی جائین جنکا یہ مطلب ہو کہ یہ چیزین ہرگز پرستش کے لائق نہین اور نہ ان سے مراد مانگ سکتے ہین - ان دو باتون کے ثابت ہونے سے وید اس لائق ہوگا کہ اس الزام سے اسکو بری کر دیا جائے اور وہ فرد قرارداد جرم اسپر سے اٹہائی جائے جو بڑے بڑے اہل الرائے اسپر لگا رہے ہین اور اگر یہ باتین ثابت نہین تو الزام ثابت ہے -

---

اور مینے دیکہا کہ مینے وہ تحریر اپنے قادر خدا کے روبرو پیش کی کہ اسپر دستخط کر دین کہ ایسا ہی ہو جائے تب میرے خدا نے ایک قلم سے ایک سرخی کی سیاہی سے جو خون کے مانند تہی اور مین خیال کرتا تہا کہ وہ خون ہی ہے اسپر دستخط اپنے کر دیئے اور دستخط سے پہلے قلم کو چہڑک دیا اور وہ چہینٹے خون کے میرے پر پڑے تب مین حمد اور شوق محبت سے میری آنکہ کہل گئی کہ خدا نے میرا منشا پورا کیا اور میری تحریر پر بے تامل دستخط کر دئے - اسوقت میرے پاس ایک دوست موجود تہا یعنی میان عبد اللہ سنوری اس نے شور مچایا کہ یہ قطرے سرخ کہان سے گرے اور جیسا کہ عالم کشف مین دیکہا تہا درحقیقت خارج مین بہی وہ سرخ قطرے گرے بلکہ میری کرتہ پر پڑے تہے اور کچہہ عبد اللہ پر بہی - اب بتلاؤ کہ یہ تو تمام کشفی معاملہ تہا ظاہر مین ان خونی قطرون کا وجود کیونکر پیدا ہو گیا اور کس مادہ سے وہ خون پیدا ہوا آریہ صاحبان بجز اسکے کیا جواب دے سکتے ہین کہ یہ قصہ جہوٹہا ہے اور آپ بنا لیا ہے اور یہی قصہ مینے سرمہ چشم آریہ مین لکہا ہے کیونکہ انہین دنون مین وہ کتاب تالیف ہوئی تہی اور چونکہ عین آریہ صاحبون کے مقابل پر یہ نشان ظاہر ہوا تہا اسلئے میرے خیال مین یہ پنڈت لیکہرام کے مارے جانیکی طرف اشارہ تہا اور طاعون کے وقوع کیطرف بہی اشارہ تہا - اسی طرح صد ہا نشان ہین جو ایسی قدرتون پر دلالت کرتے ہین جو بغیر مادہ کے ظہور مین آئین جنسے یہ قدرتین پیدا کہین اسنے خدا کا کیا

پھر ایک اور اعتراض آریہ صاحبوں کے اصول پر ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اسپر بھی توجہ کریں گے اور وہ یہ ہے کہ یہ قرار دیا گیا ہے کہ گو دنیا کیلئے ایک انادی اور ابدی سلسلہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا لیکن پرمیشر نے قدیم سے یہی طریق مقرر کر رکھا ہے کہ ہمیشہ وہ سنسکرت زبان میں اور آریہ ورت ہی میں آسمانی کتاب پیدایش کے ابتدا میں بھیجتا رہتا ہے یہ مقولہ تین طور سے غلط ہے اوّل خدا تعالےٰ کی رحمت عامہ کے برخلاف ہے یعنے جس حالت میں دنیا میں مختلف بلاد اور مختلف زبانیں پائی جاتی ہیں اور ایک ملک کے باشندے دوسری قوم کی زبان سے ناآشنا ہیں بلکہ اس زمانہ سے پہلے تو یہ حالت رہی ہے کہ ایک ملک دوسرے ملک کے وجود سے بھی بیخبر تھا اور آریہ ورت میں یہ خیال تھا کہ ہمالہ پہاڑ کے پرے کوئی آبادی نہیں تو اس صورت میں جبکہ دنیا کے تفرقہ کی یہ صورت تھی ہمیشہ اور کروڑہا برسوں سے آسمانی کتاب کو ایک ہی ملک تک محدود رکھنا یہ خدا کی اُس رحمت کے برخلاف ہے جو اس کے رب العالمین ہونے کی شان کو زیبا ہے اور اس کے برخلاف جو قرآن شریف نے فرمایا ہے وہ نہایت معقول اور قرین انصاف ہے اور وہ یہ کہ وہ فرماتا ہے۔ وان من امّة الا خلا فیھا نذیر یعنے کوئی بستی اور کوئی آباد ملک نہیں جس میں پیغمبر نہیں بھیجا گیا اور پھر فرماتا ہے یتلوا صحفا مطھرة فیھا کتب قیمہ۔ یعنے یہ کتاب جو قرآن شریف ہے یہ مجموعہ ان تمام کتابوں کا ہے جو پہلے بھیجی گئی تھیں۔ اس آیت سے مطلب یہ ہے کہ خدا نے پہلے متفرق طور پر ہر ایک امت کو جدا جدا دستور العمل بھیجا اور پھر چاہا کہ جیسا کہ خدا ایک ہے وہ بھی ایک ہو جائیں تب سب کو اکٹھا کرنے کے لئے قرآن کو بھیجا اور خبر دی کہ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ خدا تمام قوموں کو ایک قوم بنا دے گا اور تمام ملکوں کو ایک ملک کر دے گا اور تمام زبانوں کو ایک زبان بنا دے گا سو ہم دیکھتے ہیں کہ دن بدن دنیا اس صورت

کے قریب آتی جاتی ہے اور مختلف ملکوں کے تعلقات بڑھتے جاتے ہیں۔ سیاحت کے لئے وہ سامان میسر آگئے ہیں جو پہلے نہیں تھے خیالات کے مبادلہ کے لئے بڑی بڑی آسانیاں ہوگئی ہیں ایک قوم دوسری قوم میں ایسی دھنس گئی ہے کہ گویا وہ دونوں ایک ہونا چاہتی ہیں۔ بڑے اور مشکل سفر بہت سہل اور آسان ہوگئے ہیں۔ اب روس کی طرف سے ایک ریل طیار ہو رہی ہے کہ جو چالیس دن میں تمام دنیا کا دورہ ختم کرلے گی۔ اور خبررسانی کے خارق عادت ذریعے پیدا ہوگئے ہیں اس سے پایا جاتا ہے کہ خداتعالیٰ ان مختلف قوموں کو جو کسی وقت ایک تھیں پھر ایک ہی بنانا چاہتا ہے تا پیدایش کا دائرہ پورا ہو جائے اور تا ایک ہی خدا ہو اور ایک ہی نبی ہو اور ایک ہی دین ہو۔ یہ بات نہایت معقول ہے کہ تفرقہ کے زمانہ میں خدا نے جدا جدا ہر ایک ملک میں نبی بھیجے اور کسی ملک سے بخل نہیں کیا لیکن آخری زمانہ میں جب تمام ملکوں میں ایک قوم بننے کی استعداد پیدا ہوگی تب سب ہدایتوں کو اکٹھا کر کے ایک ایسی زبان میں جمع کر دیا جو وہ ام الالسنہ ہے یعنے زبان عربی۔ کیا کوئی کانشنس اس بات کو تسلیم کر سکتا ہے کہ سنسکرت زبان اور آریہ ورت میں تو کروڑہا مرتبہ وید نے جو بقول آریہ پرمیشر کا کلام ہے جنم لیا لیکن کسی اور زبان میں اور کسی اور ملک میں ایک مرتبہ بھی اس کا ظہور نہ ہوا۔ اگر تناسخ کا مسئلہ کچھ چیز ہے تو اس سے ہی ثبوت دینا چاہیے کہ پرمیشر نے اس ملک کے لوگوں سے اسقدر کیوں پیار کیا اور دوسرے ملکوں سے کیوں ایسی بیگانگی ظاہر فرمائی کون سے عمدہ اور پاک کرم یہ ملک ہمیشہ کرتا رہا ہے جنکی وجہ سے یہ وید کی عزت ہمیشہ اس کو دی جاتی ہے کیا پرمیشر جانتا ہے یا نہیں کہ دوسرے ملک بھی اس بات کے محتاج ہیں کہ کبھی انکی زبان میں بھی کلام الہی نازل ہوا اور انمیں بھی وحی الہی پانیوالے پیدا ہوں اور اگر جانتا ہے تو پھر کیا وجہ کہ ہمیشہ وید آریہ ورت میں ہی آتا ہے اور

سنسکرت زبان میں ہی ہوتا ہے بیان تو کرنا چاہیے کہ یہ یکپش بات کیوں ہے اور دوسرے ملکوں کا کیا گناہ ہے جن کی قسمت میں یہ نعمت نہیں اور ہمیشہ کے لئے وہ اس فخر سے بے نصیب ہیں کہ ان کے ملک میں اور انکی زبان میں خدا کی کتاب نازل ہو۔

پھر دوسرا پہلو اعتراض کا یہ ہے کہ اگر فرض محال کے طور پر یہ بھی خیال کیا جائے کہ وید کل دنیا کے لئے آیا ہے اور خدا تعالیٰ پر یہ بخل جائز رکھا جائے کہ اس نے دوسرے ملکوں اور قوموں کو اپنے شرف مکالمہ سے ہمیشہ کے لئے محروم رکھا تو اس صورت میں اسقدر تو چاہیے تھا کہ پرمیشر وہ زبان اختیار کرتا جو تمام زبانوں کی ماں ہو اور زندہ زبان ہو نہ سنسکرت کہ کسی طرح وہ تمام زبانوں کی ماں نہیں کہلا سکتی اور نہ وہ زندہ زبان ہے بلکہ مدت ہوئی کہ مرگئی اور کسی ملک میں وہ بولی نہیں جاتی۔ ہاں یہ درجہ ام الالسنہ ہونے کا عربی زبان کو حاصل ہے اور وہی آج اُن تمام زبانوں میں سے جنیں آسمانی کتابیں بیان کی جاتی ہیں زندہ زبان ہے اور ہم نے بڑی تحقیق سے تمام زبانوں کا مقابلہ کر کے بہت سے قوی دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ درحقیقت عربی زبان ہی ام الالسنہ ہے۔ اس لئے وہی زبان اس لائق ہے کہ کل قوموں کو اُس زبان میں مخاطب کیا جائے اور ہم نے عربی زبان کے ام الالسنہ ہونیکے بارہ میں ایک کتاب تالیف کی ہے اور جو شخص اس کتاب کو پڑھیگا میں خیال نہیں کرتا کہ بجز تسلیم کے کسی طرف اسکو گریز کی راہ مل سکے کیونکہ اس میں اعلیٰ درجہ کی تحقیقاتوں سے اور ہزارہا مفردات کے مقابلہ سے اور نیز اُس علمی خزانہ سے جو عربی مفردات میں پایا جاتا ہے عربی کا تمام زبانوں کی ماں ہونا ثابت کر دیا ہے۔

تیسری وجہ آریہ صاحبوں کے اس اصول کے غلط ہونیکی کہ وید پر پرمیشر کی مہر لگ چکی ہے اور اس کے بغیر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہے ہمارا ذاتی تجربہ ہمارے ہاتھ میں ہے کہ قریباً ہر روز خدا تعالیٰ ہم سے کلام کرتا ہے اور اپنے اسرار غیب اور علوم

معرفت سے مطلع فرماتا ہے ۔ پس اگر یہ لاف وگزاف درحقیقت ویدمیں ہی کہ آیندہ وحی کا دروازہ بند ہو گیا تو بعد اس کے ہمیں اس کے جھوٹا ہونے کیلئے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں کیونکہ امور مشہودہ محسوسہ کے برخلاف کہنے والا بالیقین کاذب اور سخت کاذب ہوتا ہے جس عالیشان وحی سے ہمیں خدا نے مشرف کیا ہے ہم وید میں اس کا نمونہ نہیں دیکھتے ۔ یہ کلام خارق عادت باتوں اور غیب سے پر ہے جیسا کہ سمندر پانی سے اور اکثر عربی میں جو نبوت کے کلام کی تخت گاہ ہے نازل ہوتا ہے اور کبھی اردو میں اور کبھی فارسی میں اور بعض اوقات انگریزی زبان میں بھی ہوا ہے اور اگر آریہ صاحبان یہ کہیں کہ کونسا نشان ہے جس سے معلوم ہو کہ یہ خدا کا کلام ہے سو ہم کہتے ہیں کیا پنڈت لیکھرام کے متعلق جو پیشگوئی تھی جس میں اس کے مارے جانیکا دن اور تاریخ بھی درج تھی کیا وہ آریہ صاحبوں کو بھول گئے کیا وہ ایک ہی پیشگوئی آریہ صاحبوں کیلئے کافی نہیں تھی اور ایسی پیشگوئیاں ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اور ایک فوج گواہوں کی انکے ساتھ ہے جن میں سے کئی معزز آریہ بھی ہیں ۔ پس اس سے زیادہ ہم خدا کے مکالمہ کا اور کیا ثبوت دے سکتے ہیں بلکہ ہم اسی جگہ کے چند آریہ صاحبوں کو بلکہ کئی لاکھ اور آریہ صاحبوں کو بھی گواہی کے لئے پیش کرتے ہیں ۔

اور اس جگہ اس بات کا ذکر کرنا بھی نامناسب نہ ہو گا کہ بعض نادان ایک لاکھ پیشگوئی کے مقابل پر ایک دو پیشگوئیوں کا ذکر کر کے کہتے ہیں کہ وہ پوری نہیں ہوئیں لیکن یہ خود اُن کا قصور فہم ہی بلکہ کوئی بھی ایسی پیشگوئی نہیں کہ وہ اپنے الفاظ کیمطابق پوری نہیں ہو چکی یا اسمیں سے کوئی حصہ پورا نہیں ہو چکا جو دوسرے حصے کے کسی وقت پورا ہو جانے پر گواہ ہے ۔ سچی گواہی کو چھپانا اور جھوٹی حجتیں پیش کرنا اُن لوگوں کا کام نہیں جو خدا سے ڈرتے ہیں ۔ خاصکر آریہ صاحبوں کو وہ نشان فراموش نہیں کرنا چاہیے جو خدا نے اُن کو اپنے زبردست ہاتھ سے دکھلایا اور کئی کروڑ انسانوں کو اسپر گواہ کیا ۔ ایسے زبردست نشانوں کا انکار کر کے پھر تکذیب کرنا یہ خدا کے ساتھ لڑائی ہے ۔

وید کی یہ تعلیمیں ہم نے بطور نمونہ کے بیان کی ہیں اور ہم لکھ چکے ہیں کہ قرآن شریف کی تعلیمیں اس کے مخالف ہیں وہ دنیا میں توحید قائم کرنے آیا ہے اس میں توحید کی تعلیم شمشیر برہنہ کی طرح ہی اسکو اول سے آخر تک پڑھو وہ یہ نہیں سکھلاتا کہ خدا کے بغیر کسی چیز کی پرستش کرو اور اس سے مرادیں مانگو اور اسکی مہما اور

نمبر ۲

ہر ایک نفس کمبارہ میں اسکی ذات کے متعلق اور نیز بنی نوع اور قوم کے متعلق عیسائی صاحبوں اور آریہ صاحبوں کی کیا تعلیم ہے اور قرآن شریف کی کیا تعلیم

عیسائی صاحبوں کی تعلیم کو اسجگہ مفصل لکھنے کی ضرورت نہیں خون مسیح اور کفارہ کا ایک ایسا مسئلہ ہے جسنے انکو نہ صرف تمام مجاہدات اور ریاضات سے فارغ کر دیا ہے بلکہ اکثر دلوں کو گناہوں کے ارتکاب پر ایک دلیری بھی پیدا ہو گئی ہے کیونکہ جبکہ عیسائی صاحبوں کے ہاتھہ میں قطعی طور پر گناہ ہو بخشے جانے کا ایک نسخہ ہے یعنی خون مسیح تو صاف ظاہر ہے کہ اس نسخہ نے قوم میں کیا کیا نتائج پیدا کئے ہوں گے اور کسقدر نفس امارہ کو گناہ کرنے کے لئے ایک جرأت پر آمادہ کر دیا ہوگا۔ اس نسخہ نے جسقدر یورپ اور امریکہ کی عملی پاکیزگی کو نقصان پہونچایا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ اسکے بیان کرنے کی مجھے ضرورت نہیں بالخصوص جب سے اس نسخہ کی دوسری جز شراب بھی اسکے ساتھہ ملحق ہو گئی ہے تب سے تو یہ نسخہ ایک خطرناک اور بھڑکنے والا مادہ بن گیا ہے اسکی تائید میں یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے ہر ایک سچے عیسائی کا یہ فرض ہے کہ وہ بھی شراب پیوے اور اپنے مرشد کی پیروی کرے۔

غرض اس نسخہ کے استعمال سے ان ملکوں کی عملی پاکیزگی پر جو زلزلہ آیا ہے اور جو کچھہ تباہی قوم میں پھیلی ہے اس کے ذکر کرنے سے بھی بدن کانپتا ہے۔ افسوس کہ شراب اور کفارہ دونوں ملکر ایک ایسا تیز اور جلد مشتعل ہونیوالا بارود ہو گیا ہے جسکے آگے تقویٰ اور طہارت باطنی یوں اڑہ جاتی ہے جیسے سخت آندھی کے آگے خس و خاشاک۔ اور اسمیں اندرونی پاکیزگی کے اڑانے کے لئے اُس توپ سے بھی زیادہ قوت ہے جو دس میل سے مار کر سکتی ہے کیونکہ توپیں تو اکثر

دو تین میل تک فیر کر سکتے ہیں مگر ان توپوں کی زد تو دس ہزار میل سے بھی زیادہ تک پہونچگئی ہے۔ یورپ کی شراب کی گرم بازاری نے اس ملک کو بھی شریک کر لیا ہے۔ زیادہ بیان کی حاجت نہیں۔ پھر علاوہ اسکے عورتوں کی عام بے پردگی نے اس توپ کا زن و مرد کو نشانہ بنادیا ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ پاک دل رکھنے والے اور خدا سے ڈرنے والے دنیا میں بہت کم لوگ ہوتے ہیں۔ اور اکثر انسان اُس کُتّے سے مشابہ ہیں جو دودھ یا کسی اور عمدہ چیز کو دیکھکر اُسمیں مُنہ ڈالنے سے صبر نہیں کر سکتا نفس غالب اور شہوت طالب اور آنکھیں اندھی ہوتی ہیں اور شراب ایسے جذبات کو اور بھی بانس پر چڑھا دیتی ہے۔ تب خدا تعالیٰ کا خوف دل میں سے جاتا رہتا ہے۔ اور جوانی کے دن اور جذبات کے ایّام اور تیز شرابوں کے جام اندھا کر دیتے ہیں۔ اس صورت میں جوان مردوں اور جوان عورتوں کا اس طور سے بلا تکلّف ملاپ ہونا گویا کہ وہ میاں بیوی ہیں ایسی قابلِ شرم خرابیاں پیدا کرتا ہے جنسے اب یورپ بھی دن بدن واقف ہوتا جاتا ہے آخر جیسے بہت سی تجارب کے بعد طلاق کا قانون پاس ہوگیا ہے اسی طرح کسی دن دیکھ لوگے کہ تنگ آکر اسلامی پردہ کے مشابہ یورپ میں بھی کوئی قانون شائع ہوگا ورنہ انجام یہ ہوگا کہ چارپایوں کیطرح عورتیں اور مرد ہوجائیں گے۔ اور مشکل ہوگا کہ یہ شناخت کیا جائے کہ فلاں شخص کس کا بیٹا ہے اور وہ لوگ کیونکر پاک دل ہوں۔ پاک دل تو وہ ہوتے ہیں جن کی آنکھوں کے آگے ہر وقت خدا رہتا ہے اور نہ صرف ایک موت انکو یاد ہوتی ہے بلکہ وہ ہر وقت عظمت الٰہی کے اثر سے مرتے رہتے ہیں مگر یہ حالت شراب خوری میں کیونکر پیدا ہو۔ شراب اور خدا ترسی ایک وجود میں اکٹھی نہیں ہو سکتی۔ خون مسیح کی دلیری اور شراب کا جوش تقویٰ کی بیخکنی میں کامیاب ہوگیا ہے۔ ہم اندازہ نہیں لگا سکتے کہ آیا کفارہ کے مسئلہ نے یہ خرابیاں زیادہ پیدا کی ہیں یا شراب نے۔ اگر اسلام کیطرح پردہ کی رسم ہوتی تو پھر بھی کچھہ پردہ رہتا۔ مگر یورپ تو پردہ کی رسم کا دشمن ہے۔ ہم یورپ کے

اس فلسفہ کو سمجھہ نہیں سکتے اگر وہ اس اصرار سے باز نہیں آتے تو شوق سے شراب پیا کریں کہ اُسکے ذریعہ سے کفارہ کے فوائد بہت ظاہر ہوتے ہیں۔ کیونکہ مسیح کے خون کے سہارے پر جو لوگ گناہ کرتے ہیں شراب کے وسیلہ سے اُنکی میزان بڑہتی ہے۔ ہم اس بحث کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتے کیونکہ فطرت کا تقاضا الگ الگ ہے ہمیں تو ناپاک چیز کے استعمال سے کسی سخت مرض کے وقت بھی ڈر لگتا ہے۔ چہ جائیکہ پانی کی جگہ بھی شراب پی جائے۔ مجھے اسوقت ایک اپنا سرگذشت قصہ یاد آیا ہے اور وہ یہہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے۔ اور بعض وقت سَو سَو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آیا ہے اور بوجہ اسکے کہ پیشاب میں شکر ہے کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے۔ اور کثرت پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہونچتی ہے۔ ایکدفعہ مجھے ایک دوست نے یہہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لئے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دیجائے میں نے جواب دیا کہ یہ آپنے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کہانیکی عادت کرلوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نکہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تہا اور دوسرا افیونی۔

پس اسطرح جب مینے خدا پر توکل کی تو خدا نے مجھے اِن خبیث چیزوں کا محتاج نہیں کیا۔ اور بارہا جب مجھے غلبہ مرض کا ہوا تو خدا نے فرمایا کہ دیکھہ مینے تجھے شفا دیدی۔ تب اُسی وقت مجھے آرام ہو گیا۔ انہیں باتوں سے میں جانتا ہوں کہ ہمارا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔* جہوٹے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ نہ اُسنے روح پیدا کی اور نہ ذرات اجسام۔ وہ خدا سے غافل ہیں ہم ہر روز اُسکی نئی پیدائش دیکھتے ہیں۔ اور ترقیات سے نئی نئی روح وہ ہم میں پہونکتا ہے۔ اگر وہ نیست سے ہست کرنیوالا نہ ہوتا تو ہم تو زندہ ہی مر جاتے۔ عجیب ہے وہ خدا جو ہمارا خدا ہے۔ کون ہے جو اسکی مانند ہے۔ اور عجیب ہیں اسکے کام۔ کون ہے جسکے کام اسکی مانند ہیں۔ وہ قادر مطلق ہے ہاں بعض وقت حکمت اُسکی

* انسان جبتک خود خدا کی تجلی سے اور خدا کے وسیلہ سے اُسکے وجود پر اطلاع نہ پاوے تب تک وہ خدا کی پرستش نہیں کرتا بلکہ اپنے خیال کی پرستش کرتا ہے محض خیال کی پرستش کرنا اندرونی گندگی کو صاف نہیں کرتا۔

ایک کام کرنیسے اُسے روکتی ہے۔ چنانچہ مثال کے طور پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے دو مرض دامنگیر ہیں۔ ایک جسم کے اوپر کے حصہ میں کہ سر درد اور دوران سر اور دوران خون کم ہو کر ہاتھ پیر سرد ہو جانا نبض کم ہو جانا۔ دوسرے جسم کے نیچے کے حصہ میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا یہ دونوں بیماریاں قریباً بیس برس سے ہیں۔ کبھی دُعا سے ایسی رخصت ہو جاتی ہے کہ گویا دور ہو گئیں۔ مگر پھر شروع ہو جاتی ہیں۔ ایکدفعہ میں نے دُعا کی کہ یہ بیماریاں بالکل دور کر دیجائیں تو جواب ملا کہ ایسا نہیں ہوگا۔ تب میرے دل میں خدا تعالےٰ کیطرف سے ڈالا گیا کہ مسیح موعود کے لئے یہ بھی ایک علامت ہے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ وہ دو زرد چادروں میں اُترے گا۔ سو یہ وہی دو زرد رنگ کی چادریں ہیں۔ ایک اوپر کے حصۂ بدن پر۔ اور ایک نیچے کے حصۂ بدن پر۔ کیونکہ تمام اہل تعبیر اسپر متفق ہیں کہ عالم کشف یا عالم رویا میں جو نبوت کا عالم ہے اگر زرد چادریں دیکھی جائیں تو اُنسے بیماری مراد ہوتی ہے۔ پس خدا نے نہ چاہا کہ یہ علامت مسیح موعود کی مجھ سے علیحدہ ہو۔

کوئی یہ خیال نہ کرے کہ ہم نے اسجگہ انجیل کی تعلیم کا ذکر نہیں کیا کیونکہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ مسیح صرف اپنے خون کا فائدہ پہونچانیکے لئے آیا تھا یعنی اس لئے کہ تا گناہ کرنیوالے اسکے مرنے سے نجات پاتے رہیں ورنہ انجیل کی تعلیم ایک معمولی بات ہے جو پہلے سے بائبل میں موجود ہے۔ گویا دوسرے لفظوں میں یہ کہنا چاہئے کہ یہ صرف دکھانے کے دانت ہیں۔ اسپر عمل کرنا مقصود ہی نہیں۔ اور یہی سچ ہے کیا عدالتیں اسپر عمل کرتی ہیں؟ کیا خود پادری صاحبان اسپر عمل کرتے ہیں؟ کیا عوام عیسائی اسکے پابند ہیں؟ ہاں کفارہ اور خون مسیح کے موافق ضرور عمل ہو رہا ہے۔ اور اس سے یورپ امریکہ دونوں فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔

علاوہ اس کے یہ بھی سخت غلطی ہے کہ انجیل کی تعلیم کو کامل کہا جائے۔ وہ انسانی فطرت کے درخت کی پورے طور پر آب پاشی نہیں کر سکتی اور صرف ایک شاخ کو

غیر موزون طور پر لمبی کرتی ہے اور باقی کو کاٹتی ہے۔ اور جن جن قوتوں کے ساتھہ انسان اس مسافر خانہ میں آیا ہے انجیل ان سب قوتوں کے مُربّی نہیں ہے۔ انسان کی فطرت پر نظر کر کے معلوم ہوتا ہے کہ اسکو مختلف قُویٰ اس غرض سے دئے گئے ہیں کہ تا وہ مختلف وقتوں میں حسب تقاضا محل اور موقعہ کے ان قُویٰ کو استعمال کرے مثلاً انسان میں منجملہ اور خلقوں کے ایک خلق بکری کی فطرت سے مشابہ ہے۔ اور دوسرا خلق شیر کی صفت سے مشابہت رکھتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ انسان سے یہ چاہتا ہے کہ وہ بکری بننے کی محل میں بکری بنجائے۔ اور شیر بننے کے محل میں وہ شیر بنجائے۔ اور خدا تعالیٰ ہرگز نہیں چاہتا کہ وہ ہر وقت اور ہر محل میں بکری ہی بنا رہے۔ اور نہ یہہ کہ ہر جگہ وہ شیر ہی بنا رہے۔ اور جیسا کہ وہ نہیں چاہتا کہ ہر وقت انسان سوتا ہی رہے یا ہر وقت جاگتا ہی رہے یا ہر دم کہاتا ہی رہے یا ہمیشہ کہانے سے مونہہ بند رکھے۔ اسی طرح وہ یہ بہی نہیں چاہتا کہ انسان اپنی اندرونی قُوّتوں میں سے صرف ایک قوت پر زور ڈالدے۔ اور دوسری قوتیں جو خدا کی طرف سے اسکو ملی ہیں اُنکو لغو سمجہے۔ اگر انسان میں خدا نے ایک قوّت حلم اور نرمی اور درگذر اور صبر کی رکھی ہے تو اُسی خدا نے اسمیں ایک قوّت غضب اور خواہش انتقام کی بہی رکھی ہے پس کیا مناسب ہے کہ ایک خداداد قوّت کو تو حَدّ سے زیادہ استعمال کیا جائے۔ اور دوسری قُوّت کو اپنی فطرت میں سے بکلی کاٹ کر پہینک دیا جائے۔ اس سے تو خدا پر اعتراض آتا ہے کہ گویا اُس نے بعض قوتیں انسان کو ایسی دی ہیں جو استعمال کے لایق نہیں۔ کیونکہ یہ مختلف قُوّتیں اُسی نے تو انسان میں پیدا کیں۔ پس یاد رہے کہ انسان میں کوئی بہی قُوّت بُری نہیں ہے۔ بلکہ اُنکی بد استعمالی بُری ہے۔ سو انجیل کی تعلیم نہایت ناقص ہے۔ جسمیں ایک ہی پہلو پر زور ڈالدیا گیا ہے علاوہ اسکے دعوی تو ایسی تعلیم کا ہے کہ ایکطرف طمانچہ کہا کر دوسری بہی پہیر دیں۔ مگر اس دعوے کے موافق عمل نہیں ہے مثلاً ایک پادری صاحب کو کوئی طمانچہ مار کر دیکہہ لے کہ پہر عدالت کے ذریعہ سے وہ کیا

کارروائی کراتے ہیں۔ پس یہ تعلیم کس کام کی ہے جبپر نہ عدالتیں چلسکتی ہیں نہ پادری چل سکتے ہیں۔ اصل تعلیم قرآن شریف کی ہے جو حکمت اور موقعہ شناسی پر مبنی ہے مثلاً انجیل نے تو یہ کہا کہ ہر وقت تم لوگوں کے طمانچے کہاؤ اور کسی حالتمیں شر کا مقابلہ نکرو۔ مگر قرآن شریف اسکے مقابل پر یہ کہتا ہے جزاء سیئة سیئة مثلها فمن عفی و اصلح فاجره علے اللہ۔ یعنی اگر کوئی تمہیں دُکھہ پہونچاوے مثلاً دانت توڑ دے یا آنکھہ پھوڑ دے تو اسکی سزا اسیقدر بدی ہے جو اُسنے کی لیکن اگر تم ایسی صورت میں گناہ معاف کردو کہ اُس معافی کا کوئی نیک نتیجہ پیدا ہو اور اس سے کوئی اصلاح ہو سکے یعنی مثلاً مجرم آئندہ اس عادت سے باز آجائے تو اس صورت میں معاف کرنا ہی بہتر ہے اور اس معاف کرنے کا خدا اسے اجر ملے گا۔

اب دیکھو اِس آیت میں دونوں پہلو کی رعایت رکھی گئی ہے۔ اور عفو اور انتقام کو مصلحت وقت سے وابستہ کردیا گیا ہے۔ سو یہی حکیمانہ مسلک ہے جبپر نظام عالم کا چل رہا ہے رعایت محل اور وقت سے گرم اور سرد دونوں کا استعمال کرنا ہی عقلمندی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ ہم ایک ہی قسم کی غذا پر ہمیشہ زور نہیں ڈال سکتے۔ بلکہ حسب موقعہ گرم اور سرد غذائیں بدلتے رہتے ہیں۔ اور جاڑے اور گرمی کے وقتوں میں کپڑے بھی مناسب حال بدلتے رہتے ہیں۔ پس اسیطرح ہماری اخلاقی حالت بھی حسب موقع تبدیلی کو چاہتی ہے۔ ایک وقت رعب دکہلانے کا مقام ہوتا ہے وہاں نرمی اور درگذر سے کام بگڑتا ہے اور دوسرے وقت نرمی اور تواضع کا موقع ہوتا ہے اور وہاں رُعب دکہلانا سفلہ پن سمجہا جاتا ہے بغرض ہر ایک وقت اور ہر ایک مقام ایک بات کو چاہتا ہے۔ پس جو شخص رعایت مصالح اوقات نہیں کرتا وہ حیوان ہے نہ انسان اور وہ وحشی ہے نہ مُہذّب۔

اب ہم آریہ مذہب میں کلام کرتے ہیں کہ اسمیں انسانی پاکیزگی اور انسانی نیک چلنی کے لئے کیا تعلیم ہے۔ پس واضح ہو کہ آریہ سماج کے اصولوں میں سے نہایت

قبیح اور قابل شرم نیوگ کا مسئلہ ہے۔ جسکو پنڈت دیانند صاحب نے بڑی جرأت سے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں درج کیا ہے۔ اور وید کی قابل فخر تعلیم اسکو ٹھہرایا ہے۔ اور اگر وہ اس مسئلہ کو صرف بیوہ عورتوں تک محدود رکھتے۔ تب بھی ہمیں کچھہ غرض نہیں تھی کہ ہم اس میں کلام کرتے مگر انہوں نے تو اس اصول انسانی فطرت کے دشمن کو انتہا تک پہونچا دیا اور حیا اور شرم کے جامہ سے بالکل علیحدہ ہوکر یہ بھی لکھہ دیا۔ کہ ایک عورت جو خاوند زندہ رکھتی ہے۔ اور وہ کسی بدنی عارضہ کی وجہ سے اولاد نرینہ پیدا نہیں کر سکتا مثلاً لڑکیاں ہی پیدا ہوتی ہیں یا بباعث رقت منی کے اولاد ہی نہیں ہوتی یا وہ شخص گو جماع پر قادر ہے۔ مگر بانجھہ عورتوں کی طرح ہے یا کسی اور سبب سے اولاد نرینہ ہونے میں توقف ہو گئی ہے تو ان تمام صورتوں میں اسکو چاہیئے کہ اپنی عورت کو کسی دوسرے سے ہمبستر کرا دے اور اسطرح پر وہ غیر کے نطفہ سے گیارہ٭ بچے حاصل کر سکتا ہے گویا قریباً بیس برس تک اسکی عورت دوسرے سے ہم بستر ہوتی رہے گی جیسا کہ ہمنے مفصل کتاب کے حوالہ سے یہ تمام ذکر اپنے رسالہ آریہ دہرم میں کر دیا ہے اور حیا مانع ہے کہ ہم اسجگہ وہ تمام تفصلیں لکھیں۔ غرض اس عمل کا نام نیوگ ہے۔

اب ظاہر ہے کہ یہ اصول انسانی پاکیزگی کی بیخکنی کرتا ہے۔ اور اولاد پر ناجائز ولادت کا داغ لگاتا ہے۔ اور انسانی فطرت اس بیحیائی کو کسیطرح قبول نہیں کر سکتی کہ ایک انسان کی ایک عورت منکوحہ ہو جسکے بیاہنے کے لئے وہ گیا تھا۔ اور والدین نے صدہا یا ہزارہا روپیہ خرچ کرکے اسکی شادی کی تھی جو اس کے ننگ و ناموس کی جگہ تھی اور اسکی عزت و آبرو کا مدار تھا وہ باوجودیکہ اسکی بیوی ہے اور وہ خود زندہ موجود ہے اسکے سامنے رات کو دوسرے سے ہم بستر ہووے اور غیر انسان اسکے ہوتے ہوئے اسی کے مکان میں اسکی بیوی سے مونہہ کالا کرے اور وہ آوازیں سنے اور خوش ہوکہ اچھا کر رہا ہے اور یہ تمام ناجائز حرکات اسکی آنکھوں کے سامنے ہوں۔ اور اسکو کچھہ بھی جوش نہ آوے۔ اب بتلاؤ کہ کیا ایسا

٭ مجھے ٹھیک ٹھیک معلوم نہیں کہ نیوگ میں یعنی اپنی بیوی کو دوسرے سے ہمبستر کروا کر صرف گیارہ بچوں تک لینے کا حکم ہے یا زیادہ۔ مدت ہوئی کہ مینے ستیارتھ پرکاش میں پڑھا تو تھا مگر حافظہ اچھا نہیں۔ یاد نہیں۔

شخص جسکی منکوحہ اور سہروں کے ساتھہ بیاہی ہوئی بیوی اسکی آنکھوں کے سامنے دوسری کے ساتھہ خراب ہو۔ کیا اسکی انسانی غیرت اس بیحیائی کو قبول کریگی دیکھو راجہ رام چندر نے اپنی بیوی سیتا کے لئے کسقدر غیرت دکھلائی۔ حالانکہ راون ایک برہمن تہا اور سیتا کی ابھی کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ اور بموجب اس قاعدہ کے برہمن سے نیوگ جائز تہا۔ تاہم رام چندر کی غیرت نے اپنی پاکدامن بیوی کے لئے راون کو قتل کیا اور لنکا کو جلا دیا۔ وہ شخص انسان کہلانے کا مستحق نہیں جسکو اپنی بیوی کیلئے بہی غیرت نہیں۔ اور کیا وجہ کہ اس کا نام دیوّث نر کہا جائے۔ حیوانوں میں بھی یہ غیرت مشاہدہ کی گئی ہے پرندوں میں بھی دیکھا گیا ہے کہ ایک پرندروا نہیں رکھتا کہ دوسرا پرندا اسکی مادہ سے تعلق پیدا کرے پہر انسان ہو کر یہ حیا سے دور حرکت کیا کوئی پاک فطرت اسکو قبول کریگی۔ اور دیانند کا یہ لکہنا کہ یہ وید کی شرتی ہے ہم نہیں قبول کر سکتے کہ ایسی کوئی شرتی وید میں ہوگی۔ نادانوں میں پنڈت دیانند نے جسقدر چاہا لافیں مارلیں ورنہ کامل علمی فضیلت حاصل کرنا جو انسان کے دل کو روشن کرتی ہے۔ ہر ایک کا کام نہیں۔ بعض الفاظ کے بہت سے معنے ہوتے ہیں اور ایک جاہل اپنی جلد بازی اور اپنی جہالت سے ایک معنے کو پسند کر لیتا ہے۔ پس ایسا شخص جسمیں مادہ حیا کا کم ہو اُسے محسوس نہیں ہوتا کہ میرا قول شرافت اور طہارت سے بعید ہے۔ مگر اسجگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے قابل شرم امر پر دیانند نے کیوں زور دیا۔ اور کیوں دلیری کر کے یہ گندی تعلیم اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں لکھدی۔ پس جہاں تک مینے سوچا ہے میرے خیال میں اسکا یہ جواب ہے کہ چونکہ پنڈت دیانند تمام عمر مجرد رہا ہے اور بیوی نہیں کی لہذا اُسکو اُس غیرت کی خبر نہیں تہی کہ جو ایک شریف اور غیور انسان کو اپنی بیوی کی نسبت ہوا کرتی ہے۔ اسیوجہ سے اسکی ناتجربہ کار فطرت نے محسوس نکیا کہ میں کیا لکھہ رہا ہوں۔ دیانند کو معلوم نہیں تہا کہ اپنی بیویوں کی نسبت تو کنجروں کو بہی غیرت ہوتی ہے۔ بلکہ بہت سے لوگ جو بازاری عورتوں سے ناجائز تعلق

رکہتے ہین جب کسی آشنا کنجری کی نسبت انکو شک پڑتا ہے کہ وہ دوسرے کے پاس گئی تو بسا اوقات غصہ مین اگر اُسکا ناک کاٹ دیتے ہین یا قتل کردیتے ہین تو پہر کیا عقل قبول کرسکتی ہے کہ ایک غیرتمند آریہ کی عورت ایسے کام کرے تو وہ لوگون کو منہ دکہانے کے قابل رہے۔ اسی اصول سے تو دنیا مین صریح بدکاری پہیلتی ہے اور آخر حکام کو بہی ان گندے اصولون کے روکنے کے لئے دخل دینا پڑتا ہے جیساکہ گورنمنٹ انگریزی نے ابتداء حکومت مین ہی جل پروا او رستی کے رواج کو جبراً ہٹا دیا تہا

اسی طرح تناسخ کا مسئلہ بہی اگر صحیح فرض کیا جاوے تو اسی خرابی کا موجب ہوگا جیساکہ نیوگ کیونکہ اس صورت مین کروڑہا دفعہ یہ واقعہ پیش آجائیگا کہ ایک شخص ایک ایسی عورت سے نکاح کرے کہ جو دراصل اسکی مان تہی یا دادی تہی یا لڑکی تہی جو مرچکی تہی اور پہر وہ دوبارہ جنم لیکر دنیا مین آئی۔ پس اگر اواگون کا مسئلہ صحیح تہا تو اتنا تو پرمیشر کو کرنا چاہیئے تہا کہ نئی پیدا ہونے والی کو اس بات کا علم دیدیتا کہ وہ فلان فلان شخص سے پہلے جنم مین

حاشیہ تناسخ کے مسئلہ جیسا اور کوئی جہوٹا مسئلہ نہین کیونکہ اسکی بنیاد ہی غلط ہے اور آزمائش کے طور پر بہی یہ غلط ثابت ہوتا ہے اور انسانی پاکیزگی کے لحاظ سے بہی غلط ٹہرتا ہے اور خدا کی قدرت مین رخنہ انداز ہونیکی وجہ سے بہی ہر ایک عارف کا فرض ہے جو اسکو غلط سمجہے۔

اسکی بنیاد اس طرح پر غلط ہے کہ ستیارتہ پرکاش مین بتلایا گیا ہے کہ روح عورت کی پیٹ مین اس طرح آتی ہے کہ شبنم کے ساتہہ کسی ساگ پات پر پڑتی ہے اور اس ساگ پات کے کہانے سے روح بہی ساتہہ کہائی جاتی ہے پس اس سے تو لازم آتا ہے کہ روح دو ٹکڑے ہو کر زمین پر پڑتی ہے ایک ٹکڑے کو اتفاقاً مرد کہا لیتا ہے اور دوسرے ٹکڑے کو عورت کہاتی ہے کیونکہ یہ ثابت شدہ مسئلہ ہے کہ بچہ کو روحانی قوتین اور روحانی اخلاق مرد اور عورت دونون سے ملتے ہین نہ کہ صرف ایک سے پس دونون کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسے ساگ پات کو کہاوین

✦ نیوگ کی کثرت عورتون کے لئے اس وجہ سے بہی مضر کہ اس سے حجاب اُٹہہ جائیگا اور چند سال بیگانہ کے پاس جاکر پہر ہمیشہ کے لئے یہی عادت رہیگی۔ منہ

یہ رشتہ رکھنا تھا تا بدکاری تک نوبت نہ آتی ۔

اس جگہ یاد رہے کہ تناسخ کا مسئلہ اپنی جڑھ سے باطل ہے وہ تب صحیح ہو سکتا ہے جب یہ بات صحیح ہو کہ روح دو ٹکڑے ہو کر کسی ساگ پات پر گرتی ہے اور پھر غذا کی طرح کھائی جاتی ہے مگر بیشی کمی مراتب کی تناسخ پر دلیل نہیں بلکہ اختلاف مراتب تو بیجان چیزوں میں بھی پایا جاتا ہے اس سے ہوسکتا ہے کہ قیامت کے دن کم حصہ والے کو پورا حصہ دیا جائیگا اور زیادہ حصہ والے سے حساب کیا جائے گا پس چند روزہ دنیا کی کمی بیشی تناسخ پر کیونکر دلیل ہو سکتی ہے

اور نیوگ کے جواب میں یہ کہنا کہ مسلمانوں میں بھی متعہ ہے یہ عجیب جواب ہے میں نہیں جانتا کہ آریہ صاحبوں نے متعہ کس چیز کو سمجھا ہوا ہے پس واضح ہو کہ خدا نے قرآن شریف میں بجز نکاح کے ہمیں کوئی اور ہدایت نہیں دی ہاں شیعہ مذہب میں سے ایک فرقہ ہے کہ وہ موقت طور پر

بقیہ حاشیہ کھاویں جنمیں روح ہو اور صرف ایک کا کھانا کافی نہیں پس بداہت یہ امر مستلزم تقسیم روح ہے ۔ اور تقسیم روح باطل ہے اسلئے **تناسخ باطل** ہے ۔

اور آزمائش کے طور پر یہ مسئلہ اس طرح پر غلط ٹھہرتا ہے کہ جس طرح ہر قسم کی روحیں پیدا ہوتی رہی ہیں ان تمام صورتوں میں ممکن ہی نہیں کہ شبنم کے ساتھ وہ روحیں پیدا ہوتی ہوں ۔ مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ بالوں میں جوئیں پڑجاتی ہیں وہ جیں کس شبنم کے ساتھ کھائی جاتی ہیں ۔ ایسا ہی کنک کے کھاتوں میں سسری پڑجاتی ہے وہ کروڑہا روحیں جو کھاتہ کے اندر پیدا ہوجاتی ہیں وہ کس شبنم کے ساتھ کھاتہ کے اندر اترتی ہیں اور کون انکو کھاتا ہے ۔ ایسا ہی ہم دیکھتے ہیں کہ پیٹ میں کدو دانے پیدا ہوتے ہیں اور کبھی کبھی دماغ میں کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں اور طبعی علم کے تجربہ سے پانی کے ہر ایک قطرے میں ہزارہا کیڑے ثابت ہوتے ہیں یہ کس شبنم سے پڑتے ہیں ۔ تجربہ بتلا رہا ہے ۔ تجربہ بتلا رہا ہے کہ ہر ایک چیز میں ایک قسم کے کیڑہ کا مادہ موجود ہے ۔ پشمینہ میں بھی ایک قسم کا کیڑہ لگ جاتا ہے ۔ لکڑی میں بھی اناج میں بھی ۔ پھلوں میں بھی اور بعض پھلوں میں پھل کی پیدائش کے

نکاح کر لیتے ہین یعنے فلان وقت تک نکاح اور پہر طلاق ہوگی اور اس کا نام متعہ رکہتے ہین مگر خدا تعالی کے کلام سے اُن کے پاس کوئی سند نہین بہرحال وہ تو ایک نکاح ہے جسکی طلاق کا زمانہ معلوم ہے اور نیوگ کو طلاق کے مسئلہ سے کچھ تعلق نہین طلاق کے بعد تمام تعلقات میان بیوی کے قطعاً ٹوٹ جاتے ہین اور ایک دوسرے کی نسبت یہ سمجہا جاتا ہے کہ وہ مرگیا اور یہ طلاق کا مسئلہ بوجہ انسانی ضرورتون کے ہر ایک مذہب مین پایا جاتا ہے چنانچہ ولایت مین بہی قانون طلاق پاس ہوگیا ہے اور یہ اعتراض کہ مسلمان کئی بیویان کر لیتے ہین اسکو بہی نیوگ سے کچھ تعلق نہین۔ ہندو دہرم کے راجے اور بڑے بڑے آدمی قدیم سے کئی بیویان کرتے رہے ہین اور اب بہی کرتے ہین۔ اور یہ اعتراض کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیوی زینب کا آسمان پر نکاح ہوا تہا اس سے بہی معترض کی صرف نادانی ثابت ہوتی ہے خدا کے نبیون

بقیہ حاشیہ ساتہہ ساتہہ ہی کیڑا پیدا ہوتا ہے جیسا کہ گولر کا درخت وہ کس شبنم سے کیڑے آتے ہین۔ اور اہل تجربہ نے ثابت کیا ہے کہ بعض ترکیبون سے ہزارہا بچھو پیدا کر سکتے ہین وہ کس شبنم سے آتے ہین۔ افسوس پنڈت دیانند صاحب کی موٹی عقل نے بہت کچھ خفتین اور ندامتین آریہ صاحبون کو پہنچائی ہین۔ آپ تو ایسی غلط اور بیہودہ باتین بیان کر کے جلد اس دنیا سے گذر گئے اور دوسرون کو جنہون نے انہین کا مت اختیار کیا تہا ندامتون کا نشانہ بنا گئے۔

دیکہو پاکیزگی کے لحاظ سے بہی تناسخ کا مسئلہ کیسا خراب ہے کیا جب کوئی لڑکی پیدا ہوتی ہے اسکے ساتہہ کوئی فہرست بہی اندر سے نکلتی ہے جس سے معلوم ہو کہ یہ لڑکی فلان مرد کی مان یا دادی یا ہمشیرہ ہے اس سے وہ شادی کرنے سے پرہیز کرے۔

اور یہ **تناسخ** کا مسئلہ پرمیشر کی قدرت مین بہی سخت رخنہ انداز ہے حالانکہ خدا وہ خدا ہے کہ چاہے تو ایک لکڑی مین جان ڈالدے جیسا کہ حضرت موسی کا عصا ایک دم مین لکڑی اور ایک دم مین سانپ بنجاتا تہا مگر روحون کی آزادی ہونیکی حالت مین ہندوؤن کا پرمیشر ہرگز پرمیشر نہین رہ سکتا

اور رسولوں کے آسمان پر ہی نکاح ہوتے ہین کیونکہ خدا انکو قبل از وقت نکاح کا حکم دیتا ہے اور اپنی رضامندی ظاہر کرتا ہے جبکہ آپ لوگون کا ایک برہمن درمیان ہین اگر نکاح کرا جاتا ہے تو کیا خدا کو اختیار نہین۔ اغراض تو اس صورت مین تہا کہ خدا کسی غیر کی عورت سے جو اسکے نکاح مین ہے اور اُس نے طلاق نہین دی جبرًا کسی پیغمبر کو دیدے مگر طلاق کے بعد اگر خدا کے حکم سے طرفین کی رضامندی سے نکاح ہو تو اسپر کیا اعتراض ہے۔

اور اگر آریہ صاحبون کے نزدیک اپنی جین حیات مین اپنی بیوی کو کسی دوسرے سے ہم بستر کرانا اُس صورت سے برابر ہے کہ جب انسان اپنی عورت کو بوجہ اُسکی ناپاکی یا بدکاری یا کسی اور وجہ سے طلاق دیتا ہے تو اسکا فیصلہ بہت سہل ہے کیونکہ اس ملک مین ایسی مسلمان اور دوسرے لوگ بکثرت پائے جاتے ہین جو اپنی عورتون سے بوجہ ناموافقت عاجز آکر انکو طلاق دیدیتے ہین اور پہر وہ عورتین اُس عضو کی طرح ہو جاتی ہین جو کاٹ کر پہینک دیا جاتا ہے اور اُن سے کچھہ تعلق نہین رہتا اور اگر آریہ صاحبان چاہین تو ہم ایسے مسلمانون بلکہ ہندون کے نامون کی بہی بہت سی فہرستین دے سکتے ہین جنہون نے ان مشکلات کی وجہ سے ناپاک وضع عورتون کو طلاق دیکر اُن سے تمام تعلقات زندگی کے قطع کر لئے ہین۔ ایسا ہی آریہ صاحبون

بقیہ حاشیہ کیونکہ جو محض دوسرون کے سہارے سے اپنی خدائی چلا رہا ہے اسکی خدائی کی خبر نہین وہ آج بہی نہین اور کل بہی نہین اور یہہ کہنا کہ تناسخ کا چکر جو کئی ارب سے بموجب آریہ صاحبون کے عقیدہ کے جاری ہے اسکا باعث گذشتہ پیدائشون کے گناہ ہین یہ خیال طبعی علم کے تجربہ کے ذریعہ سے نہایت فضول اور لچر اور باطل ثابت ہوتا ہے یہ ظاہر ہے کہ روحون کی پیدائش مین بہی خدا تعالی کا ایک نظام ہے جو کبہی پیش و پس نہین ہوتا مثلاً برسات کے دنون ہزارہا کیڑے پیدا ہو جاتے ہین اور گرمی کے دنون مین بکثرت مکہیان پیدا ہو جاتی ہین تو کیا انہین دنون مین ہمیشہ دنیا مین پاپ زیادہ ہوتے ہین اور نہایت سخت گناہ کی وجہ سے انسانون کو مکہیان اور برسات کے کیڑے بنایا جاتا ہے اس طرح کے ہزارہا دلایل ہین جن سے تناسخ باطل ہوتا ہے چاہئے کہ آریہ صاحبان بغور ان تمام باتون کو سوچین۔ منہ۔

کو چاہئے کہ ہمین اُن شریف اور جنٹلمین اور معزز آریہ صاحبون کی فہرست دکھلا دین* جنہون نے اپنی زندگی مین اپنی عورتون سے نیوگ کرائے ہین اور غیر مردون سے ہم بستر کرا کر اُن سے اولاد حاصل کی ہے۔ مگر چاہئے کہ اس فہرست کے ساتھ نیوگ کی اولاد کی ایک فہرست بھی نام بنام پیش کر دین ہم دریافت کرنا چاہتے ہین کہ خاص قادیان مین جو آریہ صاحبان رہتے ہین کتنون نے اب تک اُن مین سے اپنی بیویون سے نیوگ کرایا ہے۔ اور کسقدر انہون نے اس مقدس عمل سے حصہ لیا ہے اور کتنے نامحرم مردون سے اپنی جورون کو ہم بستر کرا کر اُن سے اولاد حاصل کی ہے کیونکہ اگر درحقیقت یہ عمل عمدہ اور قابل فخر اور وید مقدس کی ہدایت ہے تو ضرور ہر ایک آریہ صاحب نے اس ہدایت سے حصہ لیا ہوگا۔ اور لینا چاہئے

یاد رہے کہ بمقابل نیوگ کی ہدایت کے قرآن شریف مین بیویون کے لئے پردہ کی ہدایت ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم ۔ وقل للمومنٰت یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن یعنے مومنون کو کہدے مرد ہون یا عورتین ہون کہ اپنی آنکھون کو غیر عورتون اور مردون کی طرف دیکھنے سے روکو اور کانون کو غیر مردون کی ناجائز آواز اور غیر کی آواز سننے سے روکو اور اپنے ستر گاہون کی حفاظت کرو کہ اس طریق سے تم پاک ہو جاؤ گے۔

اب اے آریہ صاحبان انصاف سے سوچو کہ قرآن شریف تو اس بات سے بھی منع کرتا ہے کہ کوئی مرد غیر عورت پر نظر ڈالے اور یا عورت غیر مرد پر نظر ڈالے یا اُسکی آواز ناجائز طور پر سنے مگر آپ لوگ خوشی سے اپنی بیویون کو غیر مردون سے ہم بستر کراتے ہین اسکا نام نیوگ رکھتے ہین۔ کس قدر اِن دونون تعلیمون مین فرق ہے خود سوچ لین اور سخت افسوس ہے کہ اگر آپ پر ہمدردی کی راہ سے اعتراض کیا جائے کہ ایسا گندہ کام عورتون سے کیون کراتے ہو تو آپ طلاق کا مسئلہ پیش کر دیتے ہین اور نہین جانتے کہ طلاق کی ضرورتین تو تمام دنیا مین مشترک ہین جس عورت سے باہمی زوجیت کا علاقہ توڑ دیا گیا وہ تو گویا طلاق دہندہ کے حساب مین مرگئی اگر آپ لوگ

* کچھ مدت ہوئی ہے کہ ایک آریہ صاحب نے بذریعہ ایک اخبار کے غالباً فیروزپور سے اِس مضمون کا ایک ...... خط شائع کیا تھا کہ اگر کوئی آریہ صاحبوں میں سے اپنی بیوی سے نیوگ کرانا چاہتے ہیں یا خود بیوی ہی اس مقدس کام کے شایق ہے تو وہ بذریعہ خط وکتابت کے اُس سے تصفیہ کرلیں۔ ہمیں معلوم نہیں کہ قادیاں سے بھی اس درخواست کا کوئی جواب بھیجا گیا تھا یا نہیں۔ منہ

صرف اس حد تک رہتی کہ ضرورتون کے وقتون مین آپ لوگ اپنی اُن عورتون کو طلاق دیتے جو آپ لوگونکی نافرمان یا ناموافق یا بدچلن ہوتین یا دشمن جانی ہوتین تو کوئی بھی آپ پر اعتراض نہ کرتا کیونکہ عورت مرد کا جوڑ تقوے طہارت کے محفوظ رہنے کے لئے ہے اور عورت مرد ایک دوسرے کے دین اور پاکیزگی کے مددگار ہوتے ہین اور ایک دوسرے کے سچے دوست اور وفادار مخلص ہوتے ہین۔ اور جب انمین وہ پاک تعلق باقی نہ رہے جو اصل مدعا نکاح کا ہے تو پھر بجز طلاق کے اور کیا علاج ہے جب ایک دانت مین کیڑا پڑ جائے اور درد پہنچائے تو اب وہ دانت نہین ہے بلکہ ایک خبیث چیز ہے اسکو باہر نکالنا چاہئے تا زندگی تلخ نہ ہو۔ چون بدندانِ تو کرمے اوفتاد ؛ نیست آن دندان بکن ای اوستاد *

سیوم

جس خدا کی طرف عیسائی مذہب ہدایت کرتا ہے یا وید یا قرآن شریف ان تینون مذاہب مین سے کونسا ایسا مذہب ہے جو سچے خدا کو دکھلاتا ہے صرف قصے پیش نہین کرتا۔

واضح رہے کہ مذہب کے اختیار کرنے سے اصل غرض یہ ہے کہ تا وہ خدا جو سرچشمہ نجات کا ہے اسپر ایسا کامل یقین آجائے کہ گویا اسکو آنکھ سے دیکھ لیا جائے کیونکہ گناہ کی خبیث روح انسان کو ہلاک کرنا چاہتی ہے اور انسان گناہ کی مہلک زہر سے کسی طرح بچ نہین سکتا جبتک اسکو اس کامل اور زندہ خدا پر پورا یقین نہ ہو اور جبتک معلوم نہو کہ وہ خدا ہے جو مجرم کو سزا دیتا ہے اور راستباز کو ہمیشہ کی خوشی پہنچاتا ہے یہ عام طور پر ہر روز دیکھا جاتا ہے کہ جب تک کسی چیز کے مہلک ہونے پر کسی کو یقین آجائے تو پھر وہ شخص اس چیز کے نزدیک نہین جاتا۔ مثلاً کوئی شخص عمداً زہر نہین کھاتا۔ کوئی شخص شیر خونخوار کے سامنے کھڑا نہین ہو سکتا۔ اور کوئی شخص عمداً سانپ کے سوراخ مین ہاتھ نہین ڈالتا۔ پھر عمداً گناہ کیون کرتا ہے۔ اس کا یہی باعث ہے کہ وہ یقین اسکو حاصل نہین جو اُن دوسری چیزون پر حاصل ہے۔ پس سب سے مقدم انسان کا یہ فرض ہے کہ خدا پر یقین حاصل کرے اور اُس مذہب کو اختیار کرے جس کے ذریعہ سے یقین حاصل

* درحقیقت اسلامی پاکیزگی نے ہی طلاق کی ضرورت کو محسوس کیا ہے ورنہ جو لوگ دیوثون کیطرح زندگی بسر کرتے ہیں اُنکے نزدیک گو اُنکی عورت کچھ کرتی پھرے طلاق کی ضرورت نہین۔ منہ

ہو سکتا ہے تا وہ خدا سے ڈرے اور گناہ سے بچے مگر ایسا یقین حاصل کیونکر ہو کیا یہ صرف قصوں کہانیوں سے حاصل ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ کیا یہ محض عقل کے ظنی دلائل سے میسّر آسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس واضح ہو کہ یقین کے حاصل ہونیکی صرف ایک ہی راہ ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے مکالمہ کے ذریعہ سے اُسکی خارق عادت نشان دیکھے اور بار بار کے تجربہ سے اُسکی جبروت اور قدرت پر یقین کرے یا ایسے شخص کی صحبت میں رہے جو اس درجہ تک پہونچ گیا ہے۔

اب میں کہتا ہوں کہ یہ درجہ معرفت کا نہ کسی عیسائی صاحب کو نصیب ہے اور نہ کسی آریہ صاحب کو اور ان کے ہاتھ میں محض قصے ہیں اور زندہ خدا کی زندہ تجلّی کے نظارہ سے وہ سب بے نصیب ہیں۔ ہمارا زندہ حیّ و قیوم خدا ہم سے انسان کیطرح باتیں کرتا ہے ہم ایکبات پوچھتے اور دعا کرتے ہیں تو وہ قدرت کے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ جواب دیتا ہے اگر یہ سلسلہ ہزار مرتبہ تک بھی جاری رہے تب بھی وہ جواب دینے سے اعراض نہیں کرتا وہ اپنے کلام میں عجیب در عجیب غیب کی باتیں ظاہر کرتا ہے اور خارق عادت قدرتوں کے نظارے دکھلاتا ہے یہانتک کہ وہ یقین کرا دیتا ہے کہ وہ وہی ہے جسکو خدا کہنا چاہیے۔ دعائیں قبول کرتا ہے اور قبول کرنے کی اطلاع دیتا ہے وہ بڑی بڑی مشکلات حل کرتا ہے اور جو مُردوں کی طرح بیمار ہوں انکو بھی کثرت دعا سے زندہ کر دیتا ہے اور یہ سب ارادے اپنے قبل از وقت اپنے کلام سے بتلا دیتا ہے۔ خدا وہی خدا ہے جو ہمارا خدا ہے وہ اپنے کلام سے جو آیندہ کے واقعات پر مشتمل ہوتا ہے ہمپر ثابت کرتا ہے کہ زمین و آسمان کا وہی خدا ہے وہی ہے جس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے طاعون کی موت سے بچاؤنگا اور نیز اُن سب کو جو تیرے گھر میں نیکی اور پرہیزگاری کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں بچاؤں گا اس زمانہ میں کون ہے جسنے میرے سوا ایسا الہام شائع کیا اور اپنے نفس اور اپنی بیوی اور اپنے بچوں اور دوسری نیک انسانوں کیلئے جو اسکی چاردیوار کے اندر رہتے ہیں خدا کی ذمہ داری ظاہر کی ایک لاکھ تک ابتک میرے نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور ایک بڑے

✻ نبوت کے زمانہ کے بعد کچھ مدت تک پیشگوئیاں اُس نبی کی جو دنیا سے گذر گیا بطور معجزات کے دلوں کو تسلی دیتی رہتی ہیں جو دوسری نسل کے سامنے پوری ہوتی رہتی ہیں مگر یہ نظارہ بہت مدت تک نہیں رہتا اور تجربے قصے انسان کو سچا پرہیزگار .... نہیں بنا سکتے گو صرف لکیر پر چلنے والا قومی تعصب میں بڑھ سکتا ہے اور شریر انسان کیطرح زبان دراز ہو سکتا ہے مگر سچی پاکیزگی جو اپنے پھل ظاہر کرے کبھی اُسکے دل میں نہیں آسکتی ہمنہ

حصہ کے گواہ اسجگہ کے آریہ صاحبان لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل بھی ہیں اگر وہ انکار کریں گے تو ہم ایک اور رسالہ کے ذریعہ سے وہ کہانی کہ انکار تو دھرم ہے٭ یا ہٹ دھرمی قوم کے ڈر سے جھوٹھ بولنا نجاست کھانے سے بدتر ہے پھر قوم بھی کب اس گواہی سے باہر ہے ان کے بہادر پنڈت نے اپنی موت سے سبکو گواہ بنا دیا غرضیکہ شرمپت اور ملاوامل کس حساب میں ہیں۔

یاد رہے کہ طاعون کے متعلق اور ایک پیشگوئی عظیم الشان ظہور میں آئی ہے اور وہ یہ کہ آج سے چھ سات سال پہلے میں نے اپنی ایک کتاب میں خدا تعالیٰ سے الہام پاکر شائع کیا تھا کہ طاعون کے ذریعہ سے بہت سے لوگ میری جماعت میں داخل ہوں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اب تک دس ہزار سے زیادہ ایسے لوگ میری جماعت میں داخل ہوئے ہیں جو طاعون سے ڈر کر اسطرف آئے ہیں خدا تعالیٰ نے میرے سلسلہ کو نوح کی کشتی سے تشبیہ دی تھی سو اس کشتی میں لوگ بیٹھتے جاتے ہیں نوح کی کشتی میں ہر ایک درندہ چرندہ ڈر کر بیٹھ گیا تھا یہ نہیں کہ نوح شکاریوں کی طرح انکو جنگلوں سے پکڑ لایا تھا بلکہ وہ جان کے خوف سے آپ ہی کشتی میں بیٹھ گئے تھے اب بھی اس کشتی میں ہر قسم کے ڈرنے والے لوگ بیٹھ رہے ہیں۔

سنو اے سب زمین پر رہنے والو آپ آریہ صاحبان اور عیسائی صاحبان سے پوچھکر انصاف کہیں کہ ان کے ہاتھ میں بجز پرانے اور بوسیدہ قصوں کے کچھ اور بھی ہے یہی تو وجہ ہے کہ ایک فرقہ نے انہیں سے ایک انسان کو خدا بنا رکھا ہے جو درحقیقت مجھ سے زیادہ نہیں اگر وہ مجھے دیکھتا تو خدا کی نعمتوں کو اسجگہ زیادہ پاتا یہ تو عیسائیوں کا جعلی خدا ہے مگر آریوں نے ایک فرضی خدا انسان کی طرح کمزور اپنی طرف سے تراش لیا ہے جو روحوں اور ذرات اجسام کے پیدا کرنے پر قادر نہیں اگر انکو خدا تعالیٰ کی تازہ قدرتوں سے حصہ ہوتا تو وہ جانتے کہ وہ انسان ہونے سے پاک اور ہر ایک بات پر قدرت رکھتا ہے روح کیا حقیقت ہے جو اسکو پیدا نہ کرسکے اور پرمانو کیا چیز ہیں جو ان کی پیدایش پر قادر نہ ہو روحوں کے اندر ایک اور روحیں ہیں اور ذرات کے اندر ایک اور ذرات ہیں سبکا وہی پیدا کرنے والا ہے وہ کبھی اپنی مرضی سے اور کبھی اپنے مقبول بندوں کی دعا سے

٭ میں درحقیقت ان آریہ صاحبوں کا اب بڑا بھاری [illegible] جانتا ہوں اور انہوں نے اب علاوہ وید کے دیوتاؤں کے اپنی قوم [illegible] وقت آگیا ہے کہ [illegible] ویدک [illegible] خدا [illegible] تائید میں آسمان سے اپنی قدرت دکھلاوے - وید کے خدا کی کمزوری [illegible] دیوتا سے [illegible] کر دیا - اب وہ مجھ سے کیا نشان طلب کرتے ہیں [illegible] سطور سے [illegible] جواب دے - خدا پر اور اسکی وحی پر ہنسی کرنا اچھا نہیں اگرچہ بقول انکے وید خدا کا کلام نہیں مگر خدا کا کلام مجھ پر نازل ہوتا ہے بلکہیں اور پرکھیں اور مت ہنسیں - منہ

تازہ بتازہ ایجاد کرتا رہتا ہے جس نے اُسکو اس طرح پر نہین دیکھا وہ اندھا ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے

مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى

یعنے جس کو اس جہان مین اُسکا درشن نہین ہوا اُسکو اس جہان مین بہی اُسکا درشن نہین ہوگا اور وہ دونون جہانون میں اندھا رہے گا۔ خدا کے دیکہنے کے لئے اسی جہان مین آنکہین طیار ہوتی ہین اور بہشتی زندگی اسی جہان سے شروع ہوتی ہے۔

ان اشتہارات مین جو میرے پر حملہ کرنے کے لئے آریہ صاحبون نے شایع کئے ہین میرے بعض پیشگوئیون پر ناسمجھی سے بعض اعتراض بہی کر دئے ہین وہ کہتے ہین کہ حال مین یا پہلے لڑکا ہونے کی پیشگوئی کی تہی اور لڑکی پیدا ہوئی۔ پس اس قدر جواب کافی ہے کہ اگر وہ کتابون کو دیکہ کر دیانت کے طریق کو اختیار کرتے تو ایسا اعتراض کبہی نہ کرتے مجہے تو ایسا الہام کوئی یاد نہین کہ جسکا یہ مضمون ہو کہ اب ضرور بلا فاصلہ لڑکا پیدا ہوگا۔ اگر انکو یاد ہے تو وہ پیش کر دین ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین ہماری طرف سے جواب کافی ہے۔ خدا نے تمام کتابون مین قیامت کی پیشگوئی شایع کر رکہی ہے آریہ صاحبان بہی مہا پرلو کے قائل ہین مگر وہ پیشگوئی اب تک پوری نہین ہوئی بلکہ دنیا پہلے سے زیادہ آباد ہوتی جاتی ہے جو پہلے جنگل تہی اب وہان آبادیان اور شہر ہین مگر کیا کہہ سکتے ہین کہ وہ پیشگوئی جہوٹی نکلی۔ خدا کی باتون مین ایک وقت ہوتا ہے وہ اپنے وقتون مین پوری ہوتی ہین۔ اور وعید کی پیشگوئی مین توبہ اور رجوع سے کبہی تاخیر بہی ہو جاتی ہے انسان کی بد ذاتی کے لئے اس سے بڑہکر اور کوئی ثبوت نہین کہ اعتراض کے وقت جہوٹ بولے۔ ایسا ہی آتہم کی موت کی پیشگوئی پر تب اعتراض ہوتا کہ مین اس سے پہلے مر جاتا اور وہ اب تک زندہ ہوتا۔ کیونکہ الہام کا خلاصہ یہ ہے کہ جو مذہب مین جہوٹا ہے وہ پہلے مریگا۔ الہامی شرط کے موافق اُسنے تہوڑے دن فائدہ اٹہایا پہر پیشگوئی کے مطابق مر گیا اور اس نے عین مجلس مین قریباً ستر آدمی کے روبرو جنمین نصف کے قریب عیسائی بہی تہے اپنی شوخیون سے رجوع کیا اور پہر آخر میعاد تک ڈرتا اور روتا رہا۔ اسکو کچہ مہلت دی گئی اور یہہ مہلت خدا کی

شرط کے موافق اور الہام مین درج ہتی اور آخر قبر نے اُسکو بلا لیا - مگر تعجب کہ آریہ صاحبان کیون خواہ نخواہ دوسرون کے قصے پیش کرتے ہین آپ بیتی کو کیون اس قدر جلدی سے بہول گئے اور کیون وہ پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی سے فائدہ نہین اُٹہاتے - ذرہ پنڈت لیکھرام کی کتاب کہول کر دیکہین کہ اوس نے میری نسبت اشتہار شایع کیا تہا کہ مجھے پرمیشر نے خبر دی ہے کہ یہ شخص تین برس تک ہیضہ سے مرجائیگا اور مینے بہی خدا تعالی سے الہام پاکر کئی کتابون مین شایع کردیا تہا کہ پنڈت لیکھرام چہہ برس کے عرصہ تک قتل کے ذریعہ مارا جائیگا اور وہ دن عید کے دن سے ملا ہوا ہوگا اور کچہہ عرصہ بعد اس ملک میں طاعون پہیلے گی - چنانچہ وہ سب باتین پوری ہوگئین - اور آپ لوگون کا بہادر پنڈت لیکھرام آپ کو نادم کرنے والا چہہ مارچ کو اس دنیا سے رخصت ہوگیا - دیکہو ! اسلام کا خدا کیسا سچا اور غالب نکلا - اگر یہ انسان کا کام تہا تو کیون لیکھرام کی پیشگوئی پوری نہ ہوئی - مین آریہ صاحبون سے بادب پوچہتا ہون کہ یہ پیشگوئی پنڈت لیکھرام صاحب کی جو میرے نسبت تہی کہ یہ شخص تین برس کے عرصہ مین ہیضہ سے مرجائیگا کیا یہ درحقیقت پرمیشر کے طرف سے تہی پہر ایسے مقابلہ کے وقت لیکھرام کا پرمیشر کیون عاجز رہ گیا - اور اگر پنڈت جی نے جہوٹ بولا تہا اور پرمیشر پر افترا کیا تہا تو کیا ایسے مفتری کی یادگارین قائم کرنا روا ہے جس نے پرمیشر پر جہوٹھ بولا - دیکہو اس مقابلہ مین ہمارے خدا کی کیسی صفائی سے پیشگوئی پوری ہوئی - اور مینے لکہہ دیا تہا کہ تمام آریہ صاحبان اب ملکر لیکھرام کے بچانے کے لئے اپنے پرمیشر سے دعا کرلین مگر پرمیشر بچا نہ سکا - اب بالفعل ہم اسی پر ختم کرتے ہین - والسلام علی من اتبع الہدی

خاتمہ آریہ صاحبون کے بعض اعتراضات کے جواب مین۔

انسان جب بغیر سوچنے سمجھنے کے محض نکتہ چینی کے ارادہ سے مخالفت کی نظر سے دیکھے تو گو کیسا ہی کوئی امر سیدہا اور صاف ہو اسکی نظر مین جائے اعتراض ٹھہر جاتا ہے ایسا ہی آریہ صاحبون کا حال ہے وہ اس ندامت کی کچھہ بہی پروا نہین کرتے جو ایک اعتراض کے غلط اور بیجا ثابت ہونے مین ایک باحیا انسان کے دل پر صدمہ پہنچاتی ہے۔ اب سنیئے اعتراضات یہ ہین جو ہمیشہ اسلام جیسے پاک اور کامل مذہب پر سراسر نادانی سے کرتے ہین اور ہم اس وقت وہ اعتراض لکھتے ہین جو انہون نے ۲۸ فروری سنہ۱۹۰۳ء کو قادیان مین جلسہ کرکے اسلام پر کئے اور اس طرح پر ثابت کر دیا کہ اُن کے تعصب اور ناسمجھی اور ناحق کے کینہ کی کہان تک نوبت پہنچی ہے

اعتراضات

(۱) مسلمان خدا کی نندیا کرتے ہین کیونکہ اُن کا عقیدہ ہے کہ خدا عرش پر بیٹھا ہوا ہے اور چار فرشتون نے اُس تخت کو اُٹھایا ہوا ہے اس طرح پر ثابت ہوتا ہے کہ خدا محدود ہے اور قایم بالذات نہین اور جب محدود ہے تو اسکا علم بہی محدود ہوگا اور حاضر ناظر نہ ہوگا۔

الجواب

اے حضرات! مسلمانون کا یہ عقیدہ نہین ہے کہ عرش کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے جس پر خدا بیٹھا ہوا ہے تمام قرآن شریف کو اول سے آخر تک پڑھو اسمین ہرگز نہین پاؤ گے کہ عرش بہی کوئی چیز محدود اور مخلوق ہے خدا نے بار بار قرآن شریف مین فرمایا ہے کہ ہر ایک چیز جو کوئی وجود رکھتی ہے اسکا مین ہی پیدا کرنے والا ہون۔ مین ہی زمین آسمان اور روحون

اور اُنکی تمام قوتوں کا خالق ہون - میں اپنی ذات میں آپ قائم ہوں اور ہر ایک چیز میرے ساتھ قایم ہے - ہر ایک ذرہ اور ہر ایک چیز جو موجود ہے وہ میری ہی پیدائش ہے مگر کہیں نہیں فرمایا کہ عرش بھی کوئی جسمانی چیز ہے جسکا میں پیدا کرنے والا ہوں - اگر کوئی آریہ قرآن شریف میں سے نکال دے کہ عرش کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے تو میں اُس کو قبل اسکے جو قادیان سے باہر جائے **ایک ہزار روپیہ انعام دون گا** میں اُس خدا کی قسم کھاتا ہوں جسکی جھوٹھی قسم کھانا لعنتی کا کام ہے کہ میں قرآن شریف کی وہ آیۃ دکھلانے ہی ہزار روپیہ حوالہ کردن گا - ورنہ میں بادب کہتا ہون کہ ایسا شخص خود لعنت کا محل ہوگا جو خدا پر جھوٹھ بولتا ہے +

اب ظاہر ہے کہ اس اعتراض کی بُنیاد تو محض اِس بات پر ہے کہ عرش کوئی علیحدہ چیز ہے جسپر خدا بیٹھا ہوا ہے اور جب یہ امر ثابت نہ ہوسکا تو کچھ اعتراض نہ رہا خدا صاف فرماتا ہے کہ وہ زمین پر بھی ہے اور آسمان پر بھی اور کسی چیز پر نہیں بلکہ اپنے وجود سے آپ قائم ہے اور ہر ایک چیز کو اُٹھائے ہوئے ہے اور ہر ایک چیز پر محیط ہے جہان تین ہون تو چوتھا اُن کا خدا ہے جہان پانچ ہون تو چھٹا اُن کے ساتھ خدا ہے اور کوئی جگہ نہین جہان خدا نہین - اور پھر فرماتا ہے اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰہ جس طرف تم مُنہ کرو اُسی طرف خدا کا مُنہ پاؤ گے - وہ تم سے تمہاری رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہے - وُہی ہے جو پہلے ہے اور وُہی ہے جو آخر ہے اور وہ سب چیزون سے زیادہ ظاہر ہے اور وہ نہان در نہان ہے اور پھر فرماتا ہے

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ

یعنے جب میرے بندے میرے بارے مین پوچھین کہ وہ کہان ہے پس جواب یہ ہے کہ ایسا نزدیک ہون کہ مجھ سے زیادہ کوئی نزدیک نہین جو شخص مجھپر ایمان لاکر مجھے پکارتا ہے تو میں اُسکا جواب دیتا ہوں - ہر ایک چیز کی کل میرے ہاتھ میں ہے اور میرا علم سب پر محیط ہے

حاشیہ ریویو آف ریلیجنز متعلقہ صفحہ ۱۶۹

خدا تعالےٰ کی چار صفتیں ہیں جنسے ربوبیت کی پوری شوکت نظر آتی ہے اور کامل طور پر چہرہ اس ذات ابدی ازلی کا دکھائی دیتا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ نے اُن ہر چہار صفتوں کو سورہ فاتحہ میں بیان کرکے اپنی ذات کو معبود قرار دینے کے لیے ان لفظوں سے لوگوں کو اقرار کرنیکی ہدایت دی ہے کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ یعنی اے وہ خدا جو ان چار صفتوں سے موصوف ہے ہم خاص تیری ہی پرستش کرتے ہیں کیونکہ تیری ربوبیت تمام عالموں پر محیط ہے اور تیری رحمانیت بھی تمام عالموں پر محیط ہے اور تیری رحیمیت بھی تمام عالموں پر محیط ہے اور تیری صفت مالکانہ جزا و سزا کی بھی تمام عالموں پر محیط ہے اور تیرے اس حسن اور احسان میں بھی کوئی شریک نہیں اسلیے ہم تیری عبادت میں بھی کوئی شریک نہیں کرتے۔

اب واضح ہو کہ خدا تعالیٰ نے اس سورۃ میں ان چار صفتوں کو اپنی الوہیت کا مظہر اتم قرار دیا ہے اور اسی لیے صرف اسقدر ذکر پر یہ نتیجہ مترتب کیا ہے کہ ایسا خدا کہ یہ چار صفتیں اپنے اندر رکھتا ہے وہی لائق پرستش ہے اور درحقیقت یہ صفتیں بہر وجہ کامل ہیں اور ایک دائرہ کے طور پر الوہیت کے تمام لوازم اور شرائط پر محیط ہیں کیونکہ ان صفتوں میں خدا کی ابتدائی صفات کا بھی ذکر ہے اور درمیانی زمانہ کی رحمانیت اور رحیمیت کا بھی ذکر ہے اور پھر آخری زمانہ کی صفت مجازات کا بھی ذکر ہے اور اصولی طور پر کوئی فعل اللہ تعالیٰ کا ان چار صفتوں سے باہر نہیں پس یہ چار صفتیں خدا تعالیٰ کی پوری صورت دکھلاتی ہیں سو درحقیقت استوا علی العرش کے یہی معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ کی یہ صفات جب دنیا کو پیدا کرکے ظہور میں آگئیں تو خدا تعالیٰ ان معنوں سے اپنے عرش پر پوری وضع استقامت سے بیٹھ گیا کہ کوئی صفت صفات لازمہ الوہیت سے باہر نہیں رہی اور تمام صفات کی پورے طور پر تجلی ہو گئی جیسا کہ جب اپنے تخت پر بادشاہ بیٹھتا ہے تو تخت نشینی کے وقت اسکی ساری شوکت ظاہر ہوتی ہے ایکطرف شاہی ضرورتوں کیلیے طرح طرح کے سامان طیار ہونیکا حکم ہوتا ہے اور وہ فی الفور ہو جاتے ہیں اور وہی حقیقت ربوبیت عامہ ہے دوسری طرف خسروانہ فیض سے بغیر کسی عمل کے حاضرین کو جود و سخاوت سے مالا مال کیا جاتا ہے تیسری طرف جو لوگ خدمت کر رہے ہیں انکو مناسب چیزوں سے اپنی خدمات کی انجام کیلیے مدد دیجاتی ہے چوتھی طرف جزا سزا کا دروازہ کھولا جاتا ہے کسیکی گردن ماریجاتی ہے اور کوئی آزاد کیا جاتا ہے یہ چار صفتیں تخت نشینی کے ہمیشہ لازم حال ہوتی ہیں پس خدا تعالیٰ کا ان ہر چہار صفتوں کو دنیا پر نافذ کرنا گویا تخت پر بیٹھنا ہے جس کا نام عرش ہے۔

اب رہی یہ بات کہ اسکے کیا معنی ہیں کہ اس تخت کو چار فرشتے اٹھا رہے ہیں پس اسکا یہی جواب ہے کہ ان چار صفتوں پر چار فرشتے موکل ہیں جو دنیا پر یہ صفات خدا تعالیٰ کی ظاہر کرتے ہیں اور ان کے ماتحت چار ستارے ہیں جو چار رب النوع کہلاتے ہیں جنکو وید میں دیوتا کے نام سے پکارا گیا ہے پس وہ ان چاروں صفتوں کی حقیقت کو دنیا میں پھیلاتے ہیں گویا اس روحانی تخت کو اٹھا رہے ہیں بت پرستوں کا جیسا کہ وید سے ظاہر ہے صاف طور پر یہ خیال تھا کہ یہ چار صفتیں مستقل طور پر دیوتاؤں کو حاصل ہیں اسیوجہ سے وید میں جابجا انکی اُستت اور مہما کی گئی اور ان سے مرادیں مانگی گئیں پس خدا تعالیٰ نے

استعارہ کیطور پر سمجھایا کہ یہ چار دیوتا جنکو بُت پرست اپنا معبود قرار دیتے ہیں یہ مخدوم نہیں ہیں بلکہ یہ چاروں خادم ہیں اور خدا تعالےٰ کے عرش کو اٹھا رہے ہیں یعنی خادموں کیطرح ان الٰہی صفات کو اپنے آئینوں میں ظاہر کر رہے ہیں اور عرش سے مراد لوازم صفات تخت نشینی ہیں جیسا کہ ابھی ہمنے بیان کر دیا ہے۔ ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ رب کے معنی دیوتا ہے پس قرآن شریف پہلے اسی سورۃ سے شروع ہوا ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی وہ تمام مہما اور اُستت اُس خدا کی چاہیے جو تمام عالموں کا دیوتا ہے وہی ہے جو رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہے اور رحمٰن العٰلمین ہے اور رحیم العٰلمین ہے اور مالک جزاء العالمین ہے اُسکی برابر اور کوئی دیوتا نہیں کیونکہ قرآن شریف کے زمانہ میں دیوتا پرستی بہت شائع تھی اور یونانی ہر ایک دیوتے کا نام ربّ النوع رکھتے تھے اور ربّ النوع کا لفظ آریہ ورت میں دیوتا کے نام سے موسوم تھا اسلیے پہلے خدا کا کلام ان جھوٹھے دیوتاؤں کی طرف ہی متوجہ ہوا جیسا کہ اُسنے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی وہ جو سب عالموں کا دیوتا ہے نہ صرف ایک یا دو عالم کا اسی کی پرستش اور حمد و ثنا چاہیے دوسروں کی مہما اور اُستت کرنا غلطی ہے اس صورۃ میں جو صفتیں بُت پرستوں نے چار دیوتوں کے لیے مقرر کر رکھی تھیں خدا تعالیٰ نے اُن سبکو اپنی ذات میں جمع کر دیا ہے اور صرف اپنی ذات کو ان صفات کا منبع ظاہر فرمایا۔ بُت پرست قدیم سے یہ بھی خیال کرتے تھے کہ خدا کی اصولی صفات یعنی جو اصل جڑھ تمام صفات کی ہیں وہ صرف چار ہیں پیدا کرنا پھر مناسب حال سامان عطا کرنا پھر ترقی کے لیے عمل کرنیوالوں کی مدد کرنا پھر آخر میں جزا سزا دینا۔ اور وہ ان چار صفات کو چار دیوتاؤں کی طرف منسوب کرتے تھے اسی بنا پر نوح کی قوم کے بھی چار ہی دیوتا تھے اور انھیں صفات کے لحاظ سے عرب کے بُت پرستوں نے بھی لات منات و عزیٰ اور ہبل بنا رکھے تھے ان لوگوں کا خیال تھا کہ یہ چار دیوتا بالارادہ دنیا میں اپنے اپنے رنگوں میں پرورش کر رہے ہیں اور ہمارے شفیع ہیں اور ہمیں خدا تک بھی یہی پہنچاتے ہیں چنانچہ یہ مطلب آیۃ لِیُقَرِّبُوْنَا اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی سے ظاہر ہے۔

اور جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں وید بھی ان چاروں دیوتاؤں کی مہما اور اُستت کی ترغیب دیتا ہے اور وید میں اگرچہ اور دیوتاؤں کا بھی ذکر ہے لیکن اصولی دیوتے جنسے اور سب دیوتے پیدا ہوئے ہیں یا یوں کہو کہ انکی شاخ ہیں وہ چار ہی ہیں کیونکہ کام بھی چار ہی ہیں پس قرآن شریف کی پہلی غرض یہی تھی کہ وید وغیرہ مذاہب کے دیوتاؤں کی نسبت و نابود کرکے اور ظاہر کرے کہ یہ لوگوں کی غلطیاں ہیں کہ اور اور چیزوں کو دیوتا یعنی ربّ النوع بنا رکھا تھا بلکہ یہ چار صفتیں خاص خدا تعالیٰ کی ہیں اور ان چار صفتوں کی عرش کو خادموں اور نوکروں کیطرح یہ بیجان دیوتے اُٹھا رہے ہیں چنانچہ کسی نے کہا ہے سے حمد را با تو نسبتی است درست ۔ بر در ہر کہ رفت بر در تست ۔ پس یہ اعتراض کہ آریہ صاحبان ہمیشہ سے کرتے ہیں یہ تو درحقیقت انکے ویدوں پر اعتراض ہے کیونکہ مسلمان تو اُس خدا کی پرستش کرتے ہیں جو مخدوم ہے مگر آریہ صاحبان اُن جھوٹھے دیوتاؤں کو خدا سمجھ رہے ہیں جو خادموں اور نوکروں چاکروں کیطرح خدا تعالیٰ کی صفات اربعہ کا عرش اپنے سر پر اُٹھا رہے ہیں بلکہ وہ تو چاکروں کے بھی چاکر ہیں کیونکہ اُنپر اور طاقتیں بھی مسلط ہیں جو ملائک کے نام سے موسوم ہیں جو ان دیوتاؤں کی طاقتوں کو قائم رکھتے ہیں جنمیں سے زبان شرع میں کسیکو جبرئیل کہتے ہیں اور کسیکو میکائیل اور کسیکو عزرائیل اور کسیکو اسرافیل اور سناتن دہرم والے اس قسم کے ملائک کے بھی قائل ہیں اور انکا نام جم رکھتے ہیں مثلاً

مین ہی ہون جو زمین و آسمان کو اُٹھا رہا ہون - مین ہی ہون جو تمہیں خشکی تری مین اُٹھا رہا ہون *

یہہ تمام آیات قرآن شریف مین موجود ہیں بچہ بچہ مسلمانون کا ان کو جانتا اور پڑھتا ہے جس کا جی چاہے وہ ہم سے آکر ابھی پوچھ لے - پہر ان آیات کو ظاہر نہ کرنا اور ایک استعارہ کو لیکر اسپر اعتراض کر دینا کیا یہی **دیانت** آریہ سماج کی ہے ایسا دُنیا میں کون مسلمان ہے جو خدا کو محدود جانتا ہے یا اسکے وسیع اور غیر محدود علم سے منکر ہے - اب یاد رکھو کہ قرآن شریف مین یہ تو کہین بھی نہین کہ خدا کو کوئی فرشتہ اُٹھا رہا ہے بلکہ جا بجا یہ لکھا ہے کہ خدا ہر ایک چیز کو اُٹھا رہا ہے ہان بعض جگہ یہ استعارہ مذکور ہے کہ خدا کے عرش کو جو در اصل کوئی جسمانی اور مخلوق چیز نہین فرشتے اُٹھا رہے ہین - دانشمند اس جگہ سے سمجھہ سکتا تھا کہ جبکہ عرش کوئی مجسم چیز ہی نہین تو فرشتے کس چیز کو اُٹھاتے ہین ضرور کوئی یہ استعارہ ہوگا - مگر آریہ صاحبون نے اس بات کو نہین سمجھا کیونکہ انسان خود غرضی اور تعصب کے وقت اندھا ہو جاتا ہے اب اصل حقیقت سنو - کہ قرآن شریف مین لفظ عرش کا جہان جہان استعمال ہوا ہے اس سے مراد خدا کی عظمت اور جبروت اور بلندی ہے - اسی وجہ سے اس کو مخلوق چیزون مین داخل نہیں کیا - اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت کے **مظہر چار ہین** جو وید کے رو سے چار دیوتے کہلاتے ہین مگر قرآنی اصطلاح کی رو سے اون کا نام **فرشتے** بھی ہے اور وہ یہہ ہین - **اکاش** جسکا نام اندر بھی ہے - **سورج** دیوتا جسکو عربی میں شمس کہتے ہین **چاند** جسکو عربی مین قمر کہتے ہین **دھرتی** جسکو عربی مین ارض کہتے ہین یہ چار دیوتا جیسا کہ ہم اس رسالہ مین بیان کر چکے ہین - خدا کی چار صفتون کو جو اسکے جبروت اور عظمت کا اتم مظہر ہین جن کو دوسرے لفظون مین عرش کہا جاتا ہے اُٹھا رہے ہین یعنے عالم پر یہہ ظاہر کر رہے ہین تصریح کی حاجت نہین - اس بیان کو ہم مفصل لکھ آئے ہین اور قرآن شریف مین تین قسم کے فرشتے لکھے ہین -

(۱) ذرات اجسام ارضی اور روحوں کی قوتین

(۲) اکاش - سورج - چاند - زمین کی قوتین جو کام کر رہی ہین

(۳) اُن سب پر اعلیٰ طاقتین جو جبرئیل و میکائیل - و عزرائیل وغیرہ نام رکھتی ہین جن کو وید مین جم لکھا ہے مگر اس جگہ فرشتون سے یہ چار دیوتے مراد ہین یعنے اکاش اور سورج وغیرہ جو خدا تعالیٰ کی چار صفتون کو اُٹھا رہے ہین - یہ وہی صفتین ہین جن کو دوسرے لفظون مین عرش کہا گیا ہے - اس فلسفہ کا وید کو بھی اقرار ہے مگر یہہ لوگ خوب وید دان ہین جو اپنے گھر کے مسئلہ سے بھی انکار کر رہے ہین -

غرض وید کے یہ چار دیوتے یعنی اکاش - سورج - چاند - دھرتی خدا کے عرش کو جو صفت ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور مالک یوم الدین ہی اٹھا رہے ہین - اور فرشتہ کا لفظ قرآن شریف مین عام ہے ہر ایک چیز جو اسکی آواز سنتی ہے وہ اُسکا فرشتہ ہے پس دنیا کا ذرہ ذرہ خدا کا فرشتہ ہے کیونکہ وہ اسکی آواز سنتے ہین اور اُسکی فرمان برداری کرتے ہین اور اگر ذرہ ذرہ اُسکی آواز سنتا نہین تو خدا نے زمین آسمان کے اجرام کو کس طرح پیدا کر لیا - اور یہہ استعارہ جو ہمنے بیان کیا ہے اس طرح خدا کے کلام مین بہت سے استعارات ہین جو نہایت لطیف علم اور حکمت پر مشتمل ہین - اگر اب بھی کوئی شخص اپنی ناسمجھی سے باز نہ آوے تو وہ کوئی اعتراض منتخب کر کے اسلام پر پیش کرے اور پھر انسانیت اور تحمل سے اس کا جواب سُننے ورنہ ایسے اعتراضات سے اگر کچھہ ثابت ہوتا ہے تو بس یہی کہ معترض حقیقت سے بے خبر اور دل اسکا تعصب سے پر اور غرض اسکی محض تحقیر ہے - دین ایک علم ہے اور اپنے اندر اسرار رکھتا ہے کیا لازم ہے کہ اس طرح بر افترا کے طور پر اعتراض کئے جائین ورنہ مسلمان بوجہ اولیٰ کہہ سکتے ہین کہ جن خداؤن کو وید نے پیش کیا ہے وہ تو یہی ہین کہ: سورج چاند اگ پانی زمین وغیرہ مخلوق چیزین یہ سب محدود اور مخلوق اور بیجان ہین

اس لئے آریہ صاحبون کا پرمیشر نہ صرف محدود بلکہ بے جان چیز ہے اِسی لئے اُن کی آواز نہین سُن سکتا اور نہ جواب دے سکتا ہے۔

پھر جس پرمیشر نے کچھ پیدا ہی نہین کیا اُسکا محدود ہونا تو بہر حال ماننا پڑیگا کیونکہ اس طرح پر سمجھو کہ روحون اور پرمانو اور پرمیشر سے گویا ایک شہر آباد ہے۔ جسکے ایک محلہ مین تو ارواح یعنے جیو رہتے ہین اور دوسرے محلہ مین پرمانو یعنے ذرات اجسام رہتے ہین اور تیسرے محلہ کے کونہ مین پرمیشر رہتا ہے کیونکہ جو چیزین انادی اور اپنا اپنا وجود مستقل رکھتی ہین اُن مین پرمیشر دھنس نہین سکتا کیا تم سرب بیاپک ہو سکتے ہو پس سوچ کر دیکھو کہ انادی اور غیر مخلوق ہونے کی حیثیت سے تم مین اور پرمیشر مین فرق کیا ہے پس وہ کیونکر غیر مین دھنس جائیگا۔ پس خواہ مخواہ تمہارا پرمیشر محدود ہوگیا اور بوجہ محدود ہونے کے علم بہی محدود ہوگیا۔ مگر اوس خدا کو کون محدود کہہ سکتا ہے جس کو قرآن شریف نے پیش کیا ہے جسکی نسبت وہ کہتا ہے کہ ہر ایک جان کی وہی جان ہے جس کے ساتھہ وہ زندہ ہے اور ذرہ ذرہ اسکے ہاتھہ سے نکلا اور اسی کے سہارے سے موجود ہے اور سب چیز پر وہ محیط ہے کیونکہ ہر ایک چیز اُسی سے نکلی ہے

نادان انسان جو تعصب سے بہرا ہوا ہوتا ہے ایک بات اپنے مونہہ سے نکالتا ہے اور کبھی ارادہ نہین رکھتا کہ اُسکا فیصلہ کرے یہی آریہ صاحبون کا حال ہے گویا وہ اس دنیا مین ہمیشہ رہین گے ورنہ ہم کہتے ہین کہ اگر تم قرآن شریف کی ایک بات کو بہی رد کر سکو تو جو تاوان چاہو ہم پر لگالو خواہ تم تمام جائداد ہماری لے لو مگر کیا کسی کی نیت ہے کہ آرام سے اور آہستگی سے جیسا کہ عدالت مین مقدمات فیصلہ پاتے ہین کسی چیز کا فیصلہ کرے ہرگز نہین پس صبر کرو جبتک خدا ہمارا تمہارا فیصلہ کرے۔

(۲) ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ فرشتے خدا تعالیٰ کو جاکر نیکی بدی کی خبر دیتے ہیں اور اسوقت تک وہ بیخبر ہوتا ہے۔

الجواب اس کا جواب یہ ہے کہ لَعْنَتُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْن۔ ورنہ کہولکر دکھلاؤ کہ کہاں قرآن شریف میں لکھا ہے کہ میں مخلوق کے حال سے بیخبر ہوں جب تک کوئی فرشتہ مجھے خبر نہ دے۔ وہ تو بار بار قرآن شریف میں کہتا ہے کہ ذرہ ذرہ کی مجھے خبر ہے ایک پتہ بھی میرے حکم کے بغیر نہیں گرتا میں تعجب کرتا ہوں کہ یہ کس قسم کی روحیں ہیں کہ دلیری سے اسقدر افترا کرتے ہیں سارا قرآن اسبات سے بھرا ہوا ہے کہ خدا ہر ایک چیز کا بالذات علم رکھتا ہے۔ پس ہم اس افترا کا کیا نام رکہیں کہ گویا مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا کو کچھ بھی اپنی مخلوق کی خبر نہیں جبتک فرشتے جاکر رپورٹ نہ دیں۔

(۳) ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ خدا پہلے کچھ مدت تک بیکار رہا کیونکہ دنیا ہمیشہ سے نہیں۔

الجواب یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہرگز نہیں ہے کہ انسان کے پیدا کرنے سے پہلے خدا بیکار تھا بلکہ وہ بار بار قرآن شریف میں کہتا ہے کہ میں قدیم سے خالق ہوں مگر اسبات کی تفصیل کہ وہ کس کس مخلوق کو پیدا کرتا رہا ہے یہ امر انسان کے احاطہ اقتدار سے باہر ہے ہم قرآن کی رو سے ایمان رکھتے ہیں کہ وہ کبھی معطل نہیں رہا مگر اسکی تفصیل کو ہم نہیں جانتے ہمیں معلوم نہیں کہ اُسنے کتنی مرتبہ اس دنیا کو بنایا اور کتنی مرتبہ ہلاک کیا۔ یہ لمبا اور غیر متناہی علم خدا کو ہے کسی دفتر میں یہ سما نہیں سکتا ہاں عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ صرف چند مدت سے خدا نے دنیا کو پیدا کیا ہے پہلے کچھ نہ تھا اور قدیم سے وہ خالق نہیں ہے۔ سو یہ اعتراض اُنپر کرو اور پھر آپ لوگوں کو شرم کرنا چاہیئے کہ ہم تو مانتے ہیں کہ ہمارا خدا قدیم سے ذرات اجسام پیدا کرتا رہا اور قدیم سے روحیں بھی پیدا کرتا رہا۔ مگر آپ لوگ تو قطع نظر قدیم کے ایک مرتبہ کیلئے بھی خدا تعالیٰ کی ان صفات کو نہیں مانتے۔ پھر کیوں اپنے گھر سے بیخبر رہ کر اسلام پر محض افترا کیطور پر اعتراض کر دیتے ہیں ورنہ حیا اور شرم کرکے قرآن شریف سے ہمیں دکھلا دو کہ کہاں لکھا ہے کہ میں قدیم سے خالق نہیں ہوں مگر آپ کا پرمیشر تو بجز معمار یا نجار کی حیثیت سے زیادہ مرتبہ نہیں رکھتا اور کیونکر معلوم ہوا کہ وہ عالم الغیب ہے اس کا وید میں کیا ثبوت ہے ذرہ ہوش سے جواب دو۔

(۴) ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ مسلمانوں کا خدا متغیر ہے کبھی کوئی حکم دیتا ہے کبھی کوئی۔
الجواب خدا آپ لوگوں کو ہدایت دے قرآن شریف میں کہیں نہیں لکھا کہ خدا متغیر ہے بلکہ یہ لکھا ہے کہ انسان متغیر ہے اس لئے اسکے مناسب حال خدا اسکے لئے تبدیلیاں کرتا ہے جب بچہ پیٹ میں ہوتا ہے تو صرف اُسکو خون کی غذا ملتی ہے اور جب پیدا ہوتا ہے تو ایک مُدّت تک صرف دودھ پیتا ہے اور پھر بعد اس کے اناج کھاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ تینوں سامان اسکے لئے وقتاً فوقتاً پیدا کر دیتا ہے۔ پیٹ میں ہونے کی حالت میں پیٹ کے فرشتوں کو جو اندرونی ذرّات ہیں حکم کر دیتا ہے کہ اسکی غذا کے لئے خون بنا دیں۔ اور پھر جب پیدا ہوتا ہے تو اس حکم کو منسوخ کر دیتا ہے۔ تو پھر پستان کے فرشتوں کو جو اسکے ذرّات ہیں حکم کرتا ہے جو اُسکے لئے دودھ بنا دیں۔ اور جب وہ دودھ سے پرورش پا چکتا ہے۔ تو پھر اس حکم کو بھی منسوخ کر دیتا ہے۔ تو پھر زمین کے فرشتوں کو جو اُس کے ذرّات ہیں حکم کرتا ہے۔ جو اس کے لئے اخیر مدت تک اناج اور پانی پیدا کرتے رہیں۔ پس ہم مانتے ہیں کہ ایسے تغیّر خدا کے احکام میں ہیں خواہ بذریعہ قانون قدرت اور خواہ بذریعہ شریعت مگر اس سے خدا میں تغیّر کونسا لازم آیا۔ شرم! شرم!! شرم!!!

مگر افسوس کہ وید کی رو سے خدا اِن تغیّرات کا مالک نہیں بن سکتا۔ کیونکہ وید تو خدا کے فرشتوں کا مُنکر ہے پس کیونکر دنیا کے ذرّات اور روحوں کی قوتیں اسکی آواز سن سکتی ہیں۔ علم طبعی اور ہیئت کا سلسلہ تبھی خدا کیطرف منسوب ہو سکتا ہے کہ جب طبعی طور پر ہر ایک ذرہ مخلوقات کا خدا کا فرشتہ مان لیا جائے ورنہ فرشتوں کے انکار سے دہریہ بننا پڑے گا کہ جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے پرمیشر کو اُسکا کچھ بھی علم نہیں اور نہ اسکی مرضی اور ارادہ سے ہو رہا ہے۔ مثلاً کانوں میں سونا اور چاندی اور پیتل اور تانبا اور لوہا طیار ہوتا ہے۔ اور بعض کانوں میں سے ہیرے نکلتے ہیں اور نیلم پیدا ہوتا ہے اور بعض جگہ یاقوت کی کانیں ہیں۔ اور بعض دریاؤں میں سے موتی پیدا ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک جانور کے پیٹ سے

بچہ یا انڈہ پیدا ہوتا ہے- اب خدا نے تو قرآن شریف میں ہمیں یہہ سکھلایا ہے کہ یہ طبعی سلسلہ خود بخود نہیں بلکہ اِن چیزوں کے تمام ذرّات خدا کی آواز سنتے ہیں اور اس کے فرشتے ہیں یعنی اسکی طرف سے ایک کام کے لئے مقرر شدہ ہیں- پس وہ کام اسکی مرضی کے موافق وہ کرتے رہتے ہیں- سونے کے ذرّات سونا بناتے رہتے ہیں- اور چاندی کے ذرّات چاندی بناتے رہتے ہیں- اور موتی کے ذرّات موتی بناتے ہیں اور انسانی وجود کے ذرّات ماؤں کے پیٹ میں انسانی بچہ طیار کرتے ہیں اور یہ ذرّات خود بخود کچھہ بھی کام نہیں کرتے بلکہ خدا کی آواز سنتے ہیں اور اسکی مرضی کے موافق کام کرتے ہیں- اِسلئے وہ اسکے فرشتے کہلاتے ہیں اور کئی قسم کے فرشتے ہوتے ہیں یہ تو زمین کے فرشتے ہیں- مگر آسمان کے فرشتے آسمان سے اپنا اثر ڈالتے ہیں جیساکہ سورج کی گرمی بھی خدا کا ایک فرشتہ ہے جو پھلوں کا پکانا اور دوسرے کام کرتا ہے- اور ہوائیں بھی خدا کے فرشتے ہیں جو بادلوں کو اکٹھے کرتے اور کھیتوں کو مختلف اثر اپنے پہونچاتے ہیں اور پھر اُنکے اوپر اور بھی فرشتے ہیں جو اُن میں تاثیر ڈالتے ہیں- علوم طبعی اسباب کے گواہ ہیں کہ فرشتوں کا وجود ضروری ہے- اور اِن فرشتوں کو ہم بچشم خود دیکھہ رہے ہیں- اب بقول آریہ صاحبان وید ان فرشتوں کا منکر ہے پس اسطور سے وہ اُس طبعی سلسلہ سے انکاری اور دہریہ مذہب کی بنیاد ڈالتا ہے- کیا یہ امر بدیہی اور مشہود و محسوس نہیں کہ ہر ایک ذرہ ذرات اجسام میں سے ایک کام میں مشغول ہے یہانتک کہ شہد کی مکھیاں بھی خدا کی وحی سے ایک کام کر رہی ہیں- پس وید اگر اس سلسلہ کا منکر ہے تو پھر اسکی خیر نہیں- اِس صورت میں وہ تو دہریہ مذہب کا حامی ہوگا- اگر یہی وید ودیا کا نمونہ ہے تو شاباش خوب نمونہ پیش کیا-

(۵) ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ شفاعت پر بھروسہ شرک ہے-

الجواب قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ- یعنی خدا کے اذن کے سوا کوئی شفاعت نہیں ہو سکتی- قرآن شریف کی رو سے

شفاعت کے معنے یہ ہیں کہ ایک شخص اپنے بھائی کے لئے دعا کرے کہ وہ مطلب اسکو حاصل ہو جائے یا کوئی بلا ٹل جائے - پس قرآن شریف کا حکم ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے حضور میں زیادہ جُھکا ہوا ہے وہ اپنے کمزور بھائی کے لئے دُعا کرے کہ اُسکو وہ مرتبہ حاصل ہو یہی حقیقت شفاعت ہے - سو ہم اپنے بھائیوں کے لئے بے شک دعا کرتے ہیں کہ خدا اُنکو قوت دے اور اُنکی بلا دور کرے - اور یہ ایک ہمدردی کی قسم ہے - پس اگر وید نے اس ہمدردی کو نہیں سکھلایا اور وید کی رو سے ایک بھائی دوسرے کے لئے دُعا نہیں کر سکتا تو یہ بات وید کے لئے قابل تعریف نہیں بلکہ ایک سخت عیب ہے - چونکہ تمام انسان ایک جسم کی طرح ہیں اسلئے خدا نے ہمیں بار بار سکھلایا ہے کہ اگرچہ شفاعت کو قبول کرنا اُس کا کام ہے مگر تم اپنے بھائیوں کی شفاعت میں یعنی اُنکے لئے دعا کرنے میں لگے ہو اور شفاعت سے یعنی ہمدردی کی دُعا سے باز نہ رہو کہ تمہارا ایکدوسرے پر حق ہے - اصل میں شفاعت کا لفظ شفع سے لیا گیا ہے شفع جُفت کو کہتے ہیں جو طاق کی ضد ہے - پس انسان کو اسوقت شفیع کہا جاتا ہے جبکہ وہ کمال ہمدردی سے دوسرے کا جفت ہو کر اسمیں فنا ہو جاتا ہے اور دوسرے کیلئے ایسی ہی عافیت مانگتا ہے جیسا کہ اپنی نفس کے لئے - اور یاد رہے کہ کسی شخص کا دین کامل نہیں ہو سکتا جبتک کہ شفاعت کے رنگ میں ہمدردی اسمیں پیدا نہو بلکہ دین کے دو ہی کامل حصے ہیں ایک خدا سے محبت کرنا اور ایک بنی نوع سے اسقدر محبت کرنا کہ اُنکی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھ لینا اور اُنکے لئے دُعا کرنا جسکو دوسرے لفظوں میں شفاعت کہتے ہیں

(۶) خدا کی کوئی آواز دنیا میں سنائی نہیں دیتی -

الجواب - تعجب کہ باوجودیکہ پنڈت لیکھرام کی موت سے تمام آریہ صاحبوں نے ۶ مارچ کے دن میں خدا تعالیٰ کی آواز سن لی اور خدا نے دنیا میں اشتہار دیدیا کہ لیکھرام بوجہ اپنی بدزبانیوں کے چھ برس تک کسی کے ہاتھ سے مارا جائیگا - وہ آواز نہ صرف ہمنے سنی بلکہ ہمارے ذریعہ سے سب آریہ صاحبوں نے سُنی مگر کیا اب بھی ثابت نہ ہوا کہ خدا کی آواز دنیا کو سنائی دیتی ہے آپ صاحبوں میں سے پکے آریہ لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل ساکن قادیان بہت سے خدا کی آوازوں کے گواہ ہیں اگر وہ انکار کرینگے اور قوم کو خدا پر مقدم رکھیں گے اور جھوٹ بولیں گے تو شاید کوئی اور آواز آسمانی سن لیں گے

الراقم خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی

نسیم دعوت

Digitized by Khilafat Library

نام اسکا نسیمِ دعوت ہے ۔۔۔ آریون کے لئے یہ رحمت ہے

دلِ بیمار کا یہہ درمان ہی ۔۔۔ طالبون کا یہہ یارِ خلوت ہے

کفر کے زہر کو یہ ہے تریاق ۔۔۔ ہر ورق اس کا جامِ صحت ہے

غور کرکے اِسے پڑہو پیارو ۔۔۔ یہ خدا کے لئے نصیحت ہے

خاکساری سے ہمنے لکھا ہی ۔۔۔ نہ تو سختی نہ کوئی شِدت ہے

قوم سے مت ڈرو خدا سے ڈرو ۔۔۔ آخر اُسکی طرف ہی رِحلت ہے

سخت دل کیسے ہوگئے ہیں لوگ ۔۔۔ سر پہ طاعون ہے پہر بہی غفلت ہے

ایک دنیا ہے مر چکی ابتک ۔۔۔ پہر بہی توبہ نہیں یہ حالت ہے

جیون جواہر - مشک - عنبر - مونگا - موتی - یاقوت - اور بیش قیمت جواہرات سے خالص تیار ہوتی ہیں۔ انسان کی زندگی تندرستی اور طاقت کے لئے اس سے بہتر کوئی دوا نہیں۔ امراض قلب و ضعف دماغ گردہ مثانہ و فساد خون کے دفع کرنے میں بے مثل ہیں۔ معدہ کو درست اور خون کو زہریلے مواد سے صاف اور تمام جسم کے اعضا کو قوی اور مضبوط کرتی ہیں۔ وبائی اور زہریلی بیماریوں کو روکتی ہیں۔ طبیعت میں تفریح اور خواہ مخواہ نشاط پیدا ہو جاتی ہیں۔ عقل ہوش و حواس حافظہ ذہن

عجیب و غریب مرہم عیسیٰ اگر دنیا بھر میں سب سے پُر تاثیر بے نظیر ہے تو ہر قسم کے زخموں - جراحتوں - چوٹوں - گلٹیوں - خنازیر - سرطان - طاعون اور ہر ایک قسم کے خبیث زہریلے پھوڑوں پھنسیوں - ناسوروں - بواسیر - گنج - خارش اور طرح طرح کی جلدی بیماریوں اور ہاتھوں کے سر پیر پھٹ جانے - جانوروں کے کاٹ لینے - جل جانے عورتوں کے خطرناک امراض سرطان رحم وغیرہ کیلئے صدہا سال کا مجرب طبقہ کی حکما کا متفقہ و مجربہ بابرکت علاج چاہتے ہیں تو یہ بابرکت مرہم صرف اس کارخانہ سے منگائیے جو اسکو خالص اجزا سے تیار کرنیکا ذمہ وار ہے۔ طبی جہان اسکی کامیاب تاثیرات کا ممنون ہے۔ قیمت فی ڈبیہ ۱۲ / عہ

پاکٹ کیس ادویات - اکثر جانیں طبیب اور علاج کے وقت نہ پہنچنے سے سخت تکلیف برداشت کرتی اور بعض وقت بے موت ہلاک ہو جاتی ہیں اس دردناک حالت کو دیکھکر ہم نے یہ پاکٹ کیس تیار کیا ہے اور اسمیں مختلف پچاس ساٹھ بیماریوں کی جنکی اکثر شکایت رہتی ہے وہ زود اثر صحیح مجرب ادویہ رکھی ہیں جنسے بڑھکر ڈاکٹری اور یونانی طب اسوقت کچھ ثابت نہیں کر سکی اور یہ کیس ایسا بنایا گیا ہے کہ جیب میں رہ سکے ایک ترکیب اسکے ہمراہ ہے اور ہر طرح سے ایسی آسانی کیگئی ہے کہ شد بد جاننے والا انسان بھی سفر و حضر میں اسکو سمجھکر پورے طبیب کا کام دے سکتا ہے اور ادویہ کے استعمال بے وقت جانی ضرر کو خطرات متعلقہ سے بچا سکتا ہے اسلئے اس پاکٹ کیس کا ہر ایک انسان کے پاس ہر حالت میں ہونا ضروری ہے۔ قیمت عہ ۔ ۔ ۵

عمدۃ التقویم ۱۹۰۳ء مع فہرست ادویات مفت	کارخانہ مرہم عیسیٰ حکیم محمد حسین برادر لاہور سے طلب کرو	آئینہ صحت مع سرٹیفکٹ ادویات کا کارخانہ مرہم عیسیٰ

اعلان

تمام صاحبان جنکے نام قادیان میں کسی قسم کا روپیہ آتا ہے فرستندگان کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ منی آرڈر کے کوپن سے پورا فائدہ حاصل کیا کریں یعنی اپنا پورا پتہ خوشخط و تعداد مبلغات و تفصیل کہ کس مد کا روپیہ ہے کوپن پر دیا کریں۔

تمام صاحبان جو میگزین کے خریدار ہیں انکو ضروری ہے کہ خط و کتابت میں اور ترسیل زر کے وقت نام کے ساتھ اپنا نمبر بھی دیا کریں۔

محمد علی مینیجر رسالہ ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب